قال اللہ تعالےٰ

مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

جلد اول

(مقدمۃ الکتاب)

مشکوٰۃ النبوّت

تصنیف منیف

حضرت سید شاہ غلام علی قادری خلف اکبر قدوۃ المحققین حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہٗ

مترجم

ابو الفضل سید محمود قادری (موظف سشن جج)

باھتمام

سید مجتبیٰ قادری الموسوی

سن اشاعت ۱۹۸۲ء

تعداد اشاعت	
بار اوّل	۵۰۰ عدد
سن اشاعت	۱۹۸۲ ء
کتابت	حبیب ہادی رفاعی
طباعت	اعجاز پرنٹنگ پریس
قیمت	

ملنے کا پتہ

دیوڑھی حضرت مولوی سید محمود (20-7-175)
اندرون کمان محمد شکور - حیدرآباد 500265
و مشہور تاجرین کتب

ترتیب

۱۔ تعارف ا تا ک
۲۔ پیش لفظ ۱ تا ۹

مقدمة الکتاب

۳۔ ذکر خلافت الٰہی وعطائے خلافت باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ تا ۱۱
۴۔ خلافت کبریٰ خلافت صغریٰ ۱۱ تا ۱۳
۵۔ خلافت کبریٰ کے اقسام ۱۳
۶۔ چار پیر چودہ خانوادے ۱۴ تا ۲۱
۷۔ بارہ فرعی خانوادے ۲۱ تا ۲۷
۸۔ اقسام صوفیہ ۲۸
۹۔ ذکر اقطاب، ابدال، اغیاث ۲۸ تا ۳۹
۱۰۔ بیان مشرب صوفیہ ۳۹ تا ۴۶
۱۱۔ اقسام ولایت ۴۷ تا ۴۸

ذکر شریف
حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۔ پدر بزرگوار آنحضرتؐ ۴۹ تا ۵۰
۱۳۔ ولادت باسعادت ۵۰ تا ۵۳
۱۴۔ زمانۂ رضاعت ۵۳ تا ۵۷
۱۵۔ والدہ ماجدہ کی وفات ۵۷
۱۶۔ حضرت عبد المطلب کی کفالت ۵۷ تا ۵۸
۱۷۔ حضرت ابو طالب کی کفالت ۵۸ تا ۶۰
۱۸۔ شام کا سفر تجارت ۶۰
۱۹۔ حضرت خدیجہؓ سے مناکحت ۶۰ تا ۶۱
۲۰۔ تعمیر کعبہ تنصیب سنگ اسود ۶۱ تا ۶۲
۲۱۔ منصب رسالت ۶۲ تا ۶۴
۲۲۔ السابقون الاوّلون ۶۴
۲۳۔ دعوت اسلام ۶۴ تا ۶۵
۲۴۔ حبش کی ہجرت ۶۵ تا ۶۸
۲۵۔ حضرت ابو طالب کی وفات ۶۸ تا ۶۹
۲۶۔ معراج نبوی ۶۹ تا ۷۲
۲۷۔ مدینہ کو ہجرت ۷۲ تا ۷۸
۲۸۔ یثرب میں وُرود ۷۸ تا ۷۹
۲۹۔ مسجد نبوی کی بنیاد و تعمیر ۷۹
۳۰۔ مکان کی تعمیر ۸۰
۳۱۔ عقد مواخات ۸۰
۳۲۔ ظہر، عصر، عشاء کی نمازوں کی فرضیت اور اذان ۸۰ تا ۸۱
۳۳۔ تحویل قبلہ ۸۱
۳۴۔ تزویج فاطمہ ۸۱ تا ۸۲
۳۵۔ سال دوم ہجری کے دیگر اہم واقعات ۸۲ تا ۸۳
۳۶۔ سنہ ۳ھ کے اہم واقعات ۸۳ تا ۸۷

۳۷۔ سنہ ۴ھ کے اہم واقعات ۸۸ تا ۸۹
۳۸۔ سنہ ۵ھ کے اہم واقعات ۸۹ تا ۹۱
۳۹۔ سنہ ۶ھ کے واقعات ۹۱ تا ۹۲
۴۰۔ غزوۂ حدیبیہ ۹۲ تا ۹۶
۴۱۔ مکتوبات نبوی ۹۶ تا ۹۸
۴۲۔ فتح خیبر اور ۹۸ تا ۱۰۳
سنہ ۷ھ کے دیگر اہم واقعات
۴۳۔ غزوۂ موتہ اور ۱۰۴ تا ۱۱۰
فتح مکہ
۴۴۔ غزوہ حنین ۱۱۰ تا ۱۱۲
۴۵۔ سنہ ۹ھ کے اہم واقعات ۱۱۲ تا ۱۱۵
۴۶۔ حج وداع ۱۱۵ تا ۱۱۸
۴۷۔ سرفرازی سیدنا علی ۱۱۸
۴۸۔ جیش اسامہ ۱۱۸ تا ۱۲۶
اور مرض الموت

خلفائے راشدین

۴۹۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ۱۲۷ تا ۱۲۸
۵۰۔ حضرت سیدنا عمر بن الخطاب ۱۲۸ تا ۱۳۰
۵۱۔ حضرت سیدنا عثمان بن عفان ۱۳۰ تا ۱۳۳

بقیہ عشرہ مبشرہ

۵۲۔ حضرت ابوعبداللہ بن الجراح ۱۳۳
۵۳۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف ۱۳۴
۵۴۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ ۱۳۴
۵۵۔ حضرت زبیر بن العوام ۱۳۵
۵۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ۱۳۵
۵۷۔ حضرت سعد بن زید ۱۳۶

دیگر اصحاب

۵۸۔ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ ۱۳۶
۵۹۔ حضرت ابوالفضل عباس ۱۳۷
۶۰۔ حضرت ابوعبداللہ جعفر طیار ۱۳۷ ۱۳۸
۶۱۔ حضرت بلال حبشی ۱۳۸ تا ۱۴۰
۶۲۔ حضرت عمار یاسر ۱۴۰
۶۳۔ حضرت ابوعبداللہ سلمان ۱۴۰
۶۴۔ حضرت ابوحذیفہ الیمانی ۱۴۱
۶۵۔ حضرت ابوذر غفاری ۱۴۱
۶۶۔ حضرت زید ۱۴۱
۶۷۔ حضرت اسامہ ۱۴۲

اصحاب صفہ

۶۸۔ اصحاب صفہ ۱۴۳ تا ۱۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

زیر نظر کتاب ہمارے اوج سعادت و شرافت، رہنمائے راہِ طریقت، پیشوائے راہِ شریعت حضرت سید علی القادری الجیلانی کی تصنیف منیف ہے آپ قدوۃ المحققین، زبدۃ العارفین حضرت سید موسیٰ قادری الجیلانی کے فرزند اکبر و جانشین اور بائیسویں واسطہ سے شیخ الکل غوث صمدانی صاحب الاشارات سیدنا عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر گوشہ تھے۔

سلسلہ نسب حسب ذیل ہے :۔

۱۔ السید علی القادر الموسوی الجیلانی۔ ابن (۲) قدوۃ الکاملین السید موسیٰ القادری الجیلانی۔
ابن (۳) السید محمد القادری الجیلانی۔ ابن (۴) السید درویش محی الدین القادری الجیلانی۔ ابن
(۵) السید المحی الدین القادری الجیلانی۔ ابن (۶) زبدۃ العارفین السید شاہ محی الدین ثانی القادری
الجیلانی۔ ابن (۷) سید الابدال مظہر الجلال السید عبد اللطیف القادری الحموی الخاطب بہ لا اُبالی
ابن (۸) السید طاہر القادری الحموی۔ ابن (۹) السید شرف الدین زاہد القادری الحموی۔ ابن (۱۰)
السید قطب الدین محمد القادری الحموی۔ ابن (۱۱) السید ناصر الدین ہاشم القادری الحموی۔ ابن (۱۲)
السید قطب الدین محمد القادری الحموی۔ ابن (۱۳) السید شہاب الدین ابی العباس احمد القادری الحموی
ابن (۱۴) السید بدر الدین حسن القادری الحموی۔ ابن (۱۵) السید علاء الدین علی القادری الحموی
ابن (۱۶) السید شمس الدین محمد الثانی القادری الحموی۔ ابن (۱۷) السید سیف الدین یحیٰ القادری الحموی
(وھو اول من نزل بحماہ) ابن (۱۸) السید ظہیر الدین ابی المسعود احمد القادری البغدادی
ابن (۱۹) السید شمس الدین ابی النصر محمد القادری البغدادی۔ ابن (۲۰) السید عماد الدین ابی صالح نصر القادری
البغدادی۔ ابن (۲۱) سید الاقطاب قطب الآفاق السید تاج الدین عبد الرزاق القادری البغدادی
ابن (۲۲) قطب العارفین سید العشاقین عارف باللہ بامر اللہ قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ

غوث الصمدانی صاحب الاشارات و المعانی السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

سید محمد علی قادری عاشق نے اپنی تصنیف "ریاض المعانی فی معرفت اولاد شیخ عبد القادر جیلانی" میں حضرت سید علی قادری الموسوی الجیلانی کے احوال و مناقب حسب ذیل تحریر کیے ہیں۔

(اصل عبارت)	(ترجمہ)
باید دانست کہ حضرت جناب سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہٗ را از اولاد امجاد یک دختر و پنج پسر بودند دختر مسماۃ بامۃ الفاطمہ کہ بزرگ ترین از ہمہ پسراں بودند لاولد ازیں جہاں فانی رخت حیات بہ ملک جاودانی بربست و پسراں حضرت سید علی القادری الموسوی عرف غلام علی شاہ صاحب و حضرت قادر بادشاہ صاحب قادری و حضرت حسن بادشاہ صاحب قادری و حضرت حسینی بادشاہ صاحب قادری و حضرت غلام قاسم صاحب قادری ہمہ بفحوائے۔	جاننا چاہیئے کہ حضرت جناب سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہٗ کو اولاد امجاد سے ایک صاحبزادی اور پانچ صاحبزادے تھے۔ صاحبزادی مسماۃ امۃ الفاطمہ نے جو تمام صاحبزادوں سے بڑی تھیں لاولد اس جہان فانی سے دار البقا کو رخت حیات باندھا اور صاحبزادے حضرت سید علی القادری الموسوی عرف غلام علی شاہ صاحب، حضرت قادر بادشاہ صاحب قادری، حضرت حسن بادشاہ صاحب قادری، حضرت حسینی بادشاہ صاحب قادری اور حضرت غلام قاسم صاحب قادری سب بمصداق
الولد سرٌ لابیہ	بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے
قدم بقدم آبائے کرام و اجداد عظام خود گشتند و علوم ظواہر و بواطن را از بزرگان خود بتحصیل ساختہ سرآمد روزگار شدند و در وجاہت صورت و حسن سیرت و فضل و کمال صوری و جاہ و جلال معنوی و خلق و حلم و عمل و علم و فرط ریاضت و تقویٰ و طہارت و زہد و عبادت و تحفظ شریعت و طریقۂ طریقت حصول	اپنے آبائے کرام اور اجداد عظام کے قدم بقدم ہوئے ظاہری اور باطنی علوم اپنے بزرگوں سے حاصل کر کے یگانۂ روزگار ہو گئے اور وجاہت صورت اور حسن سیرت اور فضل و کمال ظاہری اور جاہ و جلال باطنی اور خلق و حلم عمل اور علم فرط ریاضت، تقویٰ و طہارت و زہد و عبادت و تحفظ شریعت و مسلک طریقت اور حصول

ایقان و وصول عرفان و تسلیم و توکل و صدق
و تحمل و ضامن و ابقار ذلت و مجاہدات نفس
و مکاشفات غیب و مراقبہ اسرار دل و
مشاہدۂ شاہد لاریب و آئین قبض و بسط
و شیوہ عروج و نزول انقطاع وساوس
ماسوی اللہ و طے طریق الی اللہ و شناسائے
مقامات اوج و معرفت منازل فتوح و
نظر در قدم و ہوش بردم و تشئین ظاہری
و تحشم فطری گوئے سبقت از امثال و اقران
خود ربودہ کسے عدیل و سہیم ایشان نبود۔ اکثر
سیاحان ربع مسکون و قدم فرسایان
کوہ و ہاموں بمشاہدہ تحمل حال و حسن مقال
آں برگزیدگان ایزد متعال می گفتند کہ
چنیں مشائخ بہ حسن و جمال و تشئین کمال
در ہمہ آفاق ہرگز نہ دیدہ ایم۔ غرض از ہمہ
ذات بابرکات خود مسند مشیخیت را زیب
و زینت دادند و مسند پیری و مریدی را
رونق دیگر بخشیدند و در ملک دکن از ہمہ
مشائخ معزز و مکرم و در چشم خاص و عام
عزیز و محترم۔ اکثر امراء و وزرائے ایں شہر
و دیار بہ تقبیل آستان فیض نشان ایشان
قدم از فرق ساختہ می شتافتند و اگر احیاناً
بہ دردولت کسے ارکان و اعیان قدم رنجہ
می فرمودند بکمال خشوع و خضوع باستقبال

ایقان و وصول عرفان و تسلیم و توکل و صدق
و تحمل و ضامن و بقائے ذات و مجاہدات نفس
و مکاشفات غیب و مراقبہ اسرار دل و مشاہدہ
شاہد لاریب اور دستور قبض و بسط در شیوہ
عروج و نزول اور اللہ کے سوائے تمام
وسوسوں سے انقطاع اور خدا تک پہنچنے کا
راستہ طے کرنا اور مقامات اوج سے واقفیت
اور منازل فتوح کی معرفت اور نظر در قدم
و ہوش بردم اور ظاہری وجاہت اور سب
کی نظروں میں وقار و حشمت میں اپنے تمام
ہمعصروں اور مثال سے سبقت لے گئے
کوئی ان کا ہمعصر و ہم رتبہ و شریک نہ دنیا
کے اکثر سیاح اور کوہ و بیاباں نوردان خدا کے
برگزیدگوں کا تحمل حال اور حسن مقال دیکھ کر
کہتے ہیں کہ اس حسن و جمال اور تشئین کمال کے
حامل مشائخ ہم نے تمام عالم میں کہیں نہیں دیکھا
غرض اپنی ذات بابرکات سے مسند مشیخت
کو انہوں نے زیب و زینت دی اور مسند
پیری و مریدی کو نئے سرے سے رونق بخشی
اور ملک دکن میں تمام مشائخ سے معزز و مکرم
اور خاص و عام کی نظروں میں عزیز و محترم تھے۔
اکثر امراء اور اس شہر و ملک کے وزراء انکے
آستان فیض نشان کو بوسہ دینے والے بجائے
قدم کے سر سے دوڑتے ہوئے آتے اور اگر اتفاقاً

شد عیاں از دست لولاد باقیه معنی الولد سرٌ ابیه
ہم ز دست بیعت او در جہاں شد ید اللہ فوق ایدیهم عیاں
خلق را از خلق او خوشبو بود خلق او چوں مشک از آہو بود

عاشقاں نعلین او تاج منست
خاک پائش فخر معراج منست

غلام خانصاحب مصنف تاریخ خورشید جاہی اپنی کتاب کے صفحہ

مشائخین میں یہاں بلدہ میں دو خاندان بہت صحیح النسب و الا دودمان مشہور ہیں۔ اولاد حضرت پیر دستگیر قطب الاقطاب محی الدین محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حضرت موسیٰ صاحب قادری قدس سرہٗ کے اولاد امجاد میں بہت صاحب تعرف ہوئے ہیں خصوصاً حضرت پیر شاہ محی الدین ثانی قدس سرہٗ حضرت موسیٰ صاحب قبلہ قادری کے چار فرزند تھے غلام علی شاہ صاحب قادری موسوی قدس سرہٗ جانشین و سجادہ خلافت راقم پر بہت عنایت رکھتے تھے فدوی نے بیعت کی تھی اور ایک مثنوی حسب الارشاد جناب مریم و عیسیٰ علیہما السلام کے احوال میں تصنیف کر کے گزرانی تھی آپ کو اول جانشینی حضرت قبلہ گاہ کی نا منظور تھی بعد اصرار برادران و جملہ اہل طریقت و مریدین کے اس عہد پر کہ یہ شہر اہل دول ہے میں ارباب امارت کے گھر نہ جاؤں گا تم صاحب لوگ انہیں ناخوش ہونے نہ دینا رضامند رکھنا قبول فرمایا" گلزار آصفیہ کے صفحات ۲۷۶ تا ۲۷۹ پر بھی آپ کے احوال مرقوم ہیں یہ کتاب فارسی میں ہے اس کا لفظ بلفظ ترجمہ اردو میں محبوب ذی المنن تذکرہ اولیاء دکن کے حصہ دوم کے صفحات ۵۵۲ تا ۵۵۹ پر ملتا ہے بجائے فارسی عبارت کے اس کو یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

" حضرت سید غلام علی قادری حضرت شاہ موسیٰ صاحب قادری کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے آپ نے سن شعور و تمیز کے بعد شہر کے علماء فضلائے علوم و فنون حاصل کیا لیاقت و استعداد کامل کے بعد از آں آبائے کرام کی طرح علوم باطنی و معارف معنوی کی طرف متوجہ ہوئے۔ والد ماجد وغیرہ بندگان مشائخ کی خدمت میں ریاضت و محنت سے کمال حاصل کیا علوم صوری و معنوی سے کامل ہوئے فضائل و کمالات انسانی و صفات و کرامات روحانی سے تھے آپ انسان کامل کے مصداق

اور صوفی و عارف بے نظیر تھے تحریر و تقریر میں منشی بے بدل معارف و حقائق میں عارف بے مثل تھے اوصاف حمیدہ سے آراستہ و اخلاق پسندیدہ سے پیراستہ تھے والد ماجد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے والد ماجد سے آپ کو بیعت و خلافت حاصل ہوئی تھی آپ نے رمز الٰہی کی خدمت میں بھی فیض پایا ہے سجادہ نشینی کے بعد آپ نے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرمایا۔ ہزارہا خلق اللہ آپ کے مرید ہوئے تھے خوارق عادات و صاحب کرامت تھے۔ مدت العمر گوشہ نشین رہے خانقاہ سے کبھی باہر قدم نہ رکھا ضعیف قویٰ و امراض مفاصل کی وجہ سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی رات دن چوبی تخت پر بیٹھے رہتے تھے۔ نماز پنجگانہ تا مرگ قضائیہ ادا کی اوقات عزیزہ یاد الٰہی میں بسر کرتے تھے مہمان دوست اور مسافر نواز تھے آپ کی خانقاہ مسافروں کے لیے مسافر خانہ تھی واردین و صادرین کے ساتھ بڑی ہمدردی و مساعدت فرماتے تھے غربا کی حاجت روائی میں جان و مال سے دریغ نہ کرتے تھے خانقاہ کے مسافرین کو پہلے کھانا کھلاتے کے بعد میں حاضرین کو بمقدار احتیاج کھلاتے تھے شہر کے خاص و عام آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے حضور پرنور کے اکثر محلات آپ کی مرید تھیں آپ نے والد ماجد کی قبر پر پختہ گنبد تعمیر کروائی آپ کی خرق عادات و کرامات کی بیشمار نقلیں مشہور ہیں ہم ازاں جملہ ایک دو نقل ہدیہ شائقین معتقدین کرتے ہیں۔"

ایک شخص شراب خور فاسق و بدکردار تھا کسی نے اس سے کہا کمبخت حضرت کا مرید ہو جا عاقبت کا ذخیرہ کر اس نے کہا کہ میں بھی پیر کی تلاش میں ہوں کہ ایسا پیر ملے جو مجھ کو مسکرات کی اجازت دے مگر مجھ کو کوئی ایسا پیر نہیں ملا شخص محرک نے کہا غلام علی شاہ کے پاس چلیں شاید حضرت اس شرط کو قبول کرے دونوں حضرت کی خدمت میں گئے یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ہاں میں مرید کرتا ہوں۔

عہ درالدارین کے حاشیہ پر شیخ المشائخ سید شاہ محمد مرتضیٰ قادری الموسوی مہاجر مدنی نے اپنے قلم سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ پیر و مرشد حضرت سید شاہ غلام علی قادری الموسوی قدس سرہ آفتاب سپہر سخاوت و معرفت بود کہ اظہر من الشمس است چنانچہ سخاوت حضرت شہرہ آفاق شدہ اکثر مردان ذوی الحوائج بردربار و اسار مستفیض خدمت فیض درجت شدہ بحاجت خود بہرہ یاب گشتند و باوجود سخاوت بدا عمارت دہ لاکھ روپیہ در روضہ امجد والد ماجد خود برائے راحت رسانی مسافرین و سیاحین تیار فرمودند یک چوکھٹ دروازہ سنگ سیاہ بہ قیمت سہ صد روپیہ خرید فرمودند و نصب کردند و چوکھٹ سیاہ منسوب اند و اقرباء طغرا اضافت ہزارہا روپیہ بہ گنبد شریف کندہ کنانیدہ اندر راقم از زبان سید حسین صاحب ملمع گر شنیدہ کہ او از والد خود روایت می کنند کہ کلس گنبد شریف صد تولہ از طلائے خالص ملمع کردہ ام۔

اس شرط پر کہ جہاں ہم رہیں وہاں مسکرات کا استعمال نہ کریں۔ طالب شراب خوار بہت خوش ہوا اور کہا کہ حضرت مجھے منظور ہے اسی وقت بازار سے پھول بتاشے لے کر آیا اور حضرت سے بیعت حاصل کی خوش خوش خانقاہ سے نکلا۔ راہ میں ایک سیندھی خانہ میں سے گذرا وہاں اسکے حریفان، ہمدم و ہم پیالہ بیٹھے ہوئے تھے اس تازہ مرید کو بھی بلائے اس نے انکار کیا کسی نے کہا یہاں حضرت نہیں ہیں آ اندر گوشہ میں پوشیدہ نوش کر چونکہ وہ اس کا عادی تھا سیندھی خانہ میں داخل ہوا۔ خلوت میں مخفی ہو کر پیالہ ہاتھ میں لیا کہ نوش کرے۔ یکایک دیکھا کہ حضرت سامنے کھڑے ہیں اس وقت ہاتھ سے پیالہ پھینک کر فرار ہوا راستہ میں توبہ توبہ کہتا تھا پھر جب کبھی ارادہ کیا وہی واقعہ پیش آیا آخر شراب سیندھی سے توبہ کی تائب و صالح ہوا بے شک پیر ہو تو ایسا ہو۔ ایسے بزرگ نادر الوجود بلکہ معدوم ہیں۔

۱۲۵۸؁ ہجری میں شہر حیدر آباد عارضہ وبا کا ہنگامہ گرم ہوا روزانہ بے شمار لوگ ہلاک ہوتے تھے خاص و عام خوف و ہول سے ہوش باختہ و پراگندہ ہو رہے تھے ان ہی ایام میں حکیم محمد اکبر حسین کی ہمشیرہ کلاں ناکتخدا نے اعزہ سے کہا کہ مجھ کو غلام علی شاہ کا مرید کراؤ ایسا نہ ہو کہ اس مرض سے بدوں بیعت فوت ہو جائے قیامت میں میرا حشر بے پیروں میں ہوگا اس روز واقعہ ۲۶ ربیع الثانی کو حکیم صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کی حضرت نے عفیفہ کو مرید کیا اور فرمایا اس کو لباس عروسانہ پہناؤ کہ شکریہ دوگانہ ادا کرے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب عروس ہوگی چنانچہ حضرت کے ارشاد کے موافق ۲۶ر جمادی الاول ۱۲۵۸؁ سن مذکور عفیفہ کا عقد حکیم غلام حسین خاں مؤلف گلزار آصفی سے ہوا آخر آپ نے ۲۶ ماہ جمادی الاول ۱۲۵۹؁ کو دار فانی سے خلد بریں کو رحلت کی۔ جنازہ مکہ مسجد میں لایا گیا جنازہ کے ہمراہ خلائق کا ازدحام تھا۔ مکہ مسجد سے خانقاہ تک کثرت خلائق کی وجہ سے راستہ آمد و رفت کو نہیں ملتا تھا نماز کے بعد والد ماجد کے روضہ میں دفن کئے گئے شاہ غلام قاسم قادری کو آپ سے بڑی محبت تھی اور شاہ موصوف کو بجائے والد تصور کرتے تھے رحلت کے بعد شاہ موصوف نے مرحوم کے داماد کو سجادہ نشین کیا اور خود شاہ موصوف کی خانقاہ کے مہتمم و کفیل مقرر ہوئے حضور پرنور بندگان عالی ناصر الدولہ نے فاتحہ کے اخراجات کے لئے چار ہزار روپیہ اور مرشد زادی جمال النساء بیگم نے دو ہزار روپیہ بھیجے اور دوسرے معتقدین نے بھی بقدر امکان دیا شاہ قاسم قادری و حسینی بادشاہ دونوں بھائیوں نے آپ کے روضہ کو عمدہ بنوایا۔ عالم فاضل شاعر کامل تھے کبھی کبھی حقانی مضمون میں کلام موزوں فرماتے تھے۔ غلام محی الدین خاں بہادر منصبدار نے آپ کی رحلت کی تاریخ نام مبارک سے استخراج

کی ہے۔ مادہ تاریخ "غلام علی الولی" ہے۔
۱۲۹۸ھ

استاد سخن شاہ نصیر دہلوی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ اپنے مرشد کی منقبت میں وہ یوں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سیدی شاہ غلام علی پیر و مرشد   ایک ہے عالم معنے میں تمہاری صورت
رخ وہ ہے اہل وظیفہ کہیں سبحان اللہ   قد وہ ہے صاحب تکبیر کہے قد قامت
قسم باللہ اگر خلق میں دیکھے تم کو   تو یہ عارف کہے کثرت میں ہے ظاہر وحدت
مشکل ہے دعوے جبتک کہ زباں اپنی نصیر   کیا دہن ہے جو کرے آپکی تعریف و صفت

حضرت بادشاہ صاحب یوں مدح سرا ہیں۔

اے فرد بیاض مصطفائی   بیت دل تو بصد صفائی
حقا کہ ز دیوان موسوی ہم   تو اول مصرعہ رباعی
ذات تو قصیدہ ہدایت   انفاس تو غزل رہنمائی
شیرازہ جمعیتم تو باشی   در دیدۂ من تو روشنائی

پیر برہان الدین المتخلص بہ برہان جنہوں نے آپ کے مشہور و معروف تصنیف "درالدارین" فی مناقبت غوث الثقلین پہ دیباچہ تحریر کیا ہے نثر اور نظم دونوں میں آپکی صورت و سیرت کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

نوبر اسرار پیشوایاں   بہر دفتر جملہ رہنمایاں
گنجینہ راز لایزالی   ممتاز مشائخ کمالی
چوں جام جہاں نما ضمیرش   جم قدر دریں زباں فقیرش
از عرق او بحرق رشتہ   عرفاں دارد از و سرشتہ
دریا بلا سواحل دید   شہباز بلند سیر تفرید

یہ مثنوی بھی ان ہی کی ہے۔

سیادت مفتخر از خلقت او   بزرگی شادماں از عزت او
دو چشمانش چراغ بزم یکتا   دلش آئینہ تمثال مولا
بساط فقر از و در شادمانی   حضور سینہ اش سترِ نہانی

ان تصانیف کے منجملہ "درالدارین فی مناقب غوث الثقلین" تقریباً ایک سو سال پہلے طبع ہوئی تھی لیکن یہ بھی اب نایاب ہے۔

۱۹۸۱ء میں "لطایف اللطیف" کا بامحاورہ اردو ترجمہ شایع ہوا جو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اب اس کے چند نسخہ رہ گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب "مشکوٰۃ النبوت" حضرت سید شاہ غلام علی قادری الموسوی کی مایہ ناز تصنیف ہے جسے شہرت عام کی سند حاصل ہے۔ فن تذکرہ میں یہ تصنیف انسائیکلوپیڈیا (خزینۃ العلم) کی حیثیت رکھتی ہے بعد کے تذکرہ نویسوں نے عموماً اس کتاب سے خوشہ چینی کی ہے۔

پہلے خیال ہوا تھا کہ اس کو من وعن شایع کر دیا جائے تقریباً اس کی دو جز کی کتابت بھی ہو چکی تھی اسی اثناء میں بعض احباب نے مشورہ دیا کہ اس کا اردو میں ترجمہ شایع کرنا مناسب ہے۔ کتاب موجودہ حالت میں شائع کیجائے تو فارسی سے ناواقفیت کے باعث اکثر لوگ استفادہ نہ کر سکیں گے یہ مشورہ صائب نظر آیا ترجمہ کا کام شروع کرنے والا تھا کہ اچانک عارضۂ قلب لاحق ہونے سے دواخانہ عثمانیہ میں شریک کر دیا گیا اور جب وہاں سے نکلا تو نوشت و خواند کے قابل نہ تھا۔ احتیاطاً کتاب بھی واپس کر دی گئی تھی۔ ۲/ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو میرے مطالبہ پر مکرر یہ کتاب آئی اور ۴/ اکتوبر سے ترجمہ شروع کر دیا گیا۔ بڑی خوشی اس امر کی ہے کہ یہ کتاب مصنف کی قلمی ہے جس میں کسی الحاق یا تحریف کا امکان نہیں ہے اب تک منجملہ (۳۲) مشکوٰۃ کے علاوہ مقدمہ کے جو خود بھی طویل ہے پندرہ مشکوٰۃ کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

کتاب میرے پاس آنے اور اس کا ترجمہ شروع ہونے کی جب عزیزم میاں سید مجتبیٰ قادری الموسوی (مقیم جدہ) برادرم سید شاہ مرتضیٰ قادری الموسوی کو اطلاع ملی تو مصارف کتابت و طباعت کی پابجائی کے لئے پانچ ہزار روپیوں کا ڈرافٹ روانہ کیا۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء

چنانچہ یہ مقدمہ ان ہی کے تعاون سے نظر عام پر آ رہا ہے جلد دوم مشکوٰۃ اول سے جس میں حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آپ کے صاحبزادوں اور آپ کے دیگر معاصرین کے حالات مرقوم ہیں شروع ہو رہی ہے۔ یہ جلد چار مشکوٰۃ پر مشتمل ہوگی۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ بھی زیور طباعت سے آراستہ و مزین ہو جائیگی اسی طرح دوسری جلد بھی اصحاب خیر بالخصوص وابستگان سلسلہ قادریہ کے تعاون سے

سے وقتاً فوقتاً منظر عام پر آتی رہیں گی۔ اگر اس طرح تعاون جاری رہا تو دیگر تصانیف بھی جو مخطوطات کی شکل میں ہیں بامحاورہ اُردو میں تراجم طبع ہوتے رہیں گے۔

یلوحُ الخطّ فی القرطاس دهراً
وکاتبهٗ رمیم بالتراب

ابوالفضل سید محمود قادری

ڈیوڑھی حضرت مولوی سید محمود
20-6-175
اندرون کمان محمد شکور
حیدرآباد 500265

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

(از)

کاشف اسرار جلی وخفی حضرت سید شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ رب المشارق والمغارب وصلی اللہ علی خیر المظاہر محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۰

قال اللہ تعالیٰ

قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

کہہ دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

پس

اے عزیز بحکم آیہ کریمہ حضور انور کی متابعت عالم ظاہر اور عالم باطن فرض ہوگئی ظاہر میں متابعت مرتبۂ نبوت کی ہے اور باطنی متابعت مرتبۂ ولایت کی ہے۔

صوفیاء کی اصطلاح میں مرتبۂ نبوت یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بواسطہ جبرئیل علیہ السلام فیض احکام شرایع اُس عالم سے لیں اور خلق کو پہونچائیں۔

مرتبۂ ولایت یہ ہے کہ مقام لی مع اللہ وقتٌ بغیر واسطہ جبرئیل علیہ السلام فیضان اسرار توجیہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے حاصل کیا جائے الولایۃ افضل من النبوۃ اسی مقام سے ہے۔

آنحضرت کی متابعت ظاہری ایک بڑی جماعت نے کی اور ایک مختصر جماعت یہدی اللہ من یشاء کی مدد سے اسرار ولایت سے بہرہ مند ہو کر آنحضرت کی باطنی متابعت میں مشغول ہوئی ان اشخاص کو ارباب باطن اور پہلی جماعت کے اشخاص کو ارباب ظاہر کہتے ہیں۔ ارباب ظاہر کا دار و مدار دلیل اجماع اور قیاس پر ہے اور ارباب باطن کا مدار معرفت اور اخلاص پر ہے

قدوۃ الابرار خواجہ عبید اللہ احرار رسالہ اشغال میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مامور تھے کہ مرتبۂ ولایت کے اسرار بغیر طلب صادق کسی سے نہ فرمائیں۔ اس بناء پر ارباب باطن کا معمول ہے کہ فیضان اسرار کو اپنے سینہ میں رکھیں اور سوائے طالب صادق کے کسی پر ظاہر نہ کریں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افسردہ حالت میں تشریف فرما تھے کہ ہر شخص مجھ سے احکام شریعت دریافت کرتا ہے لیکن کوئی اسرار معرفت دریافت کرنے والا نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ اسرار میرے ساتھ اسی طرح مخفی چلے جائیں۔ اسی وقت بحکم اذا اراد اللہ شیئاً فہیّا اسبابہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے دل میں یہ بات آئی کہ بموجب فرمان الٰہی احکام شرائع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کریں کہ ہم نے احکام ظاہری کی اتباع تو کرلی لیکن باطنی احوال کی ہم کو خبر نہیں تاکہ اس کی بھی ہم اتباع کرسکیں لہٰذا بکمال صدق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے آنحضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا حق تعالیٰ کا مجھے یہی حکم تھا کہ باطنی اسرار بجز طالب صادق کے کسی پر آشکارا نہ کروں خدا کا شکر ہے کہ تم کو اس کی حق سبحانہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ یا علی انت تطیری (آمتلی) فی الولایۃ التی فی معاینۃ الحق۔ زاں بعد آپ نے ان باطنی اسرار کو انکشاف فرمایا جیسا کہ محرم راز خواجہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

سرّ خدا کہ عارف سالک بہ کس نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

الغرض سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فرقۂ صوفیا کو باطنی اسرار کی تعلیم پہنچی۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود حسینی کتاب خیر المجالس میں لکھتے ہیں کہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ صدق حال فرقۂ صوفیا کی صورتاً و معناً اتباع کو عین آنحضرت علیہ السلام کی اتباع جانے لہٰذا سالک طالب کو لازم ہے کہ صوفیاء کے احوال و افعال و عقائد کو پوری طرح جانے اور صراط مستقیم پر ان کے قدم بقدم چلے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ میں صراط مستقیم کی تشریح فرمائی ہے اور اسی طریقہ کو بلا کم و کاست حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی نے کتاب عروۃ الوثقیٰ کے

چھٹے باب میں نہایت عمدہ طور پر بیان کیا ہے ان دونوں کے بیانات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ جملہ انبیاء اور اولیاء کا طریقہ ایک ہی نہج پر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے

لانفرق بین احد من رُسُلہٖ

حضرت شیخ اکبر نے وجود حق کو وجود مطلق بتایا جس سے حضرت علاء الدولہ نے ابتداءً اختلاف فرمایا صاحب لطائف اشرفی اور مولانا عبدالرحمٰن جامی نے لکھا ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان حقیقت توحید کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے صرف لفظی نزاع تھی نہ کہ معنوی نزاع کیونکہ وجود کے تین اعتبارات ہیں ایک "بشرط شئے" جو وجود مقید ہے دوسرا "بشرط لاشئے" جو وجود عامہ ہے۔ تیسرا "لابشرط شئے" جو وجود مطلق ہے۔ شیخ اکبر نے حق کو وجود مطلق بمعنیٰ آخر کہا اور شیخ نے اس کو وجود عامہ پر محمول کیا اور اس کی نفی و انکار میں مبالغہ سے کام لیا حالانکہ وجود مطلق بمعنی آخر کی جانب خود اشارہ کیا جیسا کہ بعض رسائل میں موجود ہے اور حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی جو شیخ علاء الدین سمنانی کے ہم عصر تھے لطائف اشرفی میں اس طرح فرماتے ہیں کہ اصحاب تصوف کے عقائد کا نچوڑ مسئلہ وحدت الوجود ہے۔ شیخ عبدالرزاق کاشی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی کے مابین اس مسئلہ میں کچھ نزاع پیدا ہوئی تھی جو اوائل حال میں رہی جب آخری صحبتوں میں ان سے شرف ملازمت حاصل ہوا اور اکابرین کی ایک جماعت کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک درویش علاء الدولہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ شیخ اکبر نے حق کو وجود مطلق کہا ہے تو کیا اس لفظ کی بناء پر قیامت میں ان سے مواخذہ ہوگا۔ علاء الدولہ نے فرمایا مجھے اس قسم کی گفتگو قطعاً پسند نہیں جو اپنی زبان پر لاؤں کاش وہ بھی اس طرح نہ فرماتے کیونکہ مشکل کلام کا کہنا روا نہیں لیکن جب کہدی گئی ہے تو اس کی تاویل کرنی چاہیئے تاکہ ان کی باطنی شان میں شک و شبہ نہ ہو سکے اور ہمارے بزرگوں کے بارے میں بے اعتقادی راہ نہ پا سکے۔ بظاہر شیخ اس کلام سے چاہتے تھے کہ وحدت کو کثرت میں ثابت کریں جو وجود حق کو مطلق کہا تاکہ معراج دوم کو بیان کرسکیں اسلئے کہ معراج دو ہیں ایک یہ کہ کان اللہ ولم یکن معہ شئی اس کو معلوم کرنا آسان ہے۔ دوسرا یہ کہ لوھو الاٰن کما کان اور اسکی تشریح دشوار ہے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ مخلوقات کی کثرت سے وحدت میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی اس امر کے اظہار کے لئے وجود مطلق کی اصطلاح ان کے ذہن میں آئی اس کی ایک شق ان معنوں میں درست ہونے کے باعث ان کو پسند آئی لیکن دوسری شق سے جس سے

نقصان لازم آتا ہے انہیں غفلت ہو گئی چونکہ ان کا مقصد وحدانیت کا اثبات تھا حق سبحانہ تعالےٰ نے اس سے درگزر فرما دیا ہو گا ان کی مراد کمال حق تھا لہذا وہ اہل نجات سے ہوں گے مولانا عبد الغفور شاہ علی فراہی جو شیخ علاء الدولہ کے اصحاب کبار سے تھے صراحتاً بہ صحت تمام نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ علاء الدولہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک طفل کی طرح نادانی سے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی نسبت اس طرح ظاہر کیا تھا بالآخر اپنے قصور فہم کو جان کر اس قسم کے اعتقاد سے انحراف کو واجب سمجھا اب بصیرت اور دانائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس جس مقام پر میری اس قسم کی تحریر نظر سے گذرے تو اس کو میٹ دیا جائے اور یہ نقل بھی تواتر کے ساتھ مشہور ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے ابتدائے سلوک میں جب فصوص الحکم کا مطالعہ کیا تو فرمایا کہ اس کتاب کو وہی شخص پڑھے گا جو زندیق ہے اور کمال سلوک کے بعد جب فصوص الحکم کو دیکھا تو فرمایا کہ اس کتاب کو وہی شخص پڑھے گا جو صدیق ہے بہرحال اس طرح انجام کار اس گروہ کے درمیان سے اختلاف رفع ہو جاتا ہے کیونکہ یہ علم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہ معرفت امیر المومنین سیدنا علی علیہ السلام ارشاد اور تلقین کے ذریعہ سے پہونچا ہے اور آنحضرت سے اب تک مسلسل اس جماعت کا معمول ہے اور اس کی حقیقت سلوک کے آخری منزل پر منکشف ہوتی ہے اختلاف کی اخلاص میں گنجائش نہیں۔ آمدم بر سر مطلب صراط مستقیم کا طریقہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی نے کتاب عروۃ الوثقیٰ کے چھٹے باب میں تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن فقیر نے اسکو مجملاً بیان کیا۔

واضح باد کہ میں اپنی طفلی سے جویائے حق تھا مکتب سے نکلنے کے وقت میری عمر پندرہ سال تھی اس کے بعد جب میں نے علم عقلی و نقلی میں دسترس حاصل کر لی تھی اور میری عمر چوبیس سال تھی تمام مقاصد دنیوی سے میرا دل سرد ہو گیا اپنے تمام املاک و اموال کو تقسیم کر کے بیوی اور بچوں کا حق ادا کر دیا اور تحصیل علوم دینی اور سلوک کو مطابق کتاب قوۃ القلوب تصنیف شیخ ابو طالب مکی خود پر لازم کر لیا اس نوبت پر شیطان نے وسوسہ اندازی شروع کی اور قسم قسم کے دلائل پیش کئے اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد آئے تم کو کیا معلوم کہ ان میں سے کس کی اتباع بہتر ہے کیونکہ ہر ایک کی شریعت مختلف رنگ کی تھی یہ سن کر میں نے ریاضت اور مجاہدہ شروع کیا تاکہ اس کا باطن سے جواب ملے اور در معرفت کشادہ ہو۔ یکایک چہرہ وجود سے آثار الہام ظاہر ہوئے اور ندا آئی کہ ان وساوس شیطانی کی جانب التفات نہ کرو اور یقین جانو کہ انبیاء علیہم السلام

کا طریقہ اولوالعزم پیغمبروں کے طریقہ پر منحصر ہے ان میں ایک آدمؑ دوسرے نوحؑ تیسرے ابراہیمؑ چوتھے موسیٰؑ پانچویں داؤدؑ چھٹے عیسیٰؑ ساتویں محمد مصطفٰے صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ ان میں ہر ایک نے اپنی امت کو اس زمانہ کے مروّجہ طریق شریعت کی رہبری کی اب تم کو اس کی اتباع کرنی چاہیئے جسکی شریعت آسان، طہارت تامّ اور عبادت کامل اور مختصر ہو لیکن جس کا ثواب زاید ہو۔ پس میں نے غور کرنا شروع کیا کہ کس نبی کی شریعت میں یہ خصوصیتیں ہیں یہاں تک کہ میں غور کرتے کرتے امّت مرحومہ تک پہونچا جس کو حق نے خیر الامّت فرمایا ہے۔ لہذا میں اس شریعت کا مطیع ہو گیا اور اس سے مجھے ایمان شہودی حاصل ہوا۔ شیطان نے دوسری بار پھر وسوسہ ڈالا کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستفرق امتی علی ثلٰثۃ وسبعین فرقۃ والناجیۃ منہا واحدۃ والباقون فی النار یعنی قریب ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی فرقے آتش دوزخ میں ہوں گے۔ تم کو کیا معلوم کہ ان فرقوں میں کونسا فرقہ ناجی ہے جس کی تم پیروی کرسکو یہ سننے کے بعد نفس نے بارگاہ ایزدی میں تضرّع وزاری شروع کی کہ الٰہی ایسی راہ بتا جو صواب پر مبنی ہو اور میرا قدم حق وصداقت کے مطابق اٹھے۔ اس نوبت پر غیبی مدد شامل حال ہوئی اور یہ بات ظاہر ہوئی کہ امت مرحومہ باوجود تفرقہ سات گروہوں پر مشتمل ہے۔ جبریہ قدریہ۔ معتزلہ۔ مشبہ۔ خارجیہ۔ رافضیہ۔ سنیہ پس اس فرقہ کی متابعت کرنی چاہیئے جو افراط وتفریط سے مبرّا ہو۔ میں نے غور کیا تو تمام اہل مذہب غلو کرنے والے نظر آتے۔

جبری توحید میں غلو کرتے ہیں۔ قدریہ توحید میں تقصیر کرتے ہیں۔ معتزلہ تنزیہ میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ مشبہ وصف باری تعالیٰ میں بے ادب ہیں۔ خارجی طعن اہل بیت میں سفیہ اور بد دیانت ہیں ان کی طہارت ومودّت کے قائل نہیں حالانکہ حق سبحانہ تعالےٰ انکی شان میں فرماتے ہیں۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ نیز ارشاد باری ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ روافض حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام پر اپنی جہالت وحماقت سے الزام تراشی کرتے ہیں لیکن اہل سنت کے چاروں ائمہ کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں اور جو دلایل پیش کرتے ہیں وہ عقل ونقل کے مطابق ہیں۔ مگر ان کے سوا ایک دوسرے

کی غلبت اور دوسرے مذہب کے امام پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ حنفی شافعی پر، شافعی حنفی پر زبان تشنیع دراز کرتے ہیں میں نے غور کیا تو چاروں آیمہ کو اپنے اپنے مسائل میں محقق لیکن انکے متبعین کو متعصب پایا چاروں ائمہ کے اقوال و دلائل مطابق آیات و احادیث نظر آئے تو میں ان کی اتباع کی جانب مائل ہو گیا تھا لیکن ان کے پیروؤں کے جنگ وجدال اور تعصب کو دیکھ کر برداشتہ خاطری ہوئی اس کے باوجود ان کا راستہ تمام راستوں سے سیدھا اور زیادہ نزدیک پایا۔ بریں ہم مطابق الوحدۃ خیرٌ من جلیس السوء میں نے خلوت نشینی کو ترجیح دی لیکن حق تعالےٰ سے امید رکھا کہ وہ مجھے اس طرح اکیلا نہ چھوڑے گا اس انتظار میں میں نے صبر سے کام لیا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے میرے دل سے حجابات اٹھا دیئے۔ بطور واقعہ مجھے عالم غیب میں اہل صفا کا ایک گروہ نظر آیا جس کی بوئے محبت سے مشام جاں معطر ہو گئی اور ان کے دیدار سے جان و دل کو نئی زندگی ملی۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے تعظیم کے ساتھ اس کا جواب دیا۔ میں نے پھر پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم خدا کے بندے ہیں اور صورتاً اور معناً تین شرائط سیاست، عبادت اور طہارت کی پابندی اور بجا آوری کرتے ہیں۔ متابعت دین محمدی و ملّتِ حنفی ہمارا مشرب ہے لیکن طریق و مذہب یہ ہے کہ ہم افراط و تفریط نہیں کرتے جو چیز قرین احتیاط ہو اسکو اختیار کرتے ہیں جو شخص کلمہ توحید کا اقرار کرے اسکو ہم کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمارے قبلہ کی جانب منہ کرے میں نے پھر ان کا نام و نشان پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم صوفیاء کہلاتے ہیں اور ہمارے طبقہ کے سات اقسام ہیں طالبان۔ مریدان۔ سالکان۔ سائران۔ طائران۔ واصلان، ساتواں قطب ارشاد کہ اسکا دل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر ہوتا ہے اور وہ ایک ہوتا ہے۔ ہر روز زمانے کے کام میں لگا رہتا ہے۔ جیسا کہ قطب ابدال بھی ایک ہوتا ہے اور اس کا دل اسرفیل کے دل پر ہوتا ہے قطب ارشاد آنحضرت کے علم لدنی کا وارث ہوتا ہے۔

طالب اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفہ قالبی ہو اور مرید اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفۂ قلبی ہو۔ سالک اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفۂ نفس ہو۔ سائر اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفہ روحی ہو اور طائر اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفۂ سرّی ہو اور واصل اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفۂ خفی ہو کہا جاتا ہے کہ لطیفۂ قالبی سے لطیفہ سرّی تک ستر ہزار

حجابات ہیں اور ہر لطیفہ اور دوسرے لطیفہ کے درمیان دس ہزار حجابات ہیں اور ان سات طبقوں کے تین سو ساٹھ اسامی ہیں مانند ایام شمس۔ جب میں پیدا ہوا اور ان کے وجود شریف کا مشتاق ہوا تو مجھے کوئی شخص عالم شہادت میں دکھائی نہ دیا اگرچہ صاحب خرقہ بہت تھے۔ لہذا مجھے ان کے کتابوں سے انس پیدا ہوا اور عالم شہادت میں ان صوفیانِ اہل صفا کی صحبت میسر ہوئی جس سے دل میں وسوسہ اندازی کرنے سے شیطان مایوس ہوگیا اور سلوک میں شبہات ڈالنے سے اس نے راہِ فرار اختیار کی۔ اس طرح میں نے تفرقہ ظاہر اور تردّدِ باطن سے نجات پائی اور مجھ پر صحبت طریق اور تحقیق نفس سے واضح ہوگیا کہ یہ گروہ صراط مستقیم اور راہ اعتدال پر ہے اور اس افراط و تفریط سے یہ مجتنب ہیں جس میں دیگر فرقے مبتلا ہیں۔ یہ لوگ خدا اور رسول، خلفاء اور ائمہ کے چاہنے والے اور متبعین شریعت غرّہ ہیں۔ لوح عقیدہ کو لوث تعصب سے انہوں نے پاک و صاف کیا ہے اور ننگ نامیِ تقلید محض سے تماشہ گاہ تحقیق خالص کی سیر کی ہے۔

زتقلید تعصب برطرف باش   زلوحِ دل خیالِ ہر دو بتراش
تعصب از ہوائے نفس خیزد   زتقلید آں بروئے خلق لاریزد
تعصب سالکاں را بند راہ است   رہِ تقلید ہم راہِ تباہ است
خدایا نفسِ سرکش را زبوں کن   تعصب از نہادِ ما بروں کن
مرا تحقیق بنما سوئے توحید   رہائی بخش از زندانِ تقلید

تذکرۃ الاولیاء کی جلد ثانی میں ہے کہ خواجہ ابوالحسن حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے جو خواجہ ابوبکر شبلی کے خلیفہ اجل تھے خلیفہ وقت نے سوال کیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے فرمایا مذہب ابو حنیفہ رکھتا تھا اور کبھی مذہب شافعی کی پیروی کرتا تھا لیکن اب بخود ایسی چیز میں مشغول ہوں کہ کوئی مذہب یاد نہیں آرہا ہے خلیفہ نے پوچھا وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا تصوف پھر خلیفہ نے پوچھا تصوف کیا ہوتا ہے تصوف وہ ہے کہ جس کے بغیر دونوں عالم کی کسی چیز کو سکون و آرام نہ ملے جیسا کہ محرم راز حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ   چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری شرح آداب المریدین میں امام عبداللہ قشیری سے نقل کرتے

ہیں کہ مرید کے لئے یہ بات قبیح ہے کہ وہ خود کسی مذہب سے منسوب کرے۔ صوفیاء کو مختلف مذاہب کے منجملہ کسی مذہب سے خود کو منسوب کرنا بجز اہل تصوف کے مذہب کے مناسب نہیں کیونکہ اہل تصوف کے براہین ان کے مسائل میں دوسروں کے دلائل اور براہین سے زیادہ روشن اور ان کے مذہب کے قاعدے دوسروں کے مذہب کے قاعدوں سے قوی تر ہیں اسلئے کہ یہ لوگ یا اصحاب نقل و اثر ہیں یا ارباب عقل سے ہیں اور گروہ صوفیاء کی فکر ان سب سے آگے ہے جو دوسروں کے لئے غیب ہے وہ ان کے لئے حاضر ہے دوسروں کے لئے استدلال ہے ان کے لئے کشف ہے جیسا کہ اس طایفہ کی کتابوں میں مسطور ہے کہ تمام مشائخ جو اہل طریقت و فقر رہے ہیں وہ اپنے شیخ کے مذہب میں رہے ہیں۔ جیسا کہ سلطان العارفین ابو یزید بسطامی حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے مذہب میں تھے۔ طریقت میں یہ درست نہیں کہ مرید اپنے شیخ کے مذہب کے سوا دوسرے مذہب میں رہے۔ جاننا چاہیئے کہ چودہ خانوادوں کے تمام اولیاء اپنے پیروں کے مذہب میں رہے اگرچہ معاملات میں حضرت امام ابو حنیفہ یا امام شافعی وغیرہما کی اقتداء کیا کرتے تھے لیکن عبادات اور عقاید اور ہر امر صوری و معنوی میں اپنے پیروں کے قدم بقدم رہے۔ اپنے پیروں کے علاوہ کسی کی ہرگز اقتداء نہ کرتے تھے چنانچہ حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی جو اولیائے کامل سے تھے لطایف اشرفی میں فرماتے ہیں ؎

بداں کاندر جہاں از روئے مشرب   گرفتہ ہر کسے پاکیزہ مذہب
ہمہ اصحاب از وجدان و عرفاں   تفاخر می کنند باہم ز منصب
دگر دانند ذوق از مشرب ما   یقیں میداں ہمیں گیرند مشرب

سیر الاولیاء میں ہے کہ اس جماعت کے تمام افعال دار و مدار و انجام کار اپنے پیروں کی اتباع پر ہے۔ بحکم الصّوفی لامذہب لہ ان لوگوں کا کوئی مذہب و مشرب بجز انکے پیروں کے مذہب و مشرب کے نہ ہوتا تھا۔

پیروں کا ذکر موجب عبادت ہے لہٰذا میں نے بطور انکے تذکرہ کہ یہ مجموعہ **مشکوٰۃ النبوت** کے مرتب کیا جو کتب صوفیاء سے ملخص ہے ہرچند اس عاصی کو ایسا علم نہیں کہ ایسی عبارت آرائی کرے بزرگوں کے احوال کے شایان شان ہو اور نہ اسکی صلاحیت ہے کہ ان کے کلام کی

کنہ تک پہونچے لیکن ان کی محبت میں بے اختیار ہو کر بحکم من احب قوماً اکثر ذکرہ ان کے حالات بلا کم و کاست متعدد کتب سے مثل۔

جواہر التفسیر۔ تفسیر حسینی۔ شرح مشکوٰۃ شریف۔ روضۃ الاحباب۔ کشف المحجوب۔ انیس الارواح دلیل العارفین۔ قواعد السالکین۔ راحت القلوب۔ افضل الفواید۔ فوائد الفواد۔ سیر الاولیاء بحر المعانی۔ معدن المعانی۔ معدن الجواہر۔ شرح آداب المریدین۔ صفات العارفین۔ تکملہ یافعی فتوحات مکی۔ فصوص الحکم۔ ترجمہ عوارف۔ کلمات الصادقین۔ مناقب الاولیاء۔ مناقب غوثیہ اوراد غوثیہ۔ مناقب الاصفیاء۔ لطایف اشرفی۔ لطایف قادریہ۔ تذکرۃ الاولیاء۔ جامع العلوم خزانہ جلالی۔ مراۃ العارفین۔ تاریخ یافعی جسکو روضۃ الجنان بھی کہتے ہیں۔ شواہد النبوت نفحات۔ رشحات۔ وسیلۃ الاولیاء۔ روضۃ الصفا۔ روضۃ الریاحین۔ عروۃ الوثقیٰ۔ تجلیات رحمانی۔ تاریخ نظامی۔ منتخب التواریخ۔ منتخب شیخ احمد کھٹو۔ ملفوظ شیخ احمد عبدالحق ردولی ملفوظ حبیب الٰہی۔ سیر محمدی۔ مبصرۃ الخوارق۔ تاریخ حسینی۔ اوراد غوثیہ شیخ غوث گوالیاری بہجۃ الاسرار۔ تاریخ فیروز شاہی۔ تصنیف شیخ ضیاء برنی۔ تاریخ مراۃ اسکندری۔ رسالہ جام حق نما رسالہ ذکر الاذکار۔ نظم الاعراس۔ مخازن اعراس۔ رسالہ وصال۔ تابوت سکینہ۔ وعظ الجانین فتاوے العشاق۔ دیوان موسوی۔ انوار الاخیار وغیرہ نقل کئے۔

اس مجموعہ میں مقدمہ اور خاتمہ کے علاوہ تین گیارہ کے اعداد پر جو مقبول قادریہ عالیہ ہے اس تالیف کو (۳۳) مشکوات پر جو مطابق اسماء طیبہ شجریہ اعداد یہ مولف کے ہیں اور ہر مشکوٰۃ کی ابتدا اپنے جد سے کر کے اسکے بعد ان کے معاصرین کا ذکر کیا گیا ہے۔

پیش لفظ ختم ہوا

مُقدّمۃُ الکِتَاب

ذکر خلافت الٰہی حضرت رسالت پناہی علیہ افضل الصلوٰۃ علیہ اکمل السّلام

عطائے خلافت بآنحضرت

حضرت سلطان المشائخ نے راحت القلوب میں روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کو منجانب خدائے عز و جل شب معراج میں خرقہ خلافت سرفراز ہوا جب آپ معراج سے واپس ہوئے تو صحابہ کو طلب کر کے فرمایا کہ مجھے خرقہ خلافت ملا ہے اور یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں تم میں سے کسی ایک کو عطا کر دوں جو مناسب حال بیان کرے۔ پھر آنحضرت نے اپنے خیر الرفیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ اگر میں یہ خرقہ تم کو عطا کروں تو تم کیا کام کروگے۔ حضرت صدیق نے جواباً عرض کیا کہ اگر آپ مجھے یہ خرقہ دیں گے تو میں راستبازی اختیار کروں گا اور خدائے تعالیٰ کی اطاعت کروں گا۔ پھر آنحضرت نے یہی سوال زین الاصحاب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کیا حضرت عمر رضؓ نے جواب دیا کہ یہ خرقہ مجھے ملے تو میں عدل کروں گا اور انصاف کو پیش نظر رکھوں گا۔ پھر حضور انورؐ نے جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ انہوں نے گذارش کی کہ میں اتفاق اور سخاوت سے کام لوں گا۔ اسکے بعد آپ نے اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب سے پوچھا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ میں ستاری کروں گا یعنے بندگان خدا کی عیب پوشی کروں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جوابات سننے کے بعد خرقہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور فرمایا یا علی انت لها وهي لك مجھے یہی حکم دیا گیا تھا جو اسطرح جواب دے اسکو خرقہ عطا کروں۔

دوسری روایت

حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی لطائف اشرفی میں روایت کرتے ہیں

بڑے بڑے صوفیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جبرئیل علیہ السلام درگاہ احدیت سے خرقہ لائے تو آنحضرت علیہ السلام نے اس کے چار قطعات کئے اور ایک ایک قطعہ ان چاروں خلفاء کے منجملہ ایک ایک کو دیا اور وصیت فرمائی کہ اس کی حفاظت کریں اور وقت ضرورت لائیں؛ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لباس کو طلب فرمایا تینوں اصحاب مذکور لانے کے لئے گئے مگر اس کو نہ پایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا آنحضرت نے فرمایا یا علی مبارک ہو اسکو بوسہ دو اور پہنو۔

خلافت کبری
خلافت صغری

ملفوظ شیخ مینا چشتی اور جامع الکلام ملفوظ سید یوسف حسینی گیسو دراز میں مرقوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی خلافت کے دو اقسام ہیں۔ کبری وصغری۔ خلافت کبری خلافت باطن ہے اور خلافت صغری خلافت ظاہر ہے۔ خلافت کبری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص ہے اور یہی وجہ ہے کہ چودہ خانوادوں کے شیوخ اپنے سلسلوں کو بتوسط حضرت امیر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بے واسطہ بقیہ خلفائے راشدین آنحضرت علیہ السلام تک پہونچاتے ہیں۔ حدیث یکون من بعدی اثنی عشر خلیفتی سے اسی خلافت کی جانب اشارہ ہے اور خلافت صغری امت کے درمیان مختلف فیہ ہے اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اس خلافت کی نسبت صحابہ کا اجماع ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دنیا سے رحلت فرمائے تو مہاجرین اور انصار میں اختلاف ہوا انہوں نے منا امیر ومنکم امیر کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور انصار سے کہا خلافت قریش کی ہے تم ان دونوں میں کسی کو اختیار کر لو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امور دنیا کے لئے ہم اس شخص پر کیوں راضی نہ ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے معاملہ میں یعنی نماز سے راضی ہوئے۔ بالآخر سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا۔ صحیح بخاری کی حدیث الخلافۃ من بعدی بالمهاجرین الاولین اسی جانب اشارہ کرتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی اسکی دلیل ہے کہ لقد امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر ان یصلی بالناس وما انا بغائب ومالی مرض فرضینا لدنیانا ما رضینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لم یغبنا عن امامتہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو اپنی امامت سے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا حالانکہ میں موجود تھا اور مجھے کوئی مرض نہ تھا لہٰذا ہم نے اپنی دنیا کے لئے جو خلافت ہے اس پر راضی ہوئے جس پر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کے لئے جو نماز کی امامت ہے راضی ہوئے اور وہ سترہ نمازیں ہیں ۔ اور شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راست خلیفہ ہیں اور سید جلال الدین محدث سے سند لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روضۃ الاحباب میں صحیح مسلم اور بخاری سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع ادا فرمایا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اثنائے مراجعت میں منزل غدیر خم پر جو جحفہ کے نواح میں ہے صبح کی نماز اول وقت پڑھنے کے لئے ٹھیرے اس کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ایہا الناس الست اولیٰ بالمومنین من انفسہم یعنی اے لوگو کیا میں مومنوں سے ان کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فھذا علیٌ مولاہ یعنے میں جس کا مولیٰ ہوں یہ علی اس کے مولیٰ ہیں ۔ اسی وجہ سے مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ۔

آں کسے را کہ ولی باشم ودوست ابن عم من علی مولائے اوست

پس جملہ اصحاب واہل بیت کرام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مبارک باد دی چنانچہ قدوۂ اصحاب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای مولیٰ کل مومن ومومنۃ (رواہ احمد) یعنی اے ابن ابی طالب آپ کو خوشی ہو کہ آپ نے اس حال میں صبح کی میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے ۔

اسکے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موضع غدیر خم سے روانہ ہوئے اور مدینہ پہونچ گئے اس واقعہ کے چوراسی ۸۴ روز کے بعد عالم فنا سے عالم بقا کو رحلت فرمائی ۔ لہٰذا حضرت علی کی خلافت وقت غدیر سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام طور سینا کو جانے کے وقت قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ہارون علیہ السلام کو اپنا وصی اور خلیفہ بنایا تھا اسی طرح آنحضرت علیہ السلام نے حضرت علی کے بارے میں فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون اور امام نے جو تعطیل سے کام لیا وہ رفع فساد اور مسلمانوں کی خون ریزی روکنے کے لئے تھا حاصل کلام فریقین متفق ہیں کہ امام خلافت صغریٰ بمصداق حدیث

اخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر بعدہا ملکا عضوضا۔ یعنی میرے بعد خلافت تیس سال ہے اس کے بعد خلافت نہیں بلکہ جابر ملوکیت ہے یہ تیس سال امیر المومنین علی علیہ السلام کی شہادت پر ختم ہوتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ چھ ماہ رہ گئے تھے جس میں حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام خلیفہ تھے اور آپ کی شہادت پر یہ مدت خلافت ختم ہو گئی لہذا معاویہ بن ابی سفیان خلیفہ نہیں بلکہ ملوک و اُمراء بنے ہیں تمام تمام اہل حق متفق ہیں کہ معاویہ پہلے بادشاہ تھے نہ کہ خلیفہ تھے بالخصوص اگر خلیفہ کہا جائے تو یہ خلافت مجازی معنے میں ہے جیسا کہ خلفائے بنی عباس کو باعتبار مجاز خلیفہ کہا جاتا ہے اس خلافت سے مراد ان کی امارت ہے خلافۃ المعاویۃ ثابتۃ سے یہی خلافت بمعنی امارت مراد ہے۔

خلافت کبریٰ کے اقسام

رجعت الی المقصود خلافت کبریٰ کے بھی دو اقسام ہیں۔ خاصہ و غیر خاصہ۔ خلافت خاصہ خلافت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے یکون من بعدی اثنی عشر خلیفۃ کلہم قریش اور اس خلافت کے خاتم حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

خلافت غیر خاصہ صوفیان صفا مشرب کی خلافت ہے اس خلافت کا سلسلہ امام الصوفیہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے آخر طبقہ مشائقین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک ہے۔ حدیث من احیا سنتی فہو خلیفتی اسی سے عبارت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خلافت صغریٰ کے اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ چوتھے خلیفہ ہیں جیسا کہ عقائد اہل سنت والجماعت میں مذکور ہے لیکن خلافت کبریٰ کے لحاظ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول ہیں تمام اہل اللہ کا عقیدہ اس پر شاہد ہے چنانچہ حضرت عطار فرماتے ہیں کہ میں تمام اہل سنت والجماعت سے متفق ہوں کہ حضرت علی کو میں اصحاب کبار سے مقام شریعت اور جہاں داری میں خلیفہ چہارم جانتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ میں طبقہ صوفیاء سے ہوں ان کو اہل بیت کرام سے اور طریقت اور دینداری میں خلیفہ اول جانتا ہوں ؎

با نبوت ہم نشیں چوں کف بدست در خلافت چوں نبی آخر نشست

چار پیر چودہ خانوادے

صاحب رسالہ مکاشفہ لکھتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؑ کے بعد خلافت کبریٰ چار اشخاص کو پہونچی جن کو چار پیر کہتے ہیں۔

اول پیر امام حسن علیہ السلام دوسرے پیر حضرت امام حسین علیہ السلام۔ سوم پیر خواجہ حسن بصری۔ چہارم پیر خواجہ کمیل بن زیاد ہیں رضی اللہ عنہم

بعض متعارف رسائل میں اس طرح مرقوم ہے کہ خرقہ خلافت امیر المومنین تنہا حسن بصری کو پہنچا اور ان سے چودہ خانوادے ظاہر ہوئے یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ ہر دو صاحبزادوں کی امامت و خلافت کا ثبوت اکثر معتبر کتابوں سے ہوتا ہے صاحب نفحات مجدالدین بغدادی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کا خرقہ خلافت دو اشخاص کو پہونچا ایک حسن بصری کو دوسرے خواجہ کمیل بن زیاد کو لیکن صاحب اشرفی و مصنف تذکرۃ الاولیاء اور اکثر مشائخ کبار اس پہ متفق ہیں کہ چار اشخاص کو خرقہ پہونچا جیسا کہ مذکور ہوا۔ مگر لطائف میں مرقوم ہے کہ حضرت حسن بصری کی ارادت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کو امیر المومنین حضرت امام حسن علیہ السلام سے ارادت تھی اور بعض کہتے ہیں کہ خواجہ کمیل بن زیاد سے ارادت تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کو بے واسطہ ارادت اور خلافت امیر المومنین علی علیہ السلام سے حاصل تھی۔ صوفیاء کا اتفاق ہے کہ خواجہ حسن بصری کی عمر اٹھارہ سال کی تھی جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شربت شہادت نوش فرمایا آپ کی شہادت کے بعد امام حسن علیہ السلام مسند خلافت پر بیٹھے خواجۂ صوفیا حسن بصری نے ان کی اقتدا اور اس طریق کے اکثر فوائد امام دوم سے حاصل کئے جیسا کہ کشف المحجوب میں مرقوم ہے اور خواجہ کمیل ابن زیاد کی صحبت میں بھی رہے حق تعالیٰ نے بہ سبب نظر قبول اسد اللہ الغالب حسن بصری کو مقتدائے مشائخین کر دیا کہ آپ کے وسیلے سے اکثر سلاسل حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے جا ملتے ہیں چنانچہ توسل خانوادہ ہائے اصلی و فرعی مجملاً ضبط تحریر میں آئیں گے۔

خانوادہ اول

زیدیاں۔ یہ خانوادہ خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے آپ خواجہ حسن بصری کے مرید اور خلیفہ تھے اور خواجہ کمیل ابن زیاد کی

خدمت میں تربیت پائی اور خرقہ خلافت پایا سیر سلوک کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے حضرت عبداللہ بن عوف کی اولاد سے پانچ ہزار اشخاص آکر مرید ہوئے کمال اخلاص اور وجد میں انہوں نے شہر چھوڑ دیا ہمیشہ صحرا و بیابان میں رہنے لگے گوشہ گوشہ منزلت اختیار کیا مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہتے تین چار روز کے بعد باہر آتے اور صحرا کے پھلوں اور پودوں سے افطار کرتے۔ شہر یا قریہ میں داخل نہ ہوتے کسی جاندار کو نہ مارتے کسی سے نذر نہ لیتے یہ لوگ زیدیان کہلانے لگے اور اس وقت سے یہ خانوادہ شائع ہوا۔ جب خواجہ عبدالواحد کا آخری وقت قریب ہو چکا تو خواجہ حسن بصری سے آپ کو جو خرقہ ملا تھا آپ نے خواجہ فضیل عیاض کو عطا فرمایا اور جو خرقہ خواجہ کمیل زیاد سے ملا تھا وہ خواجہ ابویعقوب موسیٰ کو عطا فرمایا اور اس طرح ان دو بزرگوں سے اس خانوادہ کا سلسلہ جاری ہوا رضی اللہ تعالیٰ علیہما

خانوادہ دوم

اس خانوادہ کے عیاضیان خواجہ فضیل ابن عیاض خود کو وابستہ کرتے ہیں جو خواجہ عبدالواحد ابن زید کے خلیفہ تھے کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ فضیل نے اکثر مشائخین وقت سے فیض حاصل کیا تھا ترک و تجرید اور مریدوں کی تربیت میں آپ کی بڑی شان تھی جو کوئی آپ کی خدمت اور ارادت میں آتا تو وہ اپنے آباواجداد کی نسبت اور شہر سے بے تعلق ہو جاتا اور خود کو آپ سے منسوب کرتا اس خانوادہ سے تعلق رکھنے والے ہمیشہ مسافر اور تنہا اور مجرد رہتے گھر بار اہل و عیال نہ رکھتے لباس نہ پہنتے بلکہ پڑے ہوئے کپڑوں کے ٹکڑوں کو خرقہ کے ساتھ جوڑ دیتے کسی سے سوال نہ کرتے جو کچھ غیب سے بلا طلب مل جاتا اس پر قناعت کرتے اکثر مہمان کے ساتھ کھانا کھاتے خلق سے میل جول نہ رکھتے تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ سوم

یہ ادہمیاں کا خانوادہ ہے جو خود کو خواجہ ابراہیم بن ادہم سے منسوب کرتے ہیں آپ کو تین بزرگوں سے خرقہ خلافت ملا تھا۔ پہلا خرقہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملا جنکی صحبت میں مدت تک رہے اور دنیا کو ترک کر دیا دوسرا خرقہ خواجہ فضیل بن عیاض سے ملا اس کے بعد سیر و سلوک کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تکمیل کی اور دولت خلافت خاص سے ممتاز ہوئے اس کے بعد ایک عالم نے آپ سے ہدایت پائی آپ کے حلقہ ارادت میں آنے کے بعد اپنے آباو اجداد کی نسبت اور شہر کو ترک کر دیا اور آپ سے منسوب ہو گئے۔ اس

وقت سے خانوادہ ادہمیان ظاہر ہوا یہ لوگ ہمیشہ حالت سفر میں رہتے اور ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے۔ شجرہ ادہمیان بواسطہ خواجہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ دوسرا شجرہ بواسطہ خواجہ فضیل بن عیاض خواجہ حسن بصری تک پہونچتا ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

خانوادہ چہارم

یہ ہبیریوں کا خانوادہ ہے جو خواجہ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے خواجہ مذکور خواجہ حذیفۃ المرعشی کے مرید و خلیفہ تھے اور وہ خواجہ ابراہیم ادہم کے مرید و خلیفہ تھے۔ خواجہ ہبیرۃ البصری کو ارشاد مریداں میں قبولیت تام حاصل تھی جو آپ کی خدمت و ارادت میں آتا وہ سب تعلقات کو فراموش کر جاتا ہبیریاں بھی قریہ یا شہر میں سکونت پذیر نہ ہوتے ہمیشہ بحالت وضو بیابان میں عالم تجرد میں بسر کرتے نماز حضور قلب سے ادا کرتے کسی سے نذر نہ لیتے تین چار روز کے بعد صحرائی میووں اور ساگ پات سے افطار کرتے ہمیشہ دل کی پاسبانی کیا کرتے رحمۃ اللہ علیہم۔

خانوادہ پنجم

یہ چشتیاں کا خانوادہ ہے وہ خواجہ ہبیرۃ البصری کے مرید و خلیفہ تھے جو خواجہ حذیفۃ المرعشی کے مرید و خلیفہ اور وہ خواجہ ابراہیم بن ادہم کے مرید و خلیفہ تھے۔ ہر نعمت و امانت جو خواجہ ابراہیم کو حضرت خضر سے اور امام محمد باقر علیہ السلام اور خواجہ فضیل کی خدمت سے ملی سب خواجہ حذیفہ المرعشی کو ملی اور تا حال یہ امانت بطریق سلوک صوفیاء میں معمول ہے۔ چشتیاں کا مبداء خواجہ ابو اسحاق سے ہے۔ جو ملک شام سے بہ نیت ارادت خواجہ علو دینوری کی خدمت میں پہونچے۔ خواجہ نے پوچھا کیا نام ہے، جواب دیا کہ میرا نام ابو اسحاق شامی ہے۔ خواجہ نے فرمایا آج سے تم کو چشتی کہا جائیگا۔ تم خواجہ چشت ہو چشت میں اسلام کا فروغ تم سے ہوگا۔ بعد تعلیم و تربیت خرقہ خلافت دیکر چشت کو روانہ کیا۔ خواجہ ابو احمد چشتی جو رئیس و اشراف چشت سے تھے وہ خواجہ ابو اسحاق چشتی کے مرید ہوئے اس دیار کی تمام خلقت آپ سے رجوع ہوئی کہتے ہیں کہ جب آپکا آخری وقت آیا تو ابو احمد ابدال چشتی کو خلافت دیکر اپنا جانشین کیا اور ان سے خواجہ محمد چشتی کو اور ان سے خواجہ یوسف چشتی کو اور ان سے خواجہ مودود چشتی کو خرقہ خلافت ملا۔ یہ سب اصحاب ریاضت و مجاہدہ و سماع تھے یہ شہر و قریہ میں قیام کرتے اور ہر فرقہ کے ساتھ تواضع

سے پیش آتے مریدوں کی تربیت میں آپ کی عجیب شان تھی صاحب قوی نفس تھے چنانچہ انیس الارواح میں خواجہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ہمارے خانوادہ میں ایک شب و روز مجاہدہ ہے اور زیادہ تر شوق و مشاہدہ ہے لطائف اشرفی میں ہے کہ چشت دو ہیں۔ اس نام کا ایک شہر خراسان میں ہرات کے نواح میں ہے اور دوسرا قریہ ہے جو ہندوستان کے ملتان کے علاقہ میں واقع ہے خواجگان چشت خراسان کے چشت سے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

خانوادہ ششم

یہ خانوادہ حبیبیاں ہے جو خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہے خواجہ مذکور خواجہ حسن بصری کے خلیفہ عظیم القدر تھے مقام ترک و تجرید اور استجابت میں آپ کا کوئی نظیر نہ تھا۔ سر حلقہ مشائخ وقت تھے جو آپ کے حلقہ ارادت میں آجاتا وہ دوسری نسبتوں سے مجرّد ہو جاتا۔ لباس القدر ستر عورت پہنا کرتے اور سات روز کے بعد ایک کھجور یا کھجور کے پانی سے افطار کرتے وحوش و طیور کو ان سے انس تھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ ہفتم

یہ طیفوریوں کا خانوادہ ہے یہ لوگ سلطان العارفین خواجہ ابو یزید بسطامی سے وابستگی ظاہر کرتے ہیں ان کو طیفور کہا جاتا ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ نے ایک سو گیارہ بزرگوں کی صحبت پائی تھی اور بارہ سال تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت کی اور ان سے خرقہ خلافت پایا لیکن سید شریف جرجانی اور دیگر ارباب سیر کہتے ہیں کہ حضرت بایزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ظاہری صحبت نہیں پائی تھی بلکہ آپ کی روحانیت سے باطنی تربیت حاصل کی تھی۔ الغرض ہر دو طرح آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کے مقبول نظر تھے۔ لطائف اشرفی میں ہے کہ خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خرقہ خلافت ملا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب سلطان العارفین نے سیر سلوک تمام کیا اور مسند ارشاد پر متمکن ہوئے شیخ مسعود، شیخ محمد، شیخ ابراہیم اور شیخ احمد یہ چاروں اشخاص آپ کے شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور کمال اعتقاد و صدق سے آپ سے اسطرح وابستہ ہو گئے کہ اپنے آبا و اجداد کو فراموش کر دیا۔ اس وقت سے یہ خانوادہ شائع ہوا۔

خانوادہ ہشتم

یہ کرخیوں کا خانوادہ ہے اس خانوادہ کے لوگ خواجہ ابو المحفوظ معروف کرخی

سے وابستہ ہیں جو قدمائے مشائخ سے تھے آپ کی کنیت ابوالمحفوظ اور آپ کے والد کا نام فیروز ہے ایک روایت کے لحاظ سے علی نام تھا۔ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے خادم تھے حضرت امام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور سالہا سال تک ان کے حجرہ خاص کے دربان رہے اور ان کی تربیت پائی آپ کے کمال صدق اور با اخلاص خدمت کی بدولت بالآخر آپ کو امام موصوف کا خرقہ خلافت حاصل ہوا اور امام کی اجازت سے بغداد کے موضع کرخ میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے حق تعالیٰ نے آپ کو مقتدائے وقت اور پیشوائے مشائخ کر دیا سات خانوادوں کے مشائخ کا سلسلہ آپ کے واسطہ سے حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ خواجہ ابو نصر داؤد طائی نے بھی خواجہ حبیب عجمی کے مرید اور خلیفہ تھے خواجہ معروف کرخیؒ کو خرقہ خلافت دیا ہے تمام مشائخ وقت خواجہ معروف کرخی کے طریقہ کو پسند کرتے ہیں۔ مریدوں کی تربیت میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا جو شخص آپ کے سلسلہ ارادت میں منسلک ہو جاتا تو اپنے پیر کی متابعت کے باعث خود کو کرخی سے منسوب کرتا۔ اس وقت سے یہ خانوادہ عالیہ ظاہر ہوا۔ یہ لوگ اکثر ترک و تجرید اور خلوت میں اپنے اوقات گذارتے تلاوت قرآن اور ذکر خفی میں بہت مشغول رہتے خشیت الٰہی سے رویا کرتے اور خود کو سب سے کمتر سمجھتے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ نہم

سقطیاں :- یہ لوگ حضرت خواجہ سری سقطیؒ سے جو حضرت معروف کرخیؒ کے مرید و خلیفہ تھے منسوب تھے، معاملات ترک و تجرید اور ریاضت اور مجاہدہ و علم باطن میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ سیر و سلوک کے بعد مریدوں کے ارشاد اور تعلیم و تربیت میں مصروف ہو گئے پہلے ابنائے ملوک سے تین اشخاص آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے کمال اخلاص سے ان تینوں نے خود کو اپنے پیر سے منسوب کیا اس وقت سے یہ خانوادہ شائع ہوا سقطیان ہمیشہ صایم الدہر اور قائم اللیل رہتے تھے کسی سے نذر قبول نہ کرتے تین روز کے بعد خلوت سے باہر نکلتے شام کے وقت دس گھروں پر دریوزہ گری کر کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ افطار کرتے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ دہم

جنیدیان :- یہ خانوادہ سید الطائفہ خواجہ ابو القاسم جنید بغدادی رح سے وابستہ ہے جو خلیفہ ابو الحسن سری سقطی کے مرید اور خلیفہ تھے اسی سے حضرت سید الطایفہ کی عظمت شان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ بالاتفاق مقتدائے مشائخ ہیں اکثر شاہ بازان سلوک آپ سے منسلک ہیں ان سب نے اپنے آبا و اجداد سے اپنی نسبت محو کر کے کمال عشق سے اپنا تعلق جوڑا اس وقت سے یہ خانوادہ شائع ہوا۔

جنیدیاں متوکل اور ریاضت اور مجاہدات میں کامل تھے جو کچھ ان کو غیب سے مل جاتا اس سے افطار کر لیا کرتے رحمۃ اللہ علیہم۔

خانوادہ یازدہم

اسحاقیان :- خواجہ ابو اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ اس خانوادہ کے امیر کارواں ہیں۔ آپ خواجہ ابو عبداللہ خفیف کے مرید تھے جنہوں نے آپ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے ابو اسحاق ہم نے تم کو دنیا بھی دی اور دین بھی دیا لہٰذا تم علم و فضل کو اشاعت کرو خواجہ ابو عبداللہ خفیف خواجہ محمد ردیم کے مرید اور خلیفہ تھے اور وہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی کے مرید اور خلیفہ تھے الغرض جب اکثر لوگ خواجہ اسحاق رح کے حلقہ ارادت میں آ گئے تو کمال شوق و ذوق میں خود کو ان سے منسوب کیا اس وقت سے یہ خانوادہ ظہور میں آیا یہ لوگ خلق کے درمیان میں رہ کر بھی مشغول بحق رہتے اسمائے اعظم اور دعائے ثابت القدر کی زیادہ تلاوت کرتے۔

خانوادہ دوازدہم

طوسیان :- اس خانوادہ کے افراد شیخ علاء الدین طوسی رح سے منسلک ہیں جو اکابر طوس سے تھے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ رح جو طوس کے بڑے بزرگ تھے اور آپ میں باہم اخوت دینی تھی۔ دونوں مل کر شیخ ضیاء الدین ابو النجیب ابو القاسم سہروردی رح کی خدمت میں گئے اور کہا کہ عمر بسر ہو گئی لیکن ہمارا کام نہ نکلا۔ شیخ نے فرمایا مجھے بھی اس کا داغ ہے تاوقتیکہ دست ارادت کسی خدا کے دوست کے ہاتھ میں نہ دیں کشود راہ ممکن نہیں پس یہ تینوں مل کر شیخ وحید الدین ابو حفص کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ بزرگوار نے شیخ علاء الدین اور شیخ ابو النجیب کو مرید کیا ان دونوں کی تربیت کی اور خرقہ خلافت دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ تم دونوں اپنے ماویٰ و مسکن پر جا کر ارشاد خلق میں مصروف ہو جاؤ اور شیخ نجم الدین کو شیخ ابو النجیب

کے حوالے کیا کہ وہ انکی تربیت کریں ۔ یہ سہرورد روانہ ہوئے اور شیخ علاؤالدین طوس روانہ ہو کر مسند ارشاد پر بیٹھے تمام لوگوں نے ان کی اقتدار کی ۔ الحاصل ان دونوں کے حلقہ ارادت میں بے شمار اشخاص داخل ہوئے اور کمال اخلاص سے خود کو حضرت علاؤالدین طوسی سے ارادت کا باعث طوسی کا لقب اختیار کیا اس طرح یہ خانوادہ وجود میں آیا طوسیوں اور فردوسیوں کا سلسلہ چھ واسطوں سے خواجہ جنید بغدادی پر منتہی ہوتا ہے ۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

خانوادہ سیزدہم

سہروردیان : یہ لوگ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہیں وہ شیخ وجیہ الدین ابو حفص کے مرید و خلیفہ تھے جن کا سلسلہ چار واسطوں سے سید الطائفہ تک پہونچتا ہے ۔ شیخ ابو نجیب سہروردی شیخ وجیہ الدین کے حلقہ ارادت میں آنے سے قبل دس سال تک ریاضت کر چکے تھے ارادت اور خلافت کے بعد تیس سال تک سخت ریاضت کی اس مدت میں خود پر آپ نے نیند حرام کر لی تھی آپ کے کمال ریاضت کا یہ اثر تھا کہ جو شخص آپ کے دامن سے وابستہ ہو جاتا تو اس کی نظر سے فرش سے عرش تک کوئی چیز پوشیدہ نہ رہتی تھی کئی مشائخ آپکے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور ان کا خانوادہ سہروردی خانوادہ کے نام سے مشہور ہوا ۔

خانوادہ چہاردہم

فردوسیاں :۔ یہ لوگ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک تھے جو اکابر فردوس سے تھے شیخ وجیہ الدین ابو حفص کے ایماء سے شیخ ابو نجیب سہروردی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا ۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کا چونکہ فردوس سے تعلق تھا اس لئے آپ کے وابستگان فردوسیوں کے نام سے مشہور رہے اور اس طرح خانوادہ فردوسیان شائع ہوا ۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کی شان کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپکے جیسے آپ کے ستر مرید تھے حاصل کلام یہ کہ فردوسیاں، سہروردیاں، طوسیاں اور گازرونیاں یہ چار خانوادے 'خانوادہ جنیدیاں' سے اور یہ سقطیاں سے اور یہ کرخیان سے اسطرح یہ سات خانوادے حضرت خواجہ ابو نصر داؤد طائی سے منسلک ہیں بجز خانوادہ قادریہ عالیہ جو حضرت معروف کرخی تک پہونچ کر سیدنا امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام تک پہونچتا ہے اور خواجہ داؤد طائی سے بھی جا ملتا ہے ۔

چار پیر اور چودہ خانوادۂ اصلی کا بیان ختم ہوا

دوسرے چالیس خانوادۂ فروعی ان اصلی خانوادوں سے مستخرج ہیں باندیشۂ طوالت تفصیل سے ذکر نہیں کیے گئے ہیں لیکن ان کے منجملہ بارہ خانوادے جو مشہور ہیں ان کا بیان اجمالاً بیان کیا جاتا ہے۔

بارہ فرعی خانوادے

خانوادۂ اوّل
قادریہ عالیہ

اس خانوادہ کا مبدء حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے آپ خواجہ ابو سعید ابو الخیر مبارک مخزومی کے مرید اور خلیفہ تھے حضرت ابو الخیر خواجہ ابو الحسن علی الہنکاری کے اور وہ خواجہ ابو الفرح یوسف طرطوسی کے اور وہ خواجہ ابو الفیض عبد الواحد العزیز الیمنی کے اور وہ خواجہ ابو بکر عبد اللہ شبلی کے اور وہ سید الطائفہ خواجہ ابو القاسم جنید البغدادی کے مرید و خلیفہ تھے رحمۃ اللہ علیہم الی آخرہ۔

دراصل خانوادہ قادریہ عالیہ جنیدیہ ہے جو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے وقت سے قادریہ کہلانے لگے۔ روایت صحیح میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سید الطائفہ نے اپنے زمانے میں فرمایا تھا کہ مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ہمارا یہ خانوادہ قرنِ خامس میں امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادہ سے رونق پائے گا۔

صاحب مرآۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو ایک خرقۂ اجازت حضرت امام حسن علیہ السلام سے بطریق سلسلہ اجدادیہ بھی پہونچا ہے جو خانوادۂ عالیہ میں رائج ہے وہ اس طرح کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ چودہ سال کی عمر میں اپنے پدر بزرگوار سید نور الدین ابی صالح موسیٰ جنگی دوست کے مرید ہوئے اور وہ اپنے والد سید عبد اللہ جیلی کے اور وہ اپنے والد سید یحییٰ الزاہد کے اور وہ اپنے والد سید محمد سیف اللہ کے اور وہ اپنے والد سید امام داؤد کے اور وہ اپنے والد سید امام موسیٰ الثانی کے اور وہ اپنے والد سید امام عبد اللہ

الثانی کے اور وہ اپنے والد سید امام موسیٰ الجون کے اور وہ اپنے والد سید امام عبداللہ المحض کے اور وہ اپنے والد سید امام حسن المثنیٰ سے اور وہ اپنے والد امیر المومنین امام حسن المجتبےٰ سے اور وہ اپنے والد امیر المومنین امام الائمہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے مرید تھے

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو حق سبحانہ تعالیٰ نے بڑی شان عطا کی تھی آپ کے کمالات وکرامات کے سب قائل ہیں مرتبہ غوثیت و قطبیت وولایت سے ترقی کرکے آپ مقام محبوبیت پر فائز ہو گئے اور اس مقام عالی میں قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ وولیۃ اللہ فرمایا ؎

سر بر قدمت می نہم و می نازم　　چشم بد دور کہ امشب شب معراج منست

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

خانوادہ دوم
یسویہ

اس خانوادہ کا منبع خواجہ ابو یوسف ہمدانی ہیں رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ علی فارمدی کے اور وہ خواجہ ابو القاسم گرگانی کے اور وہ خواجہ ابو عثمان مغربی کے اور وہ خواجہ ابو علی کاتب کے اور وہ خواجہ ابو علی رودباری کے اور وہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی الی آخرہ کے مرید وخلیفہ تھے حضرت احمد یسوی حسب ارشاد شیخ علی فارمدی ملک ترکستان میں جاکر مسند ارشاد پر بیٹھے ایک عالم کو اپنے فیوض وہدایت سے بہرہ ور فرمایا۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے امام محمد حنیف ابن امیر المومنین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ سوم
نقشبندیہ

اس خانوادہ کا ظہور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے ہوا۔ آپ سید علی المعروف بہ امیر کلال کے اور وہ خواجہ علی رامتنی کے اور وہ خواجہ محمود الخیر فغنوی کے اور وہ خواجہ عارف ابو کری کے اور وہ خواجہ عبد الخالق غجدوانی کے اور وہ خواجہ ابو یوسف ہمدانی الی آخرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

رشحات میں ہے کہ ایک سلسلہ ابو القاسم گرگانی کا از روئے باطن بجسب روحانیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ اس طریقہ میں آپ کی باطنی تربیت حضرت ابو الحسن خرقانی کی روحانیت سے ہوئی اور انکو باطنی تربیت خواجہ ابو یزید بسطامی سے اور ان کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہوئی اور امام برحق کو خرقہ کی دو نسبتیں تھیں ایک حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور دوسری حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچی ہے جو حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ کے پدر بزرگوار تھے اور جنہیں ارادت باطن سلمان فارسی سے حاصل تھی جن کو شرف صحبت رسالت اور باطنی نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل تھی۔

الغرض خواجہ بہاء الدین نقشبند ظاہر و باطن سے آراستہ اور مریدوں کی تربیت میں نفس کبیر تھے جو سالکان عالم سفلی کو معمولی توجہ سے عالم علوی تک پہونچا دیتے تھے اس خاندان سے اکثر اولیاء ظاہر ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ چہارم نوریہ

حضرت خواجہ ابوالحسن نوری کی ذات بابرکات اس خانوادہ کی مولد و منشاء ہے آپ کا اسم گرامی احمد بن محمود تھا ابن نوری سے مشہور ہوئے آپ بغداد میں پیدا ہوئے اور خواجہ ابوالحسن سری سقطی سے خلافت پائی اور وہ حضرت سید الطائفہ کے ہمعصر تھے محمد علی قصاب اور ذوالنون مصری کو دیکھا تھا طریقت اور ارشاد میں قبولیت تامہ حاصل تھی۔

خانوادہ پنجم خضرویہ

اس خانودہ کا مبدء خواجہ احمد خضرویہ ہیں وہ خواجہ حاتم اصم کے اور وہ شفیق بلخی کے اور وہ خواجہ ابراہیم کے اور وہ امام محمد باقر علیہ السلام الی آخرہ کے مرید تھے حضرت ابوحفص حداد سے پوچھا گیا کہ اس جماعت صوفیہ میں آپ نے سب سے بزرگ تر کس کو دیکھا۔ فرمایا کہ احمد سے بزرگ تر میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہتے ہیں کہ انکی عظیم القدر شان تھی اور مریدوں کی تربیت میں ان کا قوی حال تھا۔ رحمۃ اللہ علیہم

خانوادہ ہشتم شطاریہ

ہند میں اس خانوادہ کا مبدء شیخ عبداللہ شطار ہیں وہ شیخ محمد عارف کے اور وہ شیخ محمد العشقی کے اور وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہری کے اور وہ شیخ ابوالباطن الخراسانی کے اور وہ شیخ ابوالمظفر الطوسی کے اور وہ شیخ بایزید العشقی کے اور وہ شیخ محمد المغربی کے اور وہ سلطان العارفین بایزید بسطامی کے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام الی آخرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

الغرض اس خانوادے میں پہلے شخص جو ملک ہندوستان میں آئے شیخ عبداللہ شطاری تھے

کہتے ہیں کہ وہ اپنے پیر کے حکم کے مطابق جس شہر میں جاتے نقارہ بجاتے اور کہتے کہ کوئی شخص طالب خدا ہو تو آئے میں اسکو خدا تک پہونچا دوں گا۔ دیار جلا پور میں اکثر لوگوں نے ان سے تربیت پائی ارشاد و تلقین میں ان کو کمال حاصل تھا سندا اور دکن میں اکثر ان کا سلسلہ جاری ہے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ ہفتم بخاریہ

لطائف اشرفی میں ہے کہ اس سلسلہ کی ابتداء حضرت مخدوم جہانیان رحمتہ اللہ علیہ سے ہوتی ہے یہ بھی اس میں مرقوم ہے کہ تمام صوفیہ اور تمام سلاسل عالیہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی علیہ السلام پر منتہی ہوتے ہیں بالخصوص سادات بخاریہ آپ سے وابستہ ہیں اور وہ اس طرح کہ حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ سے ارادت و خلافت حضرت امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہوئی ان سے حضرت سیدنا زین العابدین علیہ السلام ان سے سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام کو ان سے سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کو ان سے سیدنا موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ان سے سیدنا امام موسیٰ رضا علیہ السلام کو ان کے سے سیدنا امام محمد تقی علیہ السلام کو ان سے سیدنا امام نقی علیہ السلام کو ان سے جعفر مرتضےٰ ان سے سید علی اصغر کو ان کے سے سید علی عبد اللہ کو ان سے سید احمد کو ان سے سید محمد بخاری کو ان سے سید جعفر بخاری کو ان سے سید علی ابو الموید کو ان سے سید جلال بخاری معروف بہ مخدوم جہانیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کو شرف ارادت و خلافت حاصل ہوا۔

حضرت مخدوم جہانیان رحمتہ اللہ علیہ سے اس قدر خوارق صادر ہوئے کہ کسی طائفہ اور متاخرین سے ظاہر نہیں ہوئے آپ کو خرقہ خلافت و اجازت ایک سو چالیس سے زائد مشائخ اہل ارشاد سے پہونچا ہے۔ آپ کے کمالات اظہر من الشمس ہیں آپ اپنے زمانہ کے غوث اور قطب ارشاد تھے آپ کے بعد یہ کمالات اور خلافت متعددہ حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی کو پہونچا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ ہشتم زاہدیہ

یہ خانوادہ حضرت خواجہ بدر الدین زاہد سے منسوب ہے وہ خواجہ فخر الدین زاہد کے وہ خواجہ شہاب الدین زاہد کے اور وہ خواجہ صدر الدین سمرقندی کے وہ خواجہ عبد السلام کے وہ خواجہ عبد الکریم کے وہ خواجہ قطب الدین عبد المجید کے وہ خواجہ ابو اسحاق گازرونی کے وہ خواجہ

حسین ہروی کے وہ خواجہ ابو محمد آدیم کے وہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی کے مرید و خلیفہ تھے یہ خانوادہ بالادست میں بہت شایع ہوا اور مقبولیت حاصل کی رحمۃ اللہ علیہم

خانوادہ نہم انصاریہ

اس خانوادہ کا مبدء شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہیں رحمۃ اللہ علیہ پیر ہرات نے فرمایا کہ وہ خواجہ ابو الحسن خرقانی کے مرید و خلیفہ تھے اور خواجہ مذکور کی تربیت باطن خواجہ ابو یزید بسطامی کی روحانیت سے ہوئی تھی اور ظاہرہ خلافت و اجازت شیخ ابو العباس قصاب سے بھی وہ شیخ محمد عبد اللہ ظہری کے مرید اور خلفائے کبار سے تھے۔ جن کو حضرت جنید کے بعد مسند ارشاد پر بٹھایا گیا یہ خانوادہ دیار ہرات اور خراسان میں خاص طور پر بڑی شہرت رکھتا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

خانوادہ دہم عیدروسیہ

اس خانوادہ کی اشاعت شیخ صفی الدین دہلوی سے ہوئی وہ شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے وہ سید جلال الدین تبریزی کے وہ شیخ شہاب الدین ابہری کے وہ شیخ رکن الدین سجاسی کے وہ شیخ قطب الدین ابہری کے اور وہ ابو نجیب سہروردی کے مرید و خلیفہ تھے ملک عراق اور خراسان میں شیخ صفی الدین سے یہ خانوادہ بہت شایع ہوا اتنے کثیر تعدادی لوگوں نے آپ سے تربیت پائی کہ مشائخ متاخرین سے اس تعداد میں نہیں ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہم

خانوادہ یازدہم صفویہ

اس خانوادہ کے میر کارواں سید عبد اللہ مکی عیدروسی ہیں وہ شیخ ابو بکر کے وہ شیخ عبد الرحمن کے وہ شیخ مولی رومی کے وہ شیخ علی کے وہ شیخ علوی کے وہ شیخ محمد بن علی المقدور کے وہ شیخ ابو مدین مغربی کے وہ چند واسطوں سے سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ سید عبد اللہ عیدروسی کو خانوادہ سہروردی سے بھی خلافت تھی آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے بے شمار خوارق عادات اور کمالات آپ سے ظاہر ہوئے دیار عرب اور عدن اور گجرات میں اس خانوادہ کی بہت اشاعت ہوئی آپ جامع علوم ظاہری و معنوی تھے شیخ بہاء الدین خراسانی بھی اس خانوادہ میں تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

خانوادہ دوازدہم قلندریہ

ہر خانوادے سے چند فرقے ہیں جو خود کو مشرب قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں چنانچہ خواجہ محمد قلندر اور ان کے بہت مرید ہیں

یہ مشرب عظیم القدر رکھتے تھے پیر شاہ حیدر قلندرؒ شاہ ولی اور ان کے مریدین اور خواجہ شمس الدین تبریزی اور مولانا علاء الدین رومی اور آپ کے اصحاب اور دیگر اہل اللہ مانند شیخ فخر الدین عراقی و خواجہ ابو اسحاق مغربی و خواجہ حافظ شیرازی وغیرہم جیسے اکثر شاہ بازان خانوادہ قلندر مشرب تھے اخبار الاخیار میں ہے کہ ملک ہند میں شاہ خضر رومی سے یہ مشرب پھیلا۔ وہ سلطان شمس الدین دہلی کے زمانہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں رجوع ہوئے خواجہ مذکور نے تربیت کے بعد ان کو خرقہ خلافت عطا فرما کر رخصت کیا۔ انہوں نے لباس قلندری اختیار کیا اور جب دیار جونپور میں تشریف لے گئے تو شاہ نجم الدین قلندر ان کی سلک ارادت سے منسلک ہوئے اب ان کا خانوادہ بہ سبب شاہ قطب الدین بناولی دیار ہند میں جاری ہے شیخ محمود قلندر لکھنوی اور شیخ عبد الرحمٰن لاہوری اس خانوادہ سے تھے ان کو چشتیہ قلندریہ کہتے ہیں شیخ شرف الدین بو علی قلندر جنہوں نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی روحانیت سے بطریق اویسیت تربیت پائی یہی مشرب رکھتے تھے خلفائے شیخ فرید الدین گنج شکر سے شیخ علی صابر و شیخ شمس الدین ترک بھی قلندر مشرب تھے حضرت سید محمد یوسف الحسینی بھی قلندر مشرب تھے چنانچہ اپنے ان ابیات میں فرماتے ہیں ؎

زمین و آسماں ہر دو شریف است　　قلندر را دریں ہر دو مکان است
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ　　وگر نہ یار من از کس نہان است

میر سید محمد جعفر مکی بھی جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے اعظم خلفا سے تھے یہی مشرب رکھتے تھے یہ ابیات انہی کے ہیں ؎

اندر راہ عشق سرسری نتواں رفت　　بے دیدہ رہ قلندری نتواں رفت
خواہی کہ پس از کفر بیابی ایماں　　تا جاں نہ دہی ز کافری نتواں رفت

حضرت میر حیات قلندر جو دیار ہند میں اکابر سلسلہ قادریہ سے تھے وہ بھی قلندر مشرب تھے آپ کو قلندر قادریہ بھی کہا جاتا ہے۔

خواجہ مسعود جو شیخ رکن الدین بن شہاب الدین کے مرید و خلیفہ تھے وہ بھی قلندر مشرب تھے اور سلطان المشائخ بھی قلندر مشرب تھے خانوادہ چشتیہ میں آپ کے مانند مستانہ اور حقائق نما کلام شاید ہی کسی نے کہا ہوگا یہ ابیات آپ ہی کے ہیں ؎

مجرد شو از دین و دنیا قلندر   کہ راہ حقیقت ازیں ہر دو بہتر

شیخ عبد الحق رودولوی بھی اسی مشرب کے تھے اور میر نعمت اللہ ولی رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ صوفی جب مقصد کو پہونچ جاتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

قلندر کے بیاید در عبارت   قلندر کے بگنجد در اشارت

خانوادہائے مذکور کا بہ طریق اجمال بیان ہوا باقی چالیس خانوادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

چہل خانوادہ فرعی

رفاعیہ۔ مداریہ۔ رضویہ۔ اویسیہ۔ کمیلیہ۔ حیدریہ۔ طاؤسیہ
جلالیہ۔ عشقیہ۔ جعفریہ۔ طبقاتیہ۔ بطاویہ۔ حافظیہ۔ ساداتیہ
قاسمیہ۔ نظامیہ۔ ملامتیہ۔ زکتہ۔ خلوتیہ۔ دقاقہ۔ حمویہ۔ مرشدیہ۔ مولودیہ۔ احمدیہ
صادقیہ۔ محققیہ۔ وغیرہ کہ ان کے علاوہ بہت خانوادے ہیں جن کی تفصیل باعث طوالت ہے لہذا ان ہی پر اکتفا کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب

اقسام صوفیہ

صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ جملہ اصحاب متصوفہ کے بارہ گروہ صاحبان مذہب ہیں ان میں ہر ایک کا تصوف میں ایک مخصوص مذہب ہے ازاں جملہ دو گروہ ہیں۔ ایک بحلولیاں جو بحلول سے منسوب ہیں دوسرے حلاجیاں جو ترک شریعت و اتحاد اور حسین منصور حلاج سے منسوب ہیں۔ اور ان کے دو خاص گروہ مقبول ہیں یہ سب محقق اور اہل سنت ہیں اگرچہ معاملات اور مجاہدات میں مختلف ہیں لیکن اصول و فروع توحید میں موافق ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کا طریق مذہب اور ان کے اوصاف کا اجمالی بیان ہر ایک کے بیان کے موقع پر تحریر ہوگا فی الحال معتبر کتابوں سے اسامی رجال اللہ و اقطاب و اغیاث وغیرہم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت سے اس وقت تک ہر زمانہ میں سلاسل مذکورہ سے منسلک تھے اور ظہور حضرت عیسیٰ و حضرت امام مہدی علی نبینا و علیہما السلام تک ہوں گے۔

ذکر اقطاب و ابدال و اغیاث

حضرت شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں اور شیخ علاء الدولہ سمنانی 'عروۃ الوثقیٰ' میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک رجال اللہ محافظت عالم کے لئے تھے اور یہ ظہور عیسیٰ و امام مہدی علیہ السلام تک رہیں گے ان کی ذات سے قوام عالم ہے وہ یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں عمر صائبہ قرنی جو اویس قرنی کے چچا تھے قطب ابدال تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت علیہ السلام کبھی کبھی فرماتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے بوئے رحمت حق آتی ہے اسلئے کہ قطب ابدال مظہر تجلی اسم رحمت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خاص تجلی اسم الٰہی ہیں اور مرتبہ الوہیت اسی سے عبارت ہے۔

جب قطب مذکور نے وفات پائی تو ابن عطا احمد عربی ان کی جگہ قطب ابدال ہوئے۔ بلال حبشی اور حذیفۃ الیمنی اس وقت سات ابدال کے منجملہ تھے۔ وقس علیٰ ہذا۔ ہر زمانہ میں جب کسی قطب ابدال کا انتقال ہوجاتا ہے خلق سے کسی کو اس کی جگہ قطب ابدال کردیا جاتا ہے

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قطب ابدال صفات بشری میں ہمارے مانند ہوتے ہیں ہماری طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں، بول و براز کرتے ہیں۔ بیمار ہوتے ہیں دوا دارو کرتے ہیں نکاح کرتے ہیں اولاد اور مال و اسباب رکھتے ہیں اور لوگ ان پر حسد کرتے ہیں اور ان کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور ان کو اذیت پہونچاتے ہیں یہ لوگ قوت ولایت معنوی سے ان مقدمات سے بے نیاز ہیں۔

شیخ علاء الدولہ عروۃ الوثقیٰ میں یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ میں نے بچشم سر ان کی کرامات مانند طے ارض، پانی پر بغیر کشتی چلنا، بڑی بڑی دریاؤں کو پار کر جانا لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جانا اور تنگ جگہ میں جمع ہو جانا کہ کوئی اہل ظاہر ان کو دیکھ نہ سکے اور ان کا سایہ تک نظر نہ آسکے وغیرہ۔ دیکھی ہیں۔ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا لوگوں کے سامنے باواز بلند اشعار پڑھتے ہیں اور درمیان اہل سماع رقص کرتے ہیں اور روتے ہیں لیکن کوئی ان کو نہیں دیکھتا اور ان کی آواز و حرکت کو سمجھ نہیں سکتا۔ یہ علم کیمیا جانتے ہیں جس سے چاندی تیار کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے محتاج نہ ہوں بلکہ ان کی دستگیری کریں۔ یہ جزع فزع نہیں کرتے اور ان کے بہت ایسے خواص و احوال ہیں جن سے حیرت ہوتی ہے پس مرد عاقل کے لیے سزاوار نہیں کہ ان کا انکار کرے یہ اپنی سیرت و صفات، خوبیوں اور آداب میں صوفیوں کے مقلد ہوتے ہیں لیکن یہ بے چارہ سمجھتا ہے کہ صوفیوں نے یہ صفات اور خوبیاں ان سے سیکھی ہیں۔ ان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ربع مسکون میں گھومتے رہتے ہیں صرف دو موقعوں پر ایک جا جمع ہوتے ہیں ایک دفعہ عرفات میں اور دوسری بار ماہ رجب میں کہ ان دو موقعوں پر جمع ہونے کے لئے یہ مامور ہیں لیکن ان کو کوئی نہیں پہچانتا بجز اس شخص کے جو ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے جب وہ شخص فوت ہو جاتا ہے تو دوسرے کو اسکی جگہ مقرر کیا جاتا ہے بجز اسکے وہ کسی دوسرے سے صحبت نہیں رکھتے۔ حذیفۃ الیمانی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں انہی میں سے ایک شخص تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے وہ آنحضرت علیہ السلام کا پیام و سلام ان کو پہنچاتے اور آنحضرتؐ کو ان کا سلام اور معروضہ پہنچاتے۔ آنحضرت کے ساتھ یہ لوگ نماز پڑھتے اور انفاس نبوی سے مستفید ہوتے لیکن بجز حذیفۃ الیمانی کے کوئی ان کو شناخت نہ کرتا۔

مشہور رہے کہ حضرت زین الاصحاب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک روز ان سے پوچھا

کہ اے حذیفہؓ تم صاحب سرّ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں میرے بارے میں نفاق کا کوئی ذکر تم نے سنا ہے یا نہیں اور ان کو قسم دیکر جواب دینے کیلئے کہا۔ حذیفہؓ نے کہا کہ آپ کے بارے میں صفت نفاق کے تحقق کے تعلق سے آنحضرت نے کچھ نہیں فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنکر خدا کا شکر کیا۔

الحاصل ابدال کی جماعت ہر قرن میں اس زمانے کے انبیاء کی متابعت پر مامور ہے انکے احوال باطنی کو اللہ تعالیٰ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھتا ہے ان کی شان میں اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری وارد ہے۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنے بعض اولیاء کو سرہنگان درگاہ اور نایبان درگاہ خود کیا ہے۔ امور عالم کی اصلاح اور قضائے احکام بنی آدم ان کے تفویض کیا ہے۔ یہ سب دس صفت کے ہیں ان سے دو صفات متعلق احکام عالم اور امور بنی آدم خارج ہیں اس طرح یہ بارہ اقسام موافق تعداد ائمہ اثناعشر ہیں۔ ہر ایک صفت کا فیض ہر ایک امام سے حاصل کرتے ہیں۔ میر سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب فتوحات کے اس کلام کا ترجمہ شیخ داؤد قیصری سے بحر المعانی میں نقل کیا ہے اور یہ تحریر کیا ہے کہ میں نے تمام رجال اللہ وقت سے ملاقات کی ہے اور ہر ایک سے نعمت حاصل کی ہے اور ان کے مقامات کا مشاہدہ کیا ہے۔

بحر المعانی میں ان بارہ اقسام کی تفصیل حسب ذیل ہے

اول اقطاب، دوم اغیاث، سوم ائمہ، چہارم اوتاد، پنجم ابدال، ششم اخیار ہفتم ابرار، ہشتم نقباء، نہم نجباء، دہم عمدہ، یازدہم مکتومان، دوازدہم مفردان آخر الذکر دو اقسام ارتباط و احکام عالم سے مبرا ہیں۔ واللہ اعلم

صاحب بحر المعانی اپنے مرید کو محبوب سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اے محبوب، قطب عالم ہر زمانہ میں ایک ہوتا ہے اس سے تمام موجودات دنیا و آخرت یعنے عالم علوی و سفلی کا قیام ہے قطب عالم کو اللہ تعالیٰ سے بے واسطہ فیض حاصل ہوتا ہے قطب عالم کو قطب کبریٰ، قطب ارشاد، قطب الاقطاب اور قطب مدار کہتے ہیں۔

قطب مدار کے دو وزیر ہوتے ہیں جن کو صاحب فتوحات امامین بتاتے ہیں ایک سیدھے ہاتھ کی طرف رہتا ہے اور دوسرا بائیں ہاتھ کی طرف ہوتا ہے۔ جو سیدھے ہاتھ کا ہوتا ہے

اس کا نام عبد الملک اور جو بائیں ہاتھ کی جانب رہتا ہے اسکا نام عبد الرب ہے۔

عبد الملک قطب مدار کی روح سے فیض حاصل کرتا ہے اور اہل عالم علوی پر اسکو پہونچاتا ہے

عبد الرب قطب مدار کے دل سے فیض حاصل کرتا ہے اور اہل عالم سفلی پر افاضہ کرتا ہے۔ جب قطب مدار کا انتقال ہو جاتا ہے تو عبد الملک اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور عبد الرب عبد الملک کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے اور ابدال میں سے وہ بدل جو اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے عبد الرب کا قائم مقام بنادیا جاتا ہے اس طرح قیامت تک تبدیلیاں ہوتی ہیں۔

اقطاب بھی بارہ ہیں صاحب فتوحات تحریر فرماتے ہیں:

قطب اول قلب نوح علیہ السلام پر ہوتا ہے اور اس کا ورد سورۃ یٰسین ہے۔

قطب دوم قلب موسیٰ علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورۃ النصر ہے۔

قطب سوم قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورۃ دہر ہے۔

قطب چہارم قلب عیسیٰ علیہ السلام پر ہوتا ہے اور اس کا ورد سورۃ فتح ہے۔

قطب پنجم قلب داؤد علیہ السلام پر ہوتا ہے اور اس کا ورد سورہ اذا زلزلت ہے۔

قطب ششم قلب سلیمان علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورۂ واقعہ ہے۔

قطب ہفتم قلب ایوب علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ بقر ہے۔

قطب ہشتم قلب الیاس علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ کہف ہے۔

قطب نہم قلب یوسف علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ نمل ہے۔

قطب دہم قلب ہود علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورۂ انعام ہے۔

قطب یازدہم قلب صالح علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورۃ طٰہٰ ہے۔

قطب دوازدہم قلب شیث علیہ السلام پر ہوتا ہے اس کا ورد سورۃ ملک ہے۔

منجملہ بارہ اقطاب کے سات اقطاب سات اقالیم میں اور پانچ اقطاب دوسری ولایتوں میں رہتے ہیں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں اقطاب اقالیم کا فیض اقطاب ولایت پر اور اقطاب ولایت کا فیض اولیاء اللہ پر وارد ہوتا ہے۔

اے محبوب جب ولی ترقی کرتا ہے تو قطب ولایت پر اور قطب ولایت جب ترقی کرتا ہے تو قطب اقلیم پر اور جب قطب اقلیم ترقی کرتا ہے تو مقام عبد الرب پر پہونچتا ہے یہ

قطب اقلیم ابدال سے ہوتا ہے جو قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہوتا ہے اسکو قطب ابدال بھی کہتے ہیں۔ اسکے بعد بمرتبہ سوم قطب ارشاد کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے یعنے قطب عالم ہو جاتا ہے۔ اور جب اسکی حیات وافر ہو اور سلوک میں رہے تو مقام فردانیت تک ترقی کرتا ہے۔

صاحب لطائف اشرفی، فتوحات مکیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے قبل افراد سے تھے اور خضر علیہ السلام بھی منجملہ افراد ہیں۔

اے محبوب! مراتب اقطاب اور قطب مدار میں کیا ہے غور سے سن۔ اقطاب وہ ہیں کہ اگر کسی ولی کو ولایت سے معزول کر دیا جائے تو اسکی جگہ دوسرے کو مقرر کر سکتے ہیں اور مرتبہ قطب مدار جو قطب عالم ہے۔ یہ ہے کہ وہ چاہے تو اقطاب کو مقام قطب سے معزول کر سکتا ہے، اور قطب الاقطاب کی دعا سے دوسرا بھی مرتبۂ قطبیت پر پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب سات ابدال سے ایک کا انتقال ہو گیا تو حضرت نے فوراً ایک کافر کا ہاتھ پکڑ کہ اس کا زنار توڑ دیا اور ان سات ابدالوں کے زمرہ میں داخل فرما دیا۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

شیخ علاء الدولہ سمنانی عروۃ الوثقیٰ میں لکھتے ہیں کہ قطب ارشاد کی ولایت شمسی ہوتی ہے جو تمام عالم پہ تاباں ہوتی ہے اور قطب ابدال کی ولایت قمری ہوتی ہے جس کا سات اقالیم میں تصرف ہوتا ہے۔

فصل الخطاب میں مرقوم ہے کہ بقول صاحب فتوحات مکیہ ایک طبقہ کے اقطاب کو دوسرے طبقہ کے اقطاب پر برتری نہیں ہے۔ ہر طبقہ کا ایک قطب ہوتا ہے۔ جیسا کہ قطب زہاد قطب عباد، قطب عرفا، قطب متوکلاں، اور قطب اولیاء ہیں۔ اور تمام ربع مسکون میں ایک تن ہوتا ہے جس کو قطب ولایت، قطب جہاں اور جہانگیر عالم بھی کہتے ہیں۔ جس سے تمام اقسام کی ولایت کا قیام ہے۔ اسی طرح ہر مقام کا اس مقام کی حفاظت کے لئے قطب ہوتا ہے وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر قریہ کی نگہبانی کے لئے ایک ولی ہوتا ہے جو اس قریہ کا قطب ہوتا ہے خواہ اس قریہ میں مومن رہیں یا کافر رہیں اگر مومنین ہیں تو تجلی اسم ہادی کے تحت اور اگر کافر ہیں تو تجلی اسم مضل کے تحت رہتے ہیں اور یہ دونوں ایک ہی ذات کی صفات ہیں ففہم تفہم۔

اے محبوب! سات ابدال حضرت لایزال چشم خلائق سے چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ بجز اہل حال اور انسان کامل کے دوسرا ان کو نہیں جانتا اور ان سے سات اشخاص کا گروہ ہے جنکی طرف خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُدلای امتی سبعۃ کے ذریعہ اشارہ فرمایا ہے۔ یہ سات ابدال سات اقالیم میں رہتے ہیں یعنی ہر اقلیم میں ایک ابدال ہوتا ہے۔ اور یہ خلق خدا کے ممد و معاون ہوتے ہیں جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو عالم ناسوت سے کسی صوفی کو اس کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے۔

اور سات ابدال، سات انبیاء کے مشرب میں ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک اقلیم اول میں ہے اور وہ قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہے اس کا نام عبدالحی ہے۔ دوسرا ابدال اقلیم دوم میں ہے، وہ قلب موسیٰ علیہ السلام پر ہے اس کا نام عبدالحلیم ہے۔ تیسرا ابدال اقلیم سوم میں ہے وہ قلب ہارون علیہ السلام پر ہے اس کا نام عبدالمرید ہے۔ چوتھا ابدال اقلیم چہارم میں ہے۔ وہ قلب ادریس علیہ السلام پر ہے اس کا نام عبدالقادر ہے۔ پانچواں ابدال اقلیم پنجم میں ہے۔ وہ قلب یوسف علیہ السلام پر ہے اس کا نام عبدالقاہر ہے۔ چھٹا ابدال اقلیم ششم میں ہے وہ قلب عیسیٰ علیہ السلام پر ہے اس کا نام عبدالسمیع ہے۔ ساتواں ابدال اقلیم ہفتم میں ہے وہ قلب آدم علیہ السلام پر ہے اس کا نام عبدالبصیر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان ابدالوں میں ساتویں خضر علیہ السلام ہیں واللہ اعلم و رسولہ۔

اے محبوب! ہر ابدال کواکب سبعہ میں جو لطافت اور اسرار الٰہی ہیں ان کا عارف ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سب پر تصرف دیا ہے۔ ان سات ابدال سے دو ابدال جن کا نام عبدالقادر اور عبدالقاہر ہے ہر ولایت میں اور ہر قوم کی فہرست کے ساتھ نامزد ہوتے ہیں اس ولایت اور اس قوم کی مقہوری ان کے واسطہ اور اقدام سے ہوتی ہے۔

اے محبوب! تین سو ستاون دوسرے ابدال ہیں جن میں تین سو ابدال قلب آدم علیہ السلام پر ہیں اور یہ تین سو ستاون ابدال پہاڑ میں رہتے ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ خلق ثلاث مائۃ نفساً قلوبہم علے قلب آدم علیہ السلام وامّا اربعون قلوبہم علے قلب موسیٰ علیہ السلام ولہ سبعۃ قلوبہم علی قلب

ابراھیم علیہ السلام ولہ خمسۃ قلوبھم علےٰ قلب جبرئیل علیہ السلام ولہ اربعۃ قلوبھم علےٰ قلب میکائیل علیہ السلام ولہ واحد قلبہ علےٰ قلب اسرافیل علیہ السلام۔

جب ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو ان پانچ افراد سے ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور جب ان پانچوں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو سات افراد سے کسی کو اسکی جگہ مامور کیا جاتا ہے اور جب ان ساتوں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو ان چالیس افراد میں سے کسی کو اسکی جگہ بٹھایا جاتا ہے اور جب ان چالیس میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو ان تین سو افراد میں سے کسی ایک کو مقرر کیا جاتا ہے اور جب ان تین سو افراد میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو زہاد میں سے کسی ایک کو جو صوفی سیرت ہو اس کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے اور یہ سب افراد قطب ابدال سے فیض حاصل کرتے ہیں جسکا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہوتا ہے۔

اے محبوب! بعض کہتے ہیں کہ ابدال چار سو چار ہیں۔ تین سو چونسٹھ کا ذکر ہو چکا ہے آنحضرت علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا بدلاء امتی اربعون رجلاً اثنیٰ عشر بالشام ثمان وعشرون بالعراق یعنے میری امت کے ابدال چالیس اشخاص ہیں بارہ شام میں اور اٹھائیس عراق میں ہیں۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم کو دو حصے فرض کئے ہیں نصف شرقی اور نصف غربی۔ خراساں، ہندوستان، ترکستان اور تمام بلاد شرقی عراق میں داخل ہیں اور نصف غربی میں شام، بلاد مصر و مغرب داخل ہیں مذکورہ بالا چالیس ابدال کا فیض تمام عالم پر ناشی ہوتا ہے صاحب کشف المحجوب اور اکثر مشائخ نے ان چالیس افراد کو ابرار قرار دیا ہے۔

اے محبوب! اوتاد چار ہیں ایک مغرب میں ہے جس کا نام عبدالودود ہے دوسرا مشرق میں ہے جس کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ تیسرا جنوب میں ہے جس کا نام عبدالرحیم ہے۔ چوتھا شمال میں ہے جس کا نام عبدالقدوس ہے اگر ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو تابعین میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے۔ چاروں ربع مسکون ان چار اوتادوں سے قایم ہے جیسا کہ زمین کا سکون پہاڑوں سے ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وجعلنا الجبال اوتادا۔

اے محبوب! نقبا تین سو ہیں، تمام نقبا کا نام علی ہے۔ نجبا ستر ہیں ان سب کا نام حسن ہے۔ اخیار سات ہیں ان سب کا نام حسین ہے۔ عمدہ چار ہیں ان سب کا نام محمد ہے۔ ایک غوث ہے، اس کا نام عبداللہ ہے جب یہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ عمدہ سے کسی ایک کو اسکی جگہ نامزد کیا جاتا ہے۔ جب عمدہ سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی جگہ پر اخیار سے کسی ایک کو مقرر کیا جاتا ہے اور جب اخیار سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کی جگہ نجبا سے کسی کو مامور کیا جاتا ہے اور جب نجبا سے کوئی انتقال کرتا ہے تو اس کی جگہ نقبا سے کسی ایک کو مقرر کیا جاتا ہے اور جب نقبا سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اسکی جگہ خلق سے کسی کو مامور کیا جاتا ہے۔

اے محبوب! نقبا کا مسکن مغرب کی سرزمین میں ہے۔ سکونت نجبا مصر ہے۔ اخیار ہمیشہ سیاحت میں رہتے ہیں ان کا کوئی مقام سکونت یا قرارگاہ نہیں۔ عمدہ شام میں رہتے ہیں مسکن غوث مکہ معظمہ ہے لیکن اس کے لئے یہ سکونت لازمی نہیں ہے چنانچہ اکثر بزرگان غوث تھے لیکن ان کی سکونت مکہ معظمہ کی نہ تھی، حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بغداد میں مقام پذیر رہے۔ اسی طرح ابو العباس قصاب کی آمل میں سکونت تھی اس بناء پر لطائف اشرفی میں مرقوم ہے کہ مجاورت کعبہ غوث کے لئے لازمی نہیں ہے اور حق تعالیٰ نے کل اولیاء کو یہ قدرت عطا کی ہے کہ وہ وقت واحد میں کئی مقامات پر ظاہر ہوں وہ طرفۃ العین میں ایک سے زائد مقامات پر پہنچ جاتے ہیں۔

لطائف اشرفی میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر غوث اور قطب ارشاد موجود نہ ہوں تو عالم زیر و زبر ہو جائے۔ جب غوث ترقی کرتا ہے فرد ہو جاتا ہے اور قطب الاقطاب بھی ترقی کرتا ہے تو وہ بھی فرد ہو جاتا ہے اور جب فرد ترقی کرتا ہے تو وہ مرتبۂ معشوقیت کو پہنچ جاتا ہے۔

بقول صاحب کشف المحجوب مکتوماں چار ہزار ہیں جو اکثر اس عالم میں رہتے ہیں مگر ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور خود اپنے حال کو نہیں جانتے خلق سے بھی ان کا حال پوشیدہ رہتا ہے۔

افراد کے متعلق شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں اما المفردون فمنهم من هو على قلب علي كرم الله وجهه وعلى قلب محمد صلى الله عليه وسلم

آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جس حقیقت پر اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے بجز علی ابن ابی طالب کے کوئی نہیں جانتا۔

اے محبوب! اس طایفہ افراد کی کوئی تعداد نہیں یہ بہت ہیں یہ لوگوں کی چشم ظاہر سے مستور رہتے ہیں جب کبھی افراد کامل میں اور مظاہر وجہہ تفرد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سلوک میں کوئی ترقی کرتا ہے تو وہ قطب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہونچ جاتا ہے اور جب اس سے ترقی کرتا ہے تو مرتبۂ قطبیت حقیقی کو جو مقام معشوقیت ہے پہونچ جاتا ہے جو مرتبہ قطب واحد ہے۔

اے محبوب! تمام اولیاء اللہ میں جو اس انتہائی مقام کو پہونچے ان میں ایک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت سید احمد کبیر الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ایک قول کے مطابق حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اس مقام تک پہونچے۔ کہتے ہیں کہ ان دونوں کو کمال سلوک جلد جلد حاصل ہوا، اور مقام معشوقی میں پہنچ گئے یعنے ہر دو کا مشرب احمدی تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسی وجہ سے حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اور خواجہ نظام الدین بدوامی مقام معشوقی میں تھے اور ان کی طرح کوئی اس مقام پر نہیں پہونچا۔ مقام تمام بطفیل نبی و علی علیہما السلام مقام فردانیت میں تھے اور بیشتر سلوک میں پورے نہ ہوئے۔

بحر المعانی میں یہ بھی مرقوم ہے کہ خواجہ بایزید بسطامی اور خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی بھی مقام معشوقی تک پہونچے تھے۔ یہ ممکن ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ جس کو چاہے اس مقام تک پہونچائے۔

جاننا چاہیے کہ مقام فردانیت کی شرط مستوریت ہے اور یہ مقام لاہوت ہے اور لاہوت دراصل لاھو الاھو ہے حرف تا، فا و نون عرب سے ہے یعنے جب کسی کلام کو ملایا جاتا ہے کوئی چیز حذف کرتے ہیں یا زیادہ کر دیتے ہیں تا نامحرم حقیقت سے محروم رہیں پس لا منفی ہے یعنے طایفہ افراد پر تجلی صفات نہیں اور ھو اسم ذات ہے یعنے الاھو مگر تجلی ذات پس اہل فردانیت مقام لاہوت میں ہیں اور اس مقام کا اسفل جبروت ہے یعنے مقام خیر و کبر خلایق۔ اس مقام میں قطب عالم ہے جو عرش سے ثریٰ تک یعنی شش جہات پر متصرف ہوتا ہے۔ اس کو عرش مجید سے فیضان حاصل ہوتا ہے۔

اس کا تعلق عزل و نصب سے ہے۔ اس مقام کو جبر و کبیر اس لئے کہتے ہیں کہ کرامات اولیاء اور معجزات انبیاء بھی اس عالم سے ہیں جب مقام جبر و کبر سے ترقی ہوتی ہے تو مقام فردانیت پر رسائی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

اے محبوب ! عمر قطب مدار تینتیس سال تین ماہ اور بعض کی تینتیس سال چار ماہ آٹھ روز اور بعض کی اٹھائیس سال تین ماہ اور بعض کی پچیس سال بعض کی بائیس سال دو ماہ اور بعض کی اتیس سال پانچ ماہ دو روز ہوتی ہے اگر اس عمر میں وہ سلوک میں ترقی کرے تو مقام فردانیت تک پہنچ جاتا ہے۔

افراد کی عمر پچپن سال ہے نہ زیادہ نہ کم اگر اس عمر میں وہ سلوک میں ترقی کرے تو مرتبہ قطب حقیقی کو پہونچ جاتا ہے۔

قطب حقیقی کی عمر تریسٹھ سال دس روز ہے یہ مقام معشوقیت ہے یعنی قطب وحدت ذمرتبہ معشوقیت ہے کہ جو کچھ معشوق کہے حضرت عاشق جل شانہٗ اس کو پورا کرے اس مقام خاص میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ ہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اس بناء پر سید محمد مکی کتاب بحر المعانی میں کہتے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیاء سید عبد القادر جیلانی مقام محبوبیت میں شہرت تمام رکھتے ہیں دیگر محبوبوں کو یہ شہرت حاصل نہیں ہے۔

واضح باد کہ علاء الدولہ سمنانی نے عروۃ الوثقیٰ کے باب نہم فصل چہارم میں حضرت الیاس اور خواجہ خضر علیہما السلام کا بھی رجال اللہ کے گروہ میں ذکر کیا ہے لہذا اجمالاً ان کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی قطب ابدال سے مصاحبت ہے ان کی تعظیم و تکریم اور ان کی پانچوں نمازوں میں اقتدا کرتے ہیں اور ان کے لیئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ حضرت خضر کا نام ملکا بن ملیکان بن طیبان بن سمعان بن [illegible] نوح ہے اور نام نوح بھی لمکان بن متوشلح بن ادریس اخنوخ ہے چونکہ درپیش بہت کہتے تھے اسلیئے ان کو ادریس کہتے ہیں جیسا کہ خضر کو خضر اس لیئے کہتے ہیں کہ جہاں وہ بیٹھتے تھے وہ جگہ سبز ہو جاتی تھی ولایت خضر زمین فارس میں واقع ہے جو شیراز سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور الیاس علیہ السلام فرزند سام بن نوح ہیں اس طرح جد والد خضر الیاس کے بھائی تھے اور خضر قطب ابدال اور ان کے اصحاب الیاس کے سامنے اس طرح باادب بیٹھتے جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ الیاس دراز قامت و بزرگ و کم گو تھے۔ بہت کرامات ان سے ظہور میں آئیں یہ متبع شریعت مصطفےٰ ہیں۔ خضر و الیاس دین محمدی کے احکام امر و نہی کی عمل آوری پہ

مامور ہیں انکی پیغمبری سے ختم نبوت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی نقص لازم نہیں آتا جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول سے اسمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ بھی خلق کو دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیں گے اور آپ کے امام کی اقتدا کریں گے جو شخص خضرؑ و الیاسؑ کے وجود سے انکار کرے وہ جاہل ہے یہ تینوں زندہ ہیں ایک آسمان میں ہیں اور دو زمین میں ہیں یہ تینوں اس دین متین کے ممد و معاون ہیں۔

کنیت خضرؑ ابوالعباسؑ ہے نزول وحی سے قبل اور بعد وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں رہے اور کئی احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی ہیں یہ بیمار بھی پڑتے ہیں اور دوا بھی کرتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک جنگ میں شریک ہوئے اس لڑائی میں سر پہ پتھر لگا جس سے وہ مجروح ہو گئے تین ماہ تک تکلیف رہی اس کے بعد ٹھیک ہوئے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے پانچ سو بیس سال میں ان کے نئے دانت نکلے تھے اور اس طرح ہر پانچ سو بیس سال کی مدت میں ان کے نئے دانت نکلتے ہیں۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ **اس سال** ر سات سو اکیس ہجری ہے ان کے دانتوں کی تجدید کا وقت ہے اور اب تک سات بار ہر مدت پانچ سو بیس سال میں نئے دانت نکلتے رہے ہیں ان کے فرزندان، بیویاں اور دختران نہیں پہچانتے کہ یہ خضرؑ ہیں نکاح کے وقت قاضی کے سامنے وہ اپنا نام مغربی بتاتے ہیں۔ صاحب مراۃ الاسرار یہ بھی لکھتے ہیں کہ اب ایک سو بیس سال سات ماہ سے انہوں نے نکاح کرنا چھوڑ دیا ہے اب ان کا کوئی فرزند بھی نہیں رہا۔ حضرت خضرؑ خوش اخلاق، جوانمرد سب پر شفیق اور نہایت عقلمند ہیں علم لدنی کے عارف ہیں اور روئے زمین کے تمام خزانوں سے واقف ہیں ارباب حاجت پر بحکم حق تعالیٰ ایثار کرتے ہیں اپنے لئے یا اپنے اصحاب کے لئے جو ان کے ہمراہ ہوتے ہیں وہ نصرت کے خواہاں نہیں ہوتے۔

عروۃ الوثقیٰ میں ہے کہ حضرت الیاسؑ کے ہمراہ تیرہ اصحاب رہتے ہیں جیسے کہ حضرت خضرؑ کے ہمراہ دس اصحاب رہتے ہیں ان کی مصاحبت زیادہ تر اقطاب و ابدال کی ہوتی ہے خضرؑ اور قطب ابدال اس زمانہ میں موافق مذہب امام شافعی نماز پڑھتے ہیں حضرت خواجہ محمدؒ پارسا نے فصل الخطاب میں بوجہ احسن یہ تفصیل بیان کی ہے۔ لیکن عوام الناس بعض اقوال ضعیف کی بنا پر کہتے ہیں کہ خضرؑ سکندر رومی کے ہم عصر تھے جسکے ساتھ بحر ظلمات کا سفر کیا اور وہاں حضرت خضرؑ نے آب حیات پایا۔ یہ قول ارباب تفاسیر و سیر کے خلاف ہے کیونکہ تفاسیر و سیر میں اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ حضرت

خضر ذوالقرنین اکبر کے معاصر تھے اور ذوالقرنین اکبر حضرت صالح پیغمبر کے بعد اور حضرت ابراہیم کے قبل پیدا ہوئے تھے۔ روضۃ الصفا میں ہے کہ خضر ذوالقرنین اکبر کی خالہ کے بھائی تھے اور ربع مسکون کی سیاحت میں اسکے ہمراہ تھے۔ خضر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ رہنا قرآن سے ثابت ہے۔ صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں کہ سکندر رومی کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تھا اور ان کی شریعت کے متبع تھے۔ تمام اولیاء اس پر متفق ہیں کہ ہم نے خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے پس یہ ضروری نہیں کہ حیات دوام کا سبب آب حیوان ہو حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کونسا آب حیات پیا ہے جو اب تک زندہ ہیں۔ دراصل اس طایفہ کی زندگی مشاہدہ حق سے ہے اور تجلی علی الدوام اور اسم ھو الباقی سے انکی زندگی ہے واللہ اعلم ورسولہ

بیانِ مشربِ صوفیہ

یہ طایفۂ عالیہ صورتاً وسیرتاً طالب حق ہیں تمام احوال میں انکی دید ظہور حق ان کی شنید کلام حق اور ان کی گفتار سخن حق ان کا سکون بر مذہب حق ہے اس مشرب میں تعصب اور حسد کا شائبہ نہیں چونکہ تمام اہل سنت والجماعت متفق ہیں کہ حق ان چار مذاہب میں دایر ہے اور طایفہ صوفیہ کا مطلوب بھی حق ہے اس لئے صوفیہ ان چاروں مذہب کی اقتداء کرتے ہیں اور کسی ایک مذہب کے مقید نہیں ہیں اور تمام اہل مذاہب کے اقوال پر جو موافق حدیث و کلام مجید ہوں عمل کرتے ہیں اسلئے ان کے متعلق کہا جاتا ہے الصوفی لامذھب لہ۔

شیخ علاؤالدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ عیل مجالس میں فرماتے ہیں جو طریقہ صواب محض ہے وہ طریقہ متصوفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام مجتہدوں کو بزرگ سمجھتے ہیں اور طعن نہیں کرتے اور ان کے اقوال پر جو خلاف نفس اور تقوے سے زیادہ نزدیک ہو ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں اکثر جگہ اصحاب صفہ کے احوال و فضائل آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہیں لیکن ارباب ظاہر کہنے لگے ہیں کہ یہ طریق صوفیہ اور اہل التصوف کا مذہب اصلیت نہیں رکھتا۔ اسلئے کہ کچھ مدت سے اہل بدعت نے خود کو صوفی کہنا شروع کیا ہے اور کتابیں لکھ کر اس طریقہ کو آشکار کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ اس طایفہ کے اقوال و افعال و احوال سے واقف نہیں ہیں

وہ عدم واقفیت کی بنا پر ایسی باتیں کرتے ہیں اسلئے ضروری ہے اس طایفہ کے احوال دلایل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ ابتداء سے انتہا تک تحریر کئے جائیں ۔

یہ امر اظہر من شمس ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے تمام علوم صوری و معنوی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے جس پر الرّحمٰن علم القرآن شاہد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام علوم صوری و معنوی کی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو تلقین فرمائی ہے جیسے کہ آپ نے ارشاد فرمایا انا مدینۃ العلم و علی بابہا صاحب مراۃ الاسرار کہتے ہیں کہ جو حقائق آنحضرت علیہ السلام سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچے تھے ان تمام حقائق کو حضرت علی علیہ السلام نے اپنی کتاب "جامع" میں لکھ کر بطریق امانت اپنے فرزندان کے سپرد کیا یہ جفر جامع ائمہ اہل بیت کے سوا کسی دوسرے کی نظر میں نہیں آئی کبھی کبھی ان علوم کے رموز اور اسرار بوقت خلوت سلمان فارسی، حذیفہ الیمانی، خواجہ حسن بصری اور اکثر اصحاب صفہ کو جو آپ کے مصاحب خاص تھے حضرت علی علیہ السلام نے بتائے اور کبھی خوش اوقات میں اپنے اصحاب محرم راز سے مانند محمد بن ابوبکر صدیق، عبد اللہ ابن عباس اور کمیل زیاد وغیرہم فرماتے تھے ۔

صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ خواجہ ابو القاسم جنید بغدادی جو قاید مقتدائے اہل صفہ تھے فرماتے تھے کہ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی چہل مجالس میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام مامون کی طلبی پر باغ میں گئے تو تھوڑے سے انگور زہر آلود خلیفہ کے ہاتھ سے کھائے آپ جانتے تھے کہ انگور زہر آلود ہیں اسی روز فوت ہو جائیں گے لہذا اپنے فرزند امام محمد تقی علیہ السلام کو جو سات سالہ تھے بغداد سے طوس لایا گیا آپ نے ان کو وصیت کی فلاں جگہ کھودو جب پتھر نظر آئیگا تو اس پر ایک تحریر لکھی ہوئی نظر آئے گی مجھے اس پتھر کے نیچے دفن کر دینا اس کے بعد فرمایا کہ جب تم سن بلوغ کو پہونچو تو میں نے فلاں درخت کے نیچے امانت رکھی ہے وہاں جاکر اس کو حاصل کر لو وہ امانت جفر جامع ہے جس کو امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے تحریر فرمایا ہے اور اس میں اسرار غیب بیان فرمایا ہے کوئی شخص اسکو نہ دیکھے بجز اسکے کہ وہ امام ہو یہ لازمی نہیں کہ امام ہر وقت ظاہر ہو لیکن یہ کتاب صرف وہی شخص

دیکھ سکتا ہے جو آپ کی اولاد سے ہو یہ کتاب اور دوسری چند چیزیں انبیاء سے آئی ہیں وہ پوشیدہ رہیں گی تا آنکہ امام محمد مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں ان کو یہ چیزیں ملیں گی۔ میر سید شریف خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار نقشبندی کتاب شرح مواقف میں لکھتے ہیں۔ ان الجفر و الجامعہ کتابان لعلیؓ کرم اللہ وجہہ کتب فیہما علی طریقۃ علم الحروف الحوادث التی تحدث الی انقراض العالم وکان الائمۃ المعروفون من اولادہ یعرفونہا ویحکمون بہا

یعنی جفر اور جامع دو کتابیں ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہیں اس میں ہر دو طریق علم حروف سے حوادث تا انقراض عالم و قیامت جو اس دنیا میں وقوع پذیر ہوں گے لکھے ہوئے ہیں۔ ائمہ اہل بیت جو معروف ہیں اس کتاب کے عالم تھے اور ان سے احکام لگاتے تھے۔ صاحب مکاشفہ قادریہ لکھتے ہیں کہ حضرات ائمۂ الطاہرین کے ان علوم کے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ وارث ہیں جیسا کہ اپنے کلام معجز نظام میں آپ اشارہ فرماتے ہیں۔

افلت شموس الاولین وشمسنا   ابداً علی فلک العلی لا تغرب

حاصل کلام یہ کہ تمام ارباب باطن متفق ہیں کہ ائمہ اہل بیت نبوت و ولایت کے یہ علوم خاصہ ہیں اس لئے اس امت کے بعض اہل بھی ان کے فیض میں اس نعمت سے بہرہ مند ہوئے ہیں چنانچہ پہلے شخص جو ان علوم سے فیض یافتہ ہوئے خواجہ کمیل بن زیاد تھے اور خواجہ حسن بصری کو راست بے واسطہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فیضان حاصل تھا اور یہ دونوں نعمتیں خواجہ عبد الواحد بن زید کو ملیں۔ دوسرے ابراہیم ادھم بلخی نے کمال صدق اور اخلاص سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں رہکر یہ اسرار حاصل کئے اسی طرح خواجہ بایزید بسطامی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر سالہا سال ریاضت اور مجاہدہ کے بعد ان علوم میں سربلندی حاصل کی۔ علی ہذا القیاس خواجہ معروف کرخی۔ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کی شرف خدمت سے ان علوم سے بہرہ ور ہوئے۔ ہر حلقہ ارباب تصوف میں یہ افراد سر برآوردہ شمار ہوتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے ائمہ اہل بیت سے راست اکتساب فیض کیا اور سند ولایت و امانت طریقت پہ متمکن ہوئے اور ان سے تمام اہل تصوف کو فیض پہونچا جیسا کہ چہاردہ خانوادہ کے بیان میں لکھا جاچکا ہے۔

چھٹے فرد اس طائفہ کے مقتداؤں سے خواجہ اویس قرنی ہیں جنہوں نے بحب باطن بلاواسطہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پائی اور ظاہری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خرقہ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک سے پہنا۔ خواجۂ مذکور امیر المومنین کی خلافت تک بقید حیات تھے جنگ جمل میں امیر المومنین کے ساتھ رہے اور جنگ صفین میں شہید ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

الغرض طبقہ اولی میں ان علوم و اسرار کو مشائخ طبقات اولی نے کنایۃً اشارتاً مریدوں اور طالبوں پر ظاہر کیا اور ان پر عمل میں کوشاں رہے بعض تصنیفات بھی انہوں نے لکھیں لیکن ظاہر نہیں کیا۔ طبقہ ثانی میں سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی' خواجہ ابو الحسن نوری خواجہ ابو سعید خراز' خواجہ ابو بکر عبد اللہ شبلی وغیرہم نے علانیہ ان علوم و رموز و اشارات کا اپنے مریدوں کو درس دیا اس زمانے میں اکثر بزرگان سلسلہ نے ان علوم کے متعلق کتابیں بھی لکھیں جن کی تفصیل موجب طوالت ہوگی لیکن چند معتبر کتابیں کا جو مشائخوں کا معمول ہیں یہاں اجمالی طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی کتاب جو خانوادہ جنیدیہ میں تصنیف ہوئی طبقاتِ صوفیہ ہے جس میں شیخ عبد الرحمن سلمی نے اقوال و احوال و رموز مشائخ متقدمین کو طبقہ اولی سے لیکر اپنے وقت تک پانچ طبقوں میں درج کیا ہے جس کی نظیر نہ تھی اس کے بعد حضرت شیخ علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے جو سلسلہ جنیدیہ ہی میں تھے کتاب کشف المحجوب تالیف کی جس سے بہتر مذہب صوفیہ میں کوئی کتاب نہیں ہے اس سلسلہ میں مقتدائے وقت حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طائفہ کے معاملات اور اسرار کتاب احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں بوجہ احسن ذکر کیا ہے ان کے بعد حضرت عین القضاۃ ہمدانی نے علم حقائق کو کتاب تمہید اور اپنے مکتوب میں آشکار کیا جو اہل طریقت کے لئے کافی ہے انکے بعد خواجہ مودود چشتی نے علم سلوک میں حجۃ السالکین تصنیف فرمائی جو طالب صادق کے لئے چشمۂ ہدایت ہے۔ ازاں بعد شیخ ابو النجیب سہروردی نے جو سر حلقۂ مشائخ سہروردیہ تھے کتاب آداب المریدین اور تحیۃ ارشاد مریدان تالیف فرمایا اور طریق مذہب صوفیہ کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا۔ اس کے بعد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے کتاب فتوح الغیب

اور جلاء الخاطر تصنیف فرمائی۔ بعد ازاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے آداب مذکورہ پر اپنی شرح لکھی جو محتاج تعارف نہیں ہے اس کے بعد شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف تحریر فرمایا جو اہل طریقت کے لئے حجت ہے انہی ایام میں حضرت شیخ اکبر قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن علی العربی جو سلسلہ قادریہ میں تھے علم حقائق و معارف اور رموز کو بے پردہ اہل عالم پر آشکار کیا اور کئی کتابیں تصنیف کیں ازآں جملہ فتوحات مکیہ اور نصوص الحکم نہایت مشہور رہیں ان دو کتابوں میں آپ نے اتنے حقائق اور اسرار بیان کئے ہیں کہ ان سے زائد کا تصور نہیں کیا جاسکتا لیکن ان کا سمجھنا دشواری سے خالی نہیں۔ آپ کے متبعین میں شیخ سعد الدین فرغانی نے بھی کتاب منہاج العباد اختلاف مذاہب اربعہ تصنیف کی ہے جو نہایت پسندیدہ ہے اور صوفیوں کو اسکے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اسکے بعد شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی نے کتاب عروۃ الوثقیٰ اور چہل حدیث تالیف کر کے عقائد صوفیہ کو بہ آداب طریقت و حقیقت بوجہ احسن بیان فرمائی کہ جسکی تعریف سے زبان قاصر ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ محمد پارسا نے کتاب فصل الخطاب آداب طریقہ اور اسرار حقیقت میں لکھکر فتوحات مکی کے اکثر مطالب اس میں نقل کئے ہیں اسی سلسلہ میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامیؒ نے اکثر کتب مذکورہ سے انتخاب کر کے کتاب نفحات اور لوائح تصنیف کی جس کی نظیر نہیں۔

بہر حال اسی طرح بزرگوں نے مریدوں کو تعلیم و تربیت کے لئے کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن ان کے درمیان اصل مطلب کے بیان میں اختلاف نہیں ہے اس طایفہ کی کسی بھی کتاب کی اقتداء مقصد سے قریب ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے کتاب آداب المریدین کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ درست نہیں کہ صوفیوں کے عقیدہ اور ان معاملات سے جن کا تعلق انکے دل سے ہے واقف ہوئے بغیر ان کے راستے میں آئے ان کے متعلق گفتگو کرنے سے قبل ان کے کلام، مصطلحات اور رموز و اشارات کا سمجھنا ضروری ہے۔ اس طایفہ کے افراد رموز و اشارات میں بات کرتے ہیں اور جو شخص ان کے مقام پر نہ پہونچا ہو ان کے اپنے مقام کی تصریح کا انکار کر دیگا انہوں نے رموز و اشارات میں اسی لئے بات کہی کہ جو شخص ان سے واقف ہو وہ اپنے مقصد کو پہونچ جائے اور جو شخص نا اہل ہو وہ ان کو سمجھ نہ سکے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر چیز کی اصل توحید ہے اور سر تمام موحداں آنحضرت علیہ السلام ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ کو آپ سے کلام میں رمز و

اشارات تھی کہ حس کے ادراک سے دوسرے قاصر ہیں اور وہ حروف مقطعات ہیں جن کے متعلق اکثر متکلمین کا قول ہے کہ ھذا سرٌ بین اللہ و حبیبہٖ جب یہ ثابت ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راز تھا جس سے دوسرے واقف نہ ہوسکے تو پھر اس طایفہ کے افراد نے اگر کنایہ و اشارہ سے کام لیا تو اس میں کیوں اعتراض کیا جائے۔ بعض متکلمین نے خواجہ ابن عطار سے کہا آپ اہل تصوف کو کیا ہوگیا کہ باہم ایسے الفاظ کو استعمال کیا۔ اور روزمرہ کے الفاظ کو چھوڑ دیا بجز اسکے کہ آپ لوگوں کے مذہب میں کوئی علت ہے جس کو آپ نے اس طرح ڈھانکنا چاہا۔ خواجہ نے فرمایا کہ مجھے غیرت ہوئی کہ جو مذہب مجھے عزیز ہے اس کے اسرار ہمارے طایفہ کے علاوہ سب لوگ جانیں۔ ان لوگوں نے اس طایفہ کے مشرب کی سیر نہیں کی جو خداوند تعالیٰ تک پہنچیں لہذا ان صوفیاء پر دروغ گوئی اور بہتان طرازی کا الزام رکھتے ہیں لہذا انہوں نے رموز اور اشارات سے اپنے کلام میں کام لینا شروع کیا۔

صاحب نفحات ترجمہ عوارف سے روایت کرتے ہیں کہ اس طایفہ کے تین طبقات و مراتب ہیں۔ اوّل مرتبہ واصلان و کاملان یہ طایفہ علیا ہے۔ دوّم مرتبہ سالکان طریق یہ درمیانی طبقہ ہے۔ تیسرا مرتبہ مقیمان اہل نقصان اور یہ طبقہ ادنیٰ ہے۔

واصلان مقربان اور سابقان ہیں۔ سالکان ابرار اور اصحاب یمین ہیں۔ مقیمان اصحاب شمال ہیں۔

اہل اصول کے انبیاء علیہم السلام کے بعد دو گروہ ہیں اوّل مشائخ صوفیہ جنہوں نے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبۂ وصول پایا ہے اور ان کے بعد دعوت خلق کی جانب بمتابعت طریق ماموں و ماذوں رجوع ہوئے یہ کاملین کا گروہ ہے۔

طایفہ دوم وہ جماعت ہے کہ درجۂ کمال حاصل ہونے کے بعد خلق ان سے رجوع نہ ہوئی اور حصول ولایت کے بعد دوسروں کی تکمیل ان کے تفویض نہیں ہوئی۔

اہل سلوک بھی دو قسم کے ہیں۔ طالبان مقصد۔ مریدان وجہ اللہ۔ پھر طالبوں کے دو گروہ ہیں۔ متصوفیہ۔ ملامتیہ۔ متصوفیہ وہ جماعت ہے جنہوں نے نفوس خلائق کی بعض صفات سے نجات پائی ہے اور بعض احوال و صفات سے متصف ہیں اور ان کے احوال سے باخبر ہیں۔

ملامتیہ وہ جماعت ہے جو رعایت معانی اخلاص و محافظت قاعدہ حق اور کمال جد و جہد میں مشغول رہتے ہیں ان کا مشرب تمام اوقات میں تحقیق معنے اخلاص ہوتا ہے جسطرح گنہگار ظہور معصیت سے پُرحذر ہوتا ہے یہ لوگ ظہور طاعت سے جس میں ریا کا مظنہ رہتا ہے حذر کرتے ہیں اس طایفہ کے بعض افراد نے فرقہ قلندریہ کو بھی ملامتیہ شمار کیا ہے۔

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ لوگوں نے اسم صوفی کی تحقیق پر بہت سی باتیں کہی ہیں۔

بعض نے کہا کہ صوفی کو صوفی اسلئے کہتے ہیں کہ وہ صوف کے کپڑے پہنتا ہے۔ دوسرے گروہ کا بیان ہے کہ اصحاب صفہ سے تولا کرنے کی بنا پر صوفی کہا جاتا ہے۔ تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ صوفی اسم صفا سے مشتق ہے۔ صفا اصلی اور فرعی ہوتا ہے اصلی یہ ہے کہ دل اغیار سے منقطع ہو اور فرعی ترک دنیائے غدار ہے کیونکہ صفا صفت دوستان ہے اور جو اپنی صفت سے فانی اور صفت دوست سے باقی ہو وہ درست ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صوفی اس کا نام ہے جو ولایت میں کامل اور محقق ہو۔ اس کے اہل اس درجہ میں تین قسم کے ہیں۔ ایک صوفی دوسرے متصوف اور تیسرے مستصوف۔

صوفی وہ ہے جو از خود فانی اور باقی بحق ہو اور متصوف وہ ہے جو مجاہدہ سے یہ درجہ طلب کرتا ہے اور مستصوف رہا ہے جو منازل و جاہ اور حظ دنیا کے لئے خود کو ان کے مانند کرے لیکن ان ہر دو سے خبردار نہ ہو پس صوفی صاحب اصول ہوتا ہے اور متصوف صاحب وصول اور مستصوف صاحب فضول

خواجہ ابوالحسن نوری فرماتے ہیں کہ تصوف تمام حظوظ و خواہشات نفسانی سے دست برداری ہے یہ دست برداری دو قسم کی ہوتی ہے ایک رسمی دوسری حقیقی۔

رسمی وہ ہے کہ ترک حظ میں بھی حظ ہو اور اگر ترک حظ فنائے حظ ہو تو ترک فنا بندے کا فعل اور فنائے حظ خدائے تعالیٰ کا فعل ہے۔ بندہ کا فعل رسمی اور مجازی ہوتا ہے اور حق کا فعل حقیقی ہوتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تصوف خوش خوئی ہے جسکی خصلت نیکوتر ہو گی وہ صوفی بھی نیکوتر ہو گا اور خوش خوئی دو قسم کی ہوتی ہے ایک خوش خوئی با حق دوسری خوش خلقی با خلق۔ خوش خوئی با حق راضی بقضائے حق ہوتا ہے اور نیک خوئی با خلق

ان کا حل و نقل برائے حق ہے۔

حضرت عبداللہ شبلی کہتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو دو جہاں میں کسی چیز کو بجز خدائے تعالیٰ کے نہ دیکھے یہ تمام اقوال اس لئے ذکر کئے گئے کہ ان کا طریقہ واضح ہو اور منکرین تصوف سے پوچھا جا سکے کہ تصوف سے انکار کی کیا غرض و غایت ہے۔ ان کا انکار شریعت پیغمبر اور انبیاء کے اوصاف ستودہ سے انکار ہے۔ نعوذ باللہ منہا

اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

اقسام ولایت

حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ شرح دیوان مرتضوی اور قدمائے مشائخ سے بیان کرتے ہیں نیز لطائف اشرفی میں ہے کہ ولایت کے چار اقسام ہیں۔

اول ولایت باطن نبوت مطلقہ۔ دوسری ولایت مقیدہ محمدیہ۔ تیسری ولایت مطلقہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ذات محمدی کی مشکوٰۃ سے تمام انبیاء کی ولایتیں نامزد ہیں اور دوسرے انبیاء کی مشکوات سے اولیاء کی ولایتیں مقتبس ہیں۔ چوتھی ولایت مطلقہ عامہ جو نبوت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور یہ چاروں ولایتوں میں سے ہر ایک کا خاتم ہے۔ خاتم ختم اول حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ اور خاتم ولایت مطلقہ محمدیہ امام محمد مہدی علیہ السلام ہیں۔ اور خاتم ولایت مقیدہ محمدیہ۔ شیخ اکبر محی الدین بن علی العربی ہیں۔ حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خاتم ولایت مقیدہ بمرتبہ قلب محمد علیہ السلام کو پہونچتا ہے۔ خاتم ولایت مطلقہ مرتبہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے اور خاتم ولایت مطلقہ عامہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

شیخ ابو طالب مکی نے بھی شرح فصوص میں ولایت کے چار مراتب بیان کئے ہیں جو اپنے محل پہ لکھی جائیں گی۔

اوّل ولی کی تعریف کیجاتی ہے

ولی وہ شخص ہے کہ بقدر طاقت بشری حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہو اور باوجود اس عرفان کے طاعت وعبادت صوری ومعنوی کا پابند ہو اور ظاہری و باطنی معاصی سے محترز رہے۔ ظہور کرامات وخوارق عادات شرط ولایت نہیں ہے بلکہ ان پہ قدرت بھی شرط نہیں نیز عصمت بھی شرط نہیں اگرچہ ولی محفوظ ہوتا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام محفوظ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مراتب تھے۔ مرتبۂ اول ولایت۔ مرتبۂ دوم نبوت مرتبۂ سوم رسالت بمصداق اول۔ اول ما خلق اللہ نوری تمام انبیاء اور اولیاء کے انوار نور محمدی سے ماخوذ ہیں اس لئے مکاشفان ولایت شعار متفق ہیں کہ تمام انبیاء ورسل آنحضرت علیہ السلام

کے نائب تھے خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین پس حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء ورسل آپکے نائب اور وارث ہیں جیسے اولیاء انبیاء کے وارث ہیں۔ ہر وارث کی خصوصیت ہوتی ہے جو وارث حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو اس کو محمدی کہتے ہیں جو وارث موسیٰ علیہ السلام ہو اس کو موسوی کہتے ہیں جو وارث عیسیٰ علیہ السلام ہو اسکو عیسوی اور جو وارث ابراہیم علیہ السلام ہو اسکو ابراہیمی کہتے ہیں۔ قس علیٰ ذالک مثلاً یعقوبی، اسحاقی وغیرہ لیکن اصطلاح صوفیہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں ولی فلاں پیغمبر کے قدم پر ہیں۔ یعنے اس پیغمبر کے علوم وتجلیات باطن اس پیغمبر کے واسطہ سے اس کو حاصل ہوئے ہیں لیکن چونکہ سب مشکوٰۃ نبوت سے مستفید ہیں اسلئے کہا جائیگا کہ فلاں ولی محمدی ابراہیمی ہے فلاں ولی محمدی عیسوی ہے۔ ولایت قسم اول عالم باطن میں بحسب معانی تصرف کی جیسے قطب کو حاصل ہوتی ہے اور عالم ظاہری میں تصرف کی جیسے سلاطین اولیاء کو حاصل ہوتی ہے جامع ہوتی ہے پھر اس کی تین قسم ہیں ایک وہ جو مقرون بخلافت ہو اور دوسری وہ جو مقرون بخلافت نہ ہو تیسری وہ جو تصرف صوری ومعنوی کی جامع نہ ہو لیکن ولایت محمدی جو تمام انبیاء کی ولایتوں سے عبارت ہے وہ موافق صاحب فتوحات مکیہ چار قسم کی ہوتی ہیں اور ہر نوع کا ایک خاتم ہے اور ولایت محمدی کا خاتم تصرف صوری ومعنوی کا جامع اور مقرون بخلافت ہوتا ہے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اس مقام پر فائز ہیں کہ آپ آخر خلفائے راشدین ہیں جیسے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء اس خاتمیت کو خاتم کبیر کہتے ہیں کرم اللہ وجہہ اور خاتم نوع دوم جامع تصرف صوری ومعنوی ہوتا ہے لیکن مقرون بخلافت نہیں ہوتا یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو آخر زمانہ میں ظاہر ہونگے ان کا نام محمد ہے اور وہ خلق وصورت میں مانند آنحضرت علیہ السلام ہیں ان کو خاتم صغیر کہتے ہیں اور خاتم سوم ولایت محمدی میں شیخ محی الدین ابن علی العربی ہیں جن کو خاتم اصغر کہتے ہیں اور خاتم چہارم ولایت محمدی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کے بعد کوئی ولی موجود نہ ہوگا یعنی ولایت عامہ ان پر ختم ہو جائیگی ان کو خاتم اکبر کہتے ہیں۔

حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ اکہترویں مکتوب میں کہتے ہیں کہ اقسام ولایت چار ہیں ہر ایک کا خاتم ہے لیکن ولایت باطن محمدیہ کے آپ خود خاتم ہیں اور ولایت سوم جو عین النبوت والولایت ہی تمام اولیائے روئے زمین کو دی گئی اور اسکے خاتم بقول اکثر اصحاب ولایت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اور حضرت صاحب فصوص ہوئے شیخ اکبر نے فتوحات میں کہا ہے کہ خاتم ولایت محمدیہ دوسرے شخص ہیں اور میں نے

ان کو دیکھا ہے ایسی صورت میں اس مسئلہ خاتمیت و مراتب کا حل محال ہے۔

والله اعلم بالصواب والیہ علم الکتاب

ذکر شریف

سرحلقۂ مرسلاں، خاتم جمیع پیغمبراں، خلیل رحمان، خلاصہ موجودات، اشرف مخلوقات، باعث کون مکاں، مظہر سبحان

مُحَمَّد مُصطفیٰ، اَحمد مُجتبیٰ صلّی الله علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم

پدر بزرگوار آنحضرتؐ

انتخاب المورخین میں ہے کہ حضرت عبدالمطلب بن ہاشم اپنے دس فرزندوں میں حضرت عبدالله کو بہت چاہتے تھے۔ ان کی پیشانی سے نور محمدی چمکتا تھا۔ وہ بہت صاحب جمال اور شجاع تھے۔ لیکن اہل کتاب کو ان سے خصومت تھی جس شب کو حضرت عبدالله تولد ہوئے اہل کتاب کو انکی ولادت کا علم ہو گیا۔ اسلئے کہ کتب سماوی میں یہ پیشین گوئی تھی کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون آلودہ سفید صوف کے کرتہ کا خون تازہ ہو جائے گا تو سمجھنا کہ پیغمبر آخر الزماں کی ولادت قریب ہے۔ اس کرتے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا گیا تھا اور وہ اہل کتاب کے پاس موجود تھا جس کا خون حضرت عبدالله کی ولادت کے موقع پر تازہ ہو گیا اہل کتاب اس بناء پر حضرت عبدالله کے دشمن ہو گئے اور کئی دفعہ مکہ کے نواح میں انکے قتل کرنے کے ارادے سے آئے لیکن الله تعالیٰ نے حضرت عبدالله کو ان کے مکر سے بچا لیا ان حادثات کا قصہ طویل ہے۔ قصہ مختصر ایک روز صحرا میں حضرت عبدالله تھے۔ اہل کتاب کے چند علماء کی جماعت زہر آلود تلوار لے کر شام کی جانب سے بارادۂ قتل آئی تھی اس نے حضرت عبدالله کو صحرا میں دیکھ لیا۔ وہب بن عبدالمناف جو آمنہ کے باپ تھے دوسری جانب ایک گوشہ میں شکار کے لئے بیٹھے تھے جب انہوں نے اس جماعت کو بہ نیت ہلاکت آتا

ہوا دیکھا تو چاہا کہ ان سے مقابلہ کرکے حضرت عبداللہ کی مدد کریں لیکن اسی وقت سواروں کا ایک گروہ غیب سے نمودار ہوا اور جماعت کو بھگا دیا۔ وہب بن عبدالمناف نے جب اس کرامت کا مشاہدہ کیا تو ان کو یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اپنی لڑکی آمنہ کو حضرت عبداللہ کے حبالہ عقد میں دیں جب ان کے اس منشاء سے اہل خانہ نے اتفاق کیا تو اپنے رشتہ داروں کے توسط سے حضرت عبدالمطلب کے پاس پیام بھیجا۔ حضرت عبدالمطلب بھی چاہتے تھے کہ وہ حضرت عبداللہ کے لئے ایسی لڑکی تجویز کریں جو حسب ونسب اور عقل و عفت میں ممتاز ہو۔ کئی لڑکیوں کے پیام آپ کو ملے تھے لیکن جب یہ پیام ملا تو فرمایا اس سے بہتر کوئی پیام نہیں ہے اور اس رشتہ کو قبول کرلیا۔ جب مکہ واپس ہوئے تو حضرت عبداللہ کو لے کر وہب کے مکان کو آمنہ کے ساتھ عقد کرنے کے ارادے سے گئے۔ راستہ میں ایک عورت فاطمہ نامی ملی جو علم کہانت سے خوب واقف تھی اور کتب سماوی پڑھی ہوئی تھی۔ اس نے جب عبداللہ کی صورت دیکھی تو ان کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا ہوا پایا اس نے حضرت عبداللہ سے خود عقد کرنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ آپ کے لئے ایک سو اونٹ کا جو فدیہ مقرر کیا گیا ہے وہ میں دیدوں گی۔ حضرت عبداللہ نے اس سے وعدہ کیا مگر حیلہ کرکے گذر گئے اور وہب کے مکان میں ان کی لڑکی آمنہ سے ان کا عقد ہوگیا۔ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ ایام حج میں وسط ایام تشریق میں جمعہ کی شب کو نور محمدی آمنہ کی جانب منتقل ہوا۔ حضرت عبداللہ سے جب فاطمہ کی ملاقات ہوئی تو کہا کہ تو مجھ سے عقد کرنا چاہتی تھی میں تیار ہوں مگر فاطمہ نے دیکھا تو ان کی پیشانی میں جو نور تھا وہ نظر نہ آیا جس کی بناء پر اس نے انکار کردیا۔ کتب سیر میں ہے کہ حضرۃ آمنہ کے حاملہ ہونے سے قبل قریش قحط اور خشک سالی میں مبتلا تھے درخت خشک اور جانور لاغر ہوچکے تھے لیکن حضرۃ آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاملہ ہونے کے بعد آسمان سے بارش ہوئی درخت سرسبز و شاداب اور جانور موٹے تازے ہوگئے حضور کی برکت سے قریش کے مصائب راحت میں بدل گئے۔ حضور کا سن ولادت عام الفتح والابتہاج مشہور ہوگیا

ولادت باسعادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل نو ماہ تک شکم مادر میں رہے۔ حضرۃ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں لاعلم تھی کہ حاملہ ہوئی کیونکہ جس طرح دوسری عورتوں کو متلی ہوتی ہے مجھے نہیں ہوئی اور کوئی بار بھی محسوس نہیں ہوا۔

چھ ماہ کے بعد ابتدائے حمل سے خواب یا بیداری میں کوئی مجھے کہتا کہ تم سردار امت اور پیغمبر آخر الزماں کے حمل سے ہو اور مجھے یقین ہوتا کہ میں حاملہ ہوں جب ولادت کا زمانہ قریب آیا تو اسی شخص نے خواب میں آکر کہا اُعیذ باللہ الصمد الواحد من شر کل حاسد اور کہا کہ جب یہ پیدا ہوں تو محمد نام رکھنا۔ اکثر اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرۃ آمنہ کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی دوسری اولاد نہیں ہوئی اور حضرت عبداللہ کا بجز آنحضرت کے کوئی اور فرزند نہ تھا۔

حضرت عبداللہ کی وفات مدینہ منورہ میں اس وقت واقع ہونا بیان کیا جاتا ہے جب کہ آنحضرتؐ شکم مادر میں تھے لیکن ابن جوزی کا کہنا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ان کی وفات آپ کے تولد کے بعد ہوئی جبکہ آپ کی عمر آٹھ ماہ بیس دن کی تھی۔ حضرت عبداللہ کی ایک کنیز ام ایمن بھی پانچ اونٹ تھے اور بکریوں کا گلہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث میں آیا جملہ اہل سیر متفق ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے سال ہوئی واقعہ کے پچپن یا چالیس روز کے بعد حق سبحانہ ببرکت تشریف آوری آنحضرت اصحاب فیل کو کعبہ سے دفع کر دیا۔ جملہ علماء نے اس کو نبوت کی علامت میں داخل کیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اصحاب فیل کا قصہ اور آنحضرتؐ کا تولد دونوں ایک ہی روز واقع ہوئے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے تیس سال یا بعض قول کے بموجب چالیس سال بعد آنحضرتؐ وجود میں آئے لیکن یہ دونوں روایات ضعیف ہیں پہلا قول صحیح ہے اللہ اعلم ورسولہ

لیکن مشہور ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت ماہ ربیع الاول میں ہوئی بعض نے ماہ رمضان المبارک میں بیان کی ہے لیکن جمہور کے نزدیک پہلا قول صحیح ہے۔ تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے بعض کہتے ہیں کہ اس ماہ کے آٹھ شبانہ روز گذر چکے تھے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت سے دس ربیع الاول بعض کہتے ہیں کہ پہلی شب تھی اور دوشنبہ کا دن تھا۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا۔ آنحضرت نے فرمایا اسی روز میں پیدا ہوا ہوں اور وحی کی ابتدا بھی دوشنبہ کے دن ہوئی اور آنحضرت کی ولادت کا وقت طلوع صبح صادق کے بعد تھا۔ نوشیروان کسریٰ کی حکومت کے چالیس سال گذر چکے تھے کہ آپ تولد ہوئے صاحب جامع الاصول

کہتے ہیں کہ سکندر رومی کی وفات کے آٹھ سو بیاسی سال گذر چکے تھے ابن جوزی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آنحضرت علیہ السلام کے زمانہ ولادت تک چھ سو سال ہو چکے تھے آپ کی ولادت مکہ معظمہ کے ایک مکان میں جو سرائے محمد بن یوسف سے موسومہ کوچہ میں تھا واقع ہوئی۔ عثمان بن ابی العاص اپنی ماں فاطمہ بنت عبدالوہاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھی جب حضرت آمنہ کو آثار وضع حمل ظاہر ہوئے میں نے آسمان کی جانب دیکھا کہ ستارے زمین کی جانب اتنے جھک رہے ہیں کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ زمین پر گر پڑیں گے۔

جب آمنہ کو وضع حمل ہوا تو ان سے ایسا نور نکلا کہ ان کا مکان اور سرائے سب اس نور سے منور ہو گئے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ وضع حمل کے بعد نومولود نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کی جانب کر دیا دو زانو ہو کر انگلیاں اٹھا دیں اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا جیسے کہ تسبیح کر رہے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنا انگوٹھا چوس رہے تھے اور اس سے دودھ جاری تھا اس کے بعد مٹھی زمین سے اٹھائی اور کعبہ کی جانب متوجہ ہوئے اور سجدہ فرمایا۔

اہل سیر متفق البیان ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ تھے۔

عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں اس شب میں کعبہ میں تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نے مقام ابراہیم کی طرف جھک کر سجدہ کیا بعد ازاں اپنی ہیئت اصلی پر آ گیا نیز میں نے ایک عجیب تکبیر کی آواز سنی اور خانہ کعبہ سے لگے ہوئے سارے بت گر کر پارہ پارہ ہو گئے اور بڑا بت جسکو ھبل کہتے ہیں پیچھے گر پڑا اور یہ آواز سنی کہ آمنہ کو لڑکا تولد ہوا ہے میں اٹھا اور آمنہ کے گھر کا رخ کیا جب وہاں پہونچا تو دیکھا کہ تمام گھر انوار سے گھرا ہوا ہے بہر حال اندر داخل ہوا۔ اور جب نومولود کو دیکھنا چاہا تو چہرہ اس قدر تاباں و درخشاں اور بارعب تھا کہ اس پر نظر ٹکتی نہ تھی بدن میں لرزہ پڑ گیا اور بات کرنے پر قادر نہ تھا تلوار ہاتھ سے گر گئی میں باہر آ گیا تاکہ قریش کو اطلاع دوں ہر چند چاہا کہ ان سے صورت حال بیان کروں مگر بیان نہ کر سکا تین روز کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو پھر جا کر نومولود کو دیکھا بہت خوش ہوا اور خانہ کعبہ کو لیجا کر خدائے تعالیٰ کے سپرد کیا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ روایت ہے کہ ابو لہب کو اسکی کنیز ثویبہ نے جب آنحضرتؐ کی ولادت کی اطلاع دی تو اس نے انگلی کے اشارے سے اس کو آزاد کر دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ابو لہب کو اسکی وفات کے بعد خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کیا حال ہے کہا سخت عذاب

میں ہوں لیکن ہر دوشنبہ کو اس انگلی میں جس سے ثویبہ کو آزادی کا اشارہ کیا تھا تری پیدا ہوتی ہے جسے چوس لیتا ہوں تو قدرے سکون ملتا ہے۔

کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی شب ولادت میں ایوان کسریٰ میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے آتش کدہ فارس جس کی آگ جو ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی۔

زمانہ رضاعت

کہتے ہیں کہ پہلی عورت جس نے آنحضرتؐ کو دودھ پلایا ثویبہ کنیز ابولہب تھی بعض کہتے ہیں کہ سرور عالمؐ نے سات روز اپنی والدہ کا دودھ پیا اس کے بعد چند روز تک ثویبہ نے دودھ پلایا اس کے بعد حلیمہ سعدیہ دودھ پلانے مقرر ہوئیں۔ حضرت ابن عباس حلیمہ سعدیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حلیمہ نے کہا اہل قبیلہ آنحضرت کی ولادت سے قبل نہایت سختی و مشقت اور قحط میں مبتلا تھے۔ تلاش معیشت میں میری قوم نے مکہ کا رخ کیا میں بھی ان کے ہمراہ تھی۔ قبائل اشراف اور قریش کے مالداروں کے بچے رضاعت کے لئے مختلف عورتوں کے سپرد ہو چکے تھے۔ مجھے کوئی بچہ نہیں ملا جس سے میں بہت غمگین ہوئی۔ ناگاہ میں نے ایک باعزت شخص کو دیکھا۔ پوچھا کہ یہ کون ہیں تو بتایا گیا کہ یہ عبدالمطلب ہیں اور وہ باآواز بلند دریافت کر رہے تھے کہ کوئی ایسی دودھ پلانے والی عورت رہ گئی ہے جسکو کوئی بچہ نہ ملا ہو میں ان کے پاس گئی اور کہا کہ آپ جسکی تلاش کر رہے ہیں وہ میں ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا کہ میرے پاس ایک یتیم لڑکا ہے جس کا نام محمدؐ ہے بنی سعد کی کسی عورت نے اس کو قبول نہیں کیا اگر تم اسے قبول کر لو تو ممکن ہے کہ ان کے واسطے سے تم غنی ہو جاؤ بہر حال مشورہ کے بعد میں نے کہا کہ لڑکے کو میرے حوالے کر دیجئے اس کے بعد میں ان کے پیچھے پیچھے آمنہ کے گھر کو گئی عبدالمطلب نے میرے حالات بیان کئے آمنہ گھر میں لے گئیں جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اور ان سے مشک کی مانند بو آ رہی تھی آنحضرتؐ آرام فرما رہے تھے منہ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا جب میں نے کپڑا اٹھا کر روئے مبارک کو دیکھا تو آپ کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی۔ میں نے آپ کو بیدار کر کے اپنی آغوش میں لیا اور آپ کے منہ میں اپنی سیدھی چھاتی دی۔ جب میں نے بائیں چھاتی دینی چاہی تو آپ نے منہ میں نہیں لیا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حق تعالی نے ابتدا ہی میں آپ کو عدل و انصاف کا الہام بخشا تھا کہ آپ نے بائیں چھاتی

اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دی اس کے بعد بھی آپ ایک ہی چھاتی کا دودھ پیا کرتے تھے حلیمہ کہتی ہیں کہ میں دودھ پلانے سے فارغ ہونے کے بعد بہ عجلت آپ کو اپنی فرودگاہ کو لے گئی تاکہ میرے شوہر کو بتاؤں۔ آمنہ نے کہا اے حلیمہ مکہ سے باہر مجھ سے بغیر ملے ہرگز نہ جانا۔ میں اپنے فرزند کے بارے میں کچھ باتیں اور وصیتیں کروں گی۔ جب حلیمہ نے آپ کو اپنے شوہر کو بتایا تو آپ کو حلیمہ کے شوہر نے دیکھ کر کہا میں نے اس سے زیادہ حسین و جمیل بچے کو نہیں دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات روز مکہ میں حلیمہ کے نزدیک رہے۔ حلیمہ روزآنہ آنحضرتؐ کو آمنہ کے پاس لے جاتی تھیں۔ آخری دن حضرت آمنہ نے حلیمہ کو وصیت کی وہ آنحضرتؐ کو بکمال حفاظت رکھے اور بالآخر حلیمہ متوجہ قبیلۂ بنی سعدیہ ہوئیں۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے میرے مویشیوں، بکریوں اور مال و متاع میں زیادتی کی جب آنحضرتؐ کے بات کرنے کا سن ہوا تو آپ عجیب کلام فرماتے تھے۔ مثلاً اللہ اکبر اللہ الحمد للہ رب العالمین۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حلیمہ نے کہا پہلی بات جو آنحضرتؐ نے کہی وہ یہ تھی لا الٰہ الا اللہ قدوساً قدوساً نامت العیون والرحمٰن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔

آپ کپڑوں میں بول و براز نہ کرتے جیسا کہ دوسرے بچوں کی عادت ہوتی ہے بول و براز ایک معین وقت پر کرتے اگر ستر کھل جاتا تو روتے چیختے تاوقتیکہ کپڑے پہنا نہ دئیے جاتے۔ جب آپ چلنے پھرنے لگے تو دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود نہ کرتے بلکہ ان کو یہ کہہ کر منع کرتے کہ خدائے تعالیٰ نے ہم کو اس لئے پیدا نہیں کیا ہے۔ حلیمہ یہ بھی کہتی ہیں کہ آپ کا نشو نما دنوں میں اس طرح ہوتا جو دوسرے بچوں کی مہینوں میں ہوتی ہے۔ اور مہینوں میں اس طرح نشو نما ہوتی کہ دوسرے بچوں کی سالوں میں ہوتی ہے جب آپ دو سال کے ہوئے تو رونا چھوڑ دیا کوئی بدخلقی آپ سے ظاہر نہ ہوتی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہ پکڑتے اور جب کوئی چیز تناول کرتے پہلے بسم اللہ فرماتے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ ایک روز آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دن میں نہیں دیکھتا ہوں میں نے کہا کہ وہ روز بکریاں چرانے کیلئے صبح چلے جاتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی انکے ساتھ اس کام کے لئے جاؤں جب دوسرے دن صبح ہوئی تو میں نے آپ کے بالوں میں

کنگھی کی۔ آنکھوں میں سرمہ لگایا نئے کپڑے پہنائے اور اپنے لڑکوں کے ساتھ کر دیا۔ آنحضرتؐ ہاتھ میں لکڑی لئے ہوئے خوش خوش اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور بکریاں چرانے میں مشغول ہو گئے جب آدھا دن ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرا لڑکا حمزہ گھر کو دوڑتے ہوئے آ رہا ہے اور گریہ وزاری کر رہا ہے مجھ سے کہنے لگا کہ ہم سب کھڑے ہوئے تھے یکایک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف ایک آدمی آیا اور ان کو پہاڑی کی طرف لے گیا اور انکے پیٹ کو چاک کیا اس کے بعد کا حال مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ اب تک زندہ ہوں گے اس اطلاع پر حلیمہ کہتی ہیں کہ میں اور میرے شوہر دونوں پہاڑ کی طرف دوڑے۔ دیکھا کہ آپ پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں جب ہم کو دیکھا تو تبسم فرمانے لگے میں نے آپ کی پیشانی اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ آپ پر کیا گذری۔ فرمایا میں اپنے بھائیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ تین اشخاص ظاہر ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو اشخاص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے کہتے ہیں کہ وہ جبرئیل اور میکائیل تھے یہ دونوں پہاڑ پر لے گئے مجھے تسلی دی اور میرا پیٹ ناف تک چاک کر دیا لیکن مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس کے بعد میرے پیٹ میں ہاتھ ڈالکر آنتوں کو باہر نکالا اور برف کے پانی سے دھو کر میرے پیٹ میں رکھدیا اسکے بعد دوسرا اٹھا اور پہلے شخص سے کہا تم ہٹ جاؤ تمہارے ذمہ جو کام کیا گیا تھا وہ تم نے کر دیا اس کے بعد اس نے اندر ہاتھ ڈال کر نکالا اور اس کو کھولکر سیاہ دھبہ کو جو خون سے ملوث تھا باہر نکالکر پھینک دیا اور کہا ھذا حظ الشیطان منك یا حبیب اللہ اس کے بعد اس نے کوئی چیز میرے دل میں رکھی اور پھر میرے دل کو اسکی جگہ رکھدیا اور اس پر نور کی مہر ثبت کر دی جس کی خوشبو کو میں اب بھی اپنی رگوں اور جوڑوں میں پا رہا ہوں پھر مجھے چھوڑ کر دونوں اڑ گئے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ حال سننے کے بعد میں آپ کو اپنے گھر لائی۔ میرے شوہر نے کہا کہ کسی کاہن کے پاس لیجا کر حال دریافت کریں آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے بحمداللہ خود کو صحیح وسالم پا رہا ہوں لیکن لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے کاہن کے پاس لیجانا چاہیئے الغرض میں آپ کو کاہن کے پاس لے گئی اور اسکو تمام قصہ سنایا کاہن نے کہا کہ اس لڑکے کو خود اپنا حال بیان کرنے دو کہ وہ بصیر بھی ہے اور اپنی حالت کا عالم بھی ہے اور پھر آپ سے مخاطب ہو کر کہا تکلم یا غلام آنحضرتؐ نے صورت حال بیان فرمائی کاہن نے

نے پورا قصہ سننے کے بعد آپ کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور بآواز بلند کہا کہ اے قوم عرب اس لڑکے کو قتل کر ڈالو اور مجھے بھی اس میں شریک رکھو کہ یہ لڑکا جب سن بلوغ کو پہونچے گا تو تمہارے عقلمندوں کو بھی نادان تصور کرے گا اور تمہارے دین کو باطل ٹھیرائے گا اور پیغمبری کا دعویٰ کریگا تم سب کو خدا کی طرف بلائے گا۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ سننے کے بعد میں نے آپ کو اس کاہن سے لے لیا اور کہا کہ تو دیوانہ ہے۔ تو کیا کہہ رہا ہے خود نہیں جانتا اگر تیری عداوت مجھے معلوم ہوتی تو میں لڑکے کو تیرے پاس نہ لاتی بہرحال میں آپ کو اپنے گھر لائی اس واقعہ کے بعد میرے شوہر اور قرابت داروں نے کہا کہ عبدالمطلب کے پاس پہونچا دینا مناسب ہے قبل اسکے کہ کوئی گزند پہونچے۔ چنانچہ اس مشورہ کی بناء پر میں آپ کو لیکر مکہ روانہ ہوئی جب مکہ پہونچی تو اس دروازے کے پاس جس سے بڑا دروازہ مکہ میں نہیں ہے آپ کو بٹھا کر قضائے حاجت کے لئے گئی اور جب آئی تو اس مقام پر جہاں میں آپ کو بٹھا کر گئی تھی چند لوگوں کو دیکھا لیکن آپ موجود نہ تھے میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ لڑکا کہاں ہے کہنے لگے کون لڑکا میں نے کہا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب جس کی وجہ سے میری تنگ دستی فراغ دستی میں تبدیل ہو گئی اور میں حضیض فقر سے اوج غنا پر پہونچ گئی میں اس کو یہاں لائی تھی کہ ان کے دادا کے حوالے کر کے اس امانت سے سبکدوش ہو جاؤں اگر وہ نہ ملے تو خدائے ابراہیم کی قسم ہے میں پہاڑ پر سے گر کر اپنی جان دیدوں گی۔ بہرحال میں نے آپکی تلاش شروع کی لیکن آپ نہیں ملے اور میں نا امید ہو گئی بالآخر میں عبدالمطلب کو اطلاع دینے گئی اور تمام قصہ سنایا۔ عبدالمطلب مجھے بٹھا کر باہر گئے کوہ صفا پر چڑھے اور اپنے لوگوں کو تلاش کرنے کے لئے طلب کیا اور سب سوار ہو کر جستجو میں نکلے لیکن آپ کا پتہ نہ چلا۔ پھر عبدالمطلب اپنے لوگوں کو چھوڑ کر مسجد حرام میں گئے سات دفعہ کعبہ کا طواف کیا اور وہاں بشارت ملی کہ لڑکا وادی تہامہ میں ایک موز کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔ عبدالمطلب اس وادی میں گئے اور آنحضرتؐ کو دیکھا کہ ایک موز کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے اسکا پتہ توڑ رہے ہیں۔ عبدالمطلب اپنی زین کے سامنے آپ کو بٹھا کر مکہ لے آئے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب اپنے پوتے کی بازیابی کی مسرت میں بہت سونا اور بیشمار اونٹ صدقہ میں دیئے اور حلیمہ کے ساتھ بھی احسان کیا اور بجانب بنی سعد رخصت کیا۔

بلحاظ روایت آنحضرتؐ کی مدت رضاعت دو سال قبیلہ بنی سعد میں ختم ہوئی اسکے بعد حلیمہ مکہ کو آپ کی ماں کے پاس لائیں اور کہا کہ مجھ کو مکہ کی وبا سے اندیشہ ہے اگر آپ میرے پاس کچھ مدت کے لئے چھوڑیں تو مناسب ہے آمنہ راضی ہوئیں اور حلیمہ دوبارہ آپ کو اپنے گھر واپس لائیں جہاں آپ دو یا تین سال رہے اور شق صدر اسی عرصہ میں ہوا۔ لیکن شق صدر کے بارے میں مختلف روایات آئی ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ اس وقت ہوا جبکہ آپ کی عمر ۶ سال تھی بعض نے دس سال کی عمر میں ہونا بیان کیا ہے اور بعض شب معراج میں ہونا بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم ورسولہ

کہتے ہیں کہ جب آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ کو حلیمہ آپ کی والدہ کے پاس لے آئیں اور ام ایمن کو جو حضرت عبداللہ کی کنیز تھیں آپ کی نگہداشت کے لئے مقرر کیا گیا۔ ام ایمن کہتی ہیں کہ میں نے کبھی آپ کو بھوک یا پیاس کی شکایت کرتے ہوئے نہ پایا۔ جب دن چڑھتا تو آپ زمزم نوش کر لیتے اور شام تک کوئی چیز طلب نہ فرماتے اکثر ایسا ہوتا کہ میں چاشت کا کھانا پیش کرتی تو فرماتے مجھے رغبت نہیں ہے۔

والدہ ماجدہ کی وفات

کہتے ہیں کہ جب آپ کی عمر چھ سال کی تھی آپ کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ گئیں تاکہ ام ایمن کے باپ کا حال دیکھیں جو بنی عدی النجار سے تھے وہاں ایک مکان میں جسکو دارالمبالغہ کہا کرتے تھے آپ نے ایک ماہ قیام کیا اس کے بعد مکہ لوٹیں اثنائے راہ میں جب منزل ابوا میں پہنچے تو وہاں آمنہ کا انتقال ہو گیا اور وہیں دفن کیا گیا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ کی قبر مکہ میں ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس امر کا احتمال ہے کہ ابواہ میں دفن کرنے کے بعد پھر انکو مکہ کو منتقل کیا گیا۔ واللہ اعلم ورسولہ

حضرت عبدالمطلب کی کفالت

آنحضرتؐ کو ام ایمن مکہ لائیں جب آپکو عبدالمطلب کے پاس لے گئیں تو آپ کو انہوں نے گود میں اٹھا لیا اور آمنہ کی وفات کی اطلاع پا کر آپ پر رقت طاری ہو گئی آپ کی شفقت آنحضرتؐ پر اور بڑھ گئی کہتے ہیں کہ عبدالمطلب کیلئے حجرہ میں ایک خاص مسند تھی جس پر بجز انکے کوئی اور نہ بیٹھتا تھا اور اشراف واعیان مکہ ارد گرد بیٹھا کرتے تھے ایک روز آنحضرتؐ

جس کی اس وقت سات سال عمر تھی اس مسند پر جا بیٹھے ایک شخص نے منع کیا تو آپ بہت ملول ہوئے آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ عبدالمطلب کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو اس کو اس نفیس مسند پر بیٹھنے دو کہ یہ اس مرتبہ تک پہنچنے والا ہے جس تک کوئی نہیں پہونچا۔

کہتے ہیں کہ بنی مدلج کی ایک جماعت نے جو علم قیافہ میں مہارت رکھتی تھی عبدالمطلب سے کہا کہ یا ابو الحارث اس لڑکے کی اچھی طرح حفاظت و پرداخت کرو کہ ہم نے بجز ان کے کسی قدم کو حضرت ابراہیم کے نشان قدم سے جو مقام ابراہیم میں ہے اتنا مشابہ نہیں پایا عبدالمطلب نے ابوطالب سے فرمایا سنو یہ جماعت کیا کہہ رہی ہے پس ابوطالب نے اس روز سے آنحضرتؐ کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔ آنحضرتؐ کی عمر آٹھ سال کی تھی جب کہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا انہوں نے اپنی وفات کے قبل ابوطالب کو وصیت کی کہ وہ آنحضرت کی ممکنہ حفاظت کریں۔

حضرت عبدالمطلب کی عمر بوقت وفات ایک سو بیس سال تھی اور ایک قول کے لحاظ سے بیاسی سال تھی کہتے ہیں کہ عبدالمطلب اور نوشیروان عادل کے بیٹے ہرمز اور حاتم طائی کی وفات ایک ہی سال میں واقع ہوئی آنحضرت اپنے دادا کے جنازے کے پیچھے روتے ہوئے چل رہے تھے۔

حضرت ابوطالب کی کفالت

حضرت ابوطالب اور آنحضرتؐ میں بہت محبت تھی۔ ابوطالب اپنے فرزندوں پر آپ کو ترجیح دیتے تھے آپ کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔ ساتھ لے کر سویا کرتے تھے ہمیشہ اپنے ساتھ لیکر بیٹھا کرتے تھے اور گھر سے باہر نکلتے تو ہمراہ رکھتے۔ جب آنحضرتؐ تیرہ سال کی عمر میں داخل ہوئے یعنی بارہ سال دس ماہ کے تھے کہ ابوطالب نے بغرض تجارت شام کا قصد کیا لیکن آنحضرتؐ کو ساتھ لیجانے کا ارادہ نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آپ مجھے کس طرح چھوڑ رہے ہیں نہ میرے باپ ہیں نہ ماں ہیں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ ابوطالب نے بالآخر آپ کو ساتھ لے لیا۔ اور بمقام کفرہ پہونچے جہاں سے بصرہ چھ میل ہے وہاں علمائے نصاریٰ میں بحیرہ راہب زہد و ورع میں مشہور تھا اس نے پیغمبر آخر الزماں کے اوصاف کتب آسمانی میں پڑھے تھے اور یہ بھی پڑھا تھا کہ فلاں زمانے میں فلاں درخت کے نیچے پیغمبر آخر الزماں ٹھیریں گے۔ جب کبھی قریش کا قافلہ

ادھر سے گذرتا تو وہ کلیسا کے چھت پر چڑھ کر اس کو دیکھتا کہ ممکن ہے اس قافلہ میں وہ پیغمبر ہوں گے جس کی کتب آسمانی میں بشارت دی گئی ہے اس دفعہ جب وہ اس گرجا کے چھت پر سے دیکھا تو اس کی نظر اس کاروان پر پڑی جس میں سرور عالم شامل تھے اس نے دیکھا کہ آپ پر ابر سایہ کیا ہوا ہے ۔ جب چھت کے عقبی حصہ پر آیا تو سنا کہ پتھر اور صحرا کے درخت باآواز بلند کہہ رہے ہیں السلام علیك یا رسول اللہ الغرض جب قافلہ اس صومعہ کے نیچے سے گذرا تو ایک درخت کے نیچے اہل قافلہ ٹھہر گئے ۔ راہب نے اپنے مریدوں اور خاص اشخاص سے کہا کہ اس قافلہ کے لئے کھانا تیار کریں اور ایک شخص کو دعوت دینے کے لئے بھیجا ۔ اہل قافلہ نے اس کی دعوت قبول کی ۔ جب بحیرآ صومعہ کے چھت سے اترا تو دیکھا کہ ہنوز ابر سایہ کیا ہوا ہے اس نے پوچھا اے اہل قریش کیا آپ سب لوگ آ گئے ہیں یا کوئی باقی رہ گیا ہے انہوں نے کہا کہ ایک خورد سال لڑکا رہ گیا ہے راہب نے کہا میری آرزو ہے کہ قافلہ کا کوئی شخص اس دعوت سے محروم نہ رہے ۔ بالآخر آنحضرتؐ کو لایا گیا ۔ بحیرآ خلاف عادت صومعہ سے باہر آیا اور قافلہ میں سے گذرتا ہوا جہاں ابو طالب اور آنحضرتؐ ٹھیرے ہوئے تھے اس مقام پر پہونچا اور پھر آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر کہا ھذا سید العالمین ھذا رسولُ اللہ بعثہُ اللہ رحمۃ للعالمین اس کے بعد کہا کہ خدا کی قسم ان کے دونوں شانوں کے درمیان نور فلاں شکل کا ایک نقش ہے آنحضرتؐ نے اس کی استدعا پر دوش مبارک سے چادر اتاری بحیرآ نے خاتم نبوت دیکھی تو اشھدُ انك رسول اللہ حقا کہہ کر اس کو بوسہ دیا ۔

کہتے ہیں کہ اس خبر کو سن کر یہود کے سات افراد نے آنحضرتؐ کے قتل کا قصد کیا ۔ انمیں تین نفر کامل تھے ۔ بحیرآ نے کہا کہ مجھے پہلے یہ تو بتاؤ کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ کرنا چاہتا ہے اس امر کے واقع سے کون روک سکتا ہے ان لوگوں نے کہا کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اسکے ارادہ اور مشیت میں تبدیلی نہیں کر سکتا بحیرآ نے کہا پھر اپنے ارادے سے باز رہو اور بے فائدہ کوشش نہ کرو ۔ بحیرآ کے اس کلام سے اس جماعت نے اپنا ارادہ بدل دیا ۔ اس کے بعد بحیرآ نے ابو طالب سے کہا کہ یہ لڑکا پیغمبر آخر الزماں ہونے والا ہے اگر آپ ان کو محبوب رکھتے ہیں تو ان کو شام نہ لے جائیں کہ یہود ان کے دشمن ہیں ابو طالب نے بصرۃ میں اپنا سامان فروخت کر دیا اور مکہ واپس ہو گئے ۔ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ کی بیس سال کی عمر ہوئی تو ایک روز آپ نے

ابوطالب سے کہا کہ چچا جان چند شب پہلے تین اشخاص میرے نزدیک آئے مجھے خوب دیکھا اور کہا کہ یہ وہی ہے لیکن ابھی وقت نہیں آیا ہے ان تینوں میں سے ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور میرے پیٹ میں ہاتھ ڈالا جس سے مجھے آرام ملا۔ ابوطالب یہ سن کر مکہ کے ایک کاہن کے پاس لے گئے جو طبابت بھی کرتا تھا اور صورت حال بیان کی۔ اس کاہن نے بنظر احتیاط آنحضرتؐ کے تمام اعضاء دیکھے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان جو ابھرا ہوا حصہ تھا اسکو بھی دیکھا اور کہا اے ابوطالب اس لڑکے کو کوئی بیماری نہیں ہے مجھے تو اس میں علامت خیر نظر آرہے ہیں اور اس نے جو باتیں کہی ہیں اس کا تعلق شیطانی وسوسہ سے نہیں ہے بلکہ فرشتوں نے اس کے دل کو نبوت کے لئے ٹٹولا ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ

شام کا سفر تجارت

جب آنحضرتؐ کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو ابوطالب نے آپ سے کہا کہ مجھ پر فقر و فاقہ کا غلبہ ہے ہاتھ میں کوئی پونجی نہیں رہی۔ قریش تجارت کی غرض سے شام کو جا رہے ہیں خدیجہ بنت خویلد جو قریش کی مالدار عورت ہے مضاربت پر لوگوں کو مال دیتی ہے اگر تم اس سے ملکر خواہش ظاہر کرو تو وہ تم کو بھی کچھ مال تجارت کے لئے دے گی اس سے مالی فائدہ ہوگا۔ آنحضرتؐ یہ بات خدیجہ سے کہنے کے قبل ہی خدیجہ کو اس بات کی اطلاع ہوگئی اور انہوں نے آنحضرتؐ کے پاس ایک شخص کو روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ میں بطور قرض مال دوں گی شام لے جاؤ اور فروخت کرو۔ خدیجہ کو آنحضرتؐ پر کامل اعتماد تھا۔ قریش میں آپ کی صداقت اور امانت مشہور تھی اور قریش آپ کو منصب نبوت پر فائز ہونے کے قبل سے امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ الغرض آنحضرتؐ نے اس پیشکش کو قبول فرمایا اور خدیجہ کے غلام میسرہ کے ہمراہ بجانب شام روانہ ہوئے۔ جب بصرہ پہنچے تو بحیرا نے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے قافلہ کی دعوت کی اور آنحضرتؐ کی نبوت کا اعلان کیا الغرض آنحضرتؐ نے مال تجارت بصرہ میں فروخت کرکے دوسروں کے برابر نفع حاصل کیا اور پھر مکہ واپس ہوئے۔

حضرتہ خدیجہ سے مناکحت

میسرہ نے جو خوارق و کرامات اثنائے سفر میں آپ سے ظاہر ہوئے تھے خدیجہ سے بیان کئے جس سے خدیجہ کا دل آنحضرتؐ کی طرف مائل ہوگیا۔ چنانچہ ایک شخص کو خفیہ طور پر آنحضرتؐ

کے پاس بھیجا کہ آپ کو یہ رشتہ تجویز کرے۔ قصہ مختصر آنحضرتؐ نے یہ رشتہ قبول کیا۔ اور پیام بھیجا۔ خدیجہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھے عذر نہیں ہے آپ آپ اپنے اعمام وغیرہم کے ہمراہ فلاں تاریخ اور وقت پہ آجائیں مقررہ وقت پر آنحضرتؐ اپنے اعمام اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خدیجہ کے مکان پر پہونچے اور ان سے آپ کا عقد ہوگیا۔ ابوطالب نے خطبہ پڑھا اور بیس اونٹ بطور مہر معجل مقرر ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے خطبہ پڑھا اور چار سو طلائی مثقال مہر مقرر ہوا۔ قریش کے اکابر گواہ ہوئے۔ خدیجہ کی کنیزوں نے دف بجائے ابوطالب اس عقد سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ الحمد للہ الذی اذھب عنا الکرب ودفع عنا الھموم ایک روایت میں آپ کا مہر پانچ سو درہم بیان کیا گیا ہے ان تینوں روایتوں میں مہر کی جو مقدار بیان کی گئی ہے وہ بیس اونٹوں کی قیمت ہے اسلئے اختلاف نظر آتا ہے واللہ اعلم ورسولہ

تعمیر کعبہ و تنصیب سنگ اسود

آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال کی تھی جبکہ قریش نے کعبہ کی عمارت خستہ ہونے کی بنا پر تعمیر شروع کی۔ خانہ کعبہ کی دیواروں کے پتھر برہم ہوگئے تھے دیواروں کی بلندی بقدر قامت رہ گئی تھی چھت نہ تھا۔ قریش نے دیواریں بلند کیں چھت تعمیر کیا۔ جب سنگ اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو عرب کے قبائل میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ وہ اس کو نصب کرے اور نوبت جدال و قتال کی پہنچ گئی۔ ابوامیہ نے یہ تجویز رکھی کہ جو شخص پہلے مسجد حرام میں داخل ہوگا اس کو اس بارے میں حکم مقرر کیا جائے اور وہ جو تصفیہ کرے سب اس پر رضامند ہوں۔ اس تجویز پر سب نے اتفاق کیا۔ ناگاہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے سب پکار اٹھے جاء الامین اور کہا کہ یہ جو فیصلہ کریں گے ہم اس پر راضی ہونگے آنحضرتؐ نے حجر اسود کو اپنی چادر میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک شخص چادر پکڑ کر اٹھائے اور پھر آپ نے اس چادر سے حجر اسود کو نکال کر اس کے مقام پر لگا دیا القصہ جب کعبہ کی دیوار بیس گز بلند ہوئی اور چھت کی نوبت آئی تو اسکو چھ ستون پر تعمیر کیا گیا حجر اسود کو باہر چھوڑ دیا گیا۔

کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا اس کے بعد حضرت آدم کی اولاد نے اس کی تعمیر کی یعنے حضرت شیث علیہ السلام نے اس بارے میں پیش قدمی کی

پھر یہ عمارت طوفان نوحؑ علیہ السلام میں غرق ہوگئی اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عمارت بنائی بعد میں عمالقہ نے اور پھر قریش نے تعمیر کی اپنے زمانہ امارت میں عبداللہ بن زبیر نے اس کو ٹھیک کیا اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو حکم دیا کہ خانۂ کعبہ کو ڈھاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس طرح تھا اس کے مطابق بنائے اور اب جو عمارت ہے وہ باختلاف اقوال حجاج یا مروان کی بنا کردہ ہے۔

منصب رسالت

جب آنحضرت کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو حق تعالےٰ نے تمام مخلوق کے لئے آپ کو رسول بناکر بھیجا۔ بعثت کے قبل ہی آثار و علامات رسالت آشکار ہونے لگے تھے مثلاً آپ کے خواب اور حجر و شجر کا سلام۔ حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعثت کے چند روز قبل سے جب میں کسی درخت یا پتھر کے پاس سے گذرتا تو اس سے السلام علیك یا رسول اللہ کی آواز آتی اور کبھی نزول وحی سے پیشتر ایک شخص کو مجھے ندا کرتے ہوئے سنتا تھا ہر چند کہ میرے سیدھے اور بائیں جانب کوئی نظر نہ آتا تھا اور مجھ پر خوف طاری ہوجاتا میں آکر خدیجہ سے صورت حال بیان کرتا اور کہتا کہ کہیں کوئی آفت نہ آئے خدیجہ کہتیں معاذ اللہ کہ خدائے تعالیٰ آپکے ساتھ ایسا کرے خاطر جمع رہیں آپ کو بجز بھلائی کے اور کچھ نہ پہونچے گا۔ پہلی بات جس سے وحی ظاہر کی ابتداء ہوئی وہ آپ کے سچے خواب تھے اس کے بعد خلوت گزینی اور لوگوں سے انقطاع اور تنہائی مرغوب ہونے لگی اور بالآخر غار حرا کو آپ نے اختیار کیا جہاں آپ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے اور اسی غار میں ناگاہ وحی نازل ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں غار حرا میں اور ایک روایت کے لحاظ سے پہاڑ پر کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا اور کہا کہ اے محمدؐ خوشخبری ہو۔ میں جبرئیل ہوں حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور آپ اس امت کے رسول ہیں اور پھر کہا کہ پڑھیئے میں نے کہا ما انا بقاری اس نے مجھے اپنے سینے سے دبایا اور چھوڑ دیا پھر مجھ سے پڑھنے کے لئے کہا میں نے پھر کہا ما انا بقاری تیسری بار اس نے مجھے پکڑ کر پھر دابا اور کہا اقراء باسم ربك الذی خلق یخلق الانسان من علق اقراء وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم میں ساتھ ساتھ پڑھتا گیا جبرئیل کے

غائب ہونے کے بعد میں لرزاں و ترساں گھر آیا اور زمّلونی زمّلونی یعنی مجھ پر کمبل اُڑھاؤ مجھ پر کمبل اُڑھاؤ کہنے لگا چنانچہ مجھ پر کمبل اُڑھا دی گئی جب لرزہ ختم ہوا تو میں نے خدیجہ سے کہا لقد خشیتُ علٰے نفسی خدیجہ نے کہا لا تخف فانّ ربّک لا یفعل بك الا خیرًا لانّكَ حُسن الوجه وحُسن الخلق وحُسن الصّوت وحُسن القول وحُسن الفعل وحُسن الشّیمت پھر خدیجہ نے کہا اگر آپ چاہیں تو ورقہ بن نوفل سے اپنا حال بیان کیجئے اور دیکھئے وہ کیا کہتا ہے کیونکہ وہ علم انجیل سے خوب واقف ہے الغرض جب ورقہ بن نوفل سے یہ صورت حال بیان کی گئی تو اس نے کہا میں سچ گواہی دیتا ہوں کہ آپ پیغمبر ہیں۔ حضرت عیسٰیؑ نے بشارت دی تھی کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ ایک رسول بھیجے گا جس کا نام احمد ہوگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی احمد ہیں اور رسول خدا ہیں اور جس طرح جو حضرت موسٰیؑ پر وحی اتری آپ پر بھی نازل ہوئی بہت جلد آپ جہاد اور قتال کیلئے مامور ہوں گے اگر میں زندہ رہوں تو آپ کا ساتھ دوں گا۔ لیکن ورقہ زمانہ ظہور دعوت سے قبل ہی فوت ہوگیا۔

ائمہ تاریخ لکھتے ہیں کہ نزول وحی کی ابتداء ماہ رمضان میں ہوئی اور وہ آیت شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن پر استدلال کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں ماہ ربیع الاول میں آپ کی ولادت کے اکتالیسویں سال وحی نازل ہوئی لیکن ماہ رمضان میں انزال سے مراد لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر انزال مراد ہے یعنی قرآن بیک بار لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اترا اسکے بعد بدفعات قرآن کی آیات کا نزول ہوا۔

آنحضرتؐ پر وحی کئی طرح سے نازل ہوتی تھی۔ ایک سچے خوابوں کی صورت میں جیسا کہ گذر چکا ہے۔ دوسرا القائے جبرئیل سے بغیر ان کو دیکھنے کے تیسرے نزول وحی بصورت آدمی۔ چوتھے سماعت آواز جرس اور یہ وحی کی شدید صورت تھی۔ اگر آپ اونٹ پر سوار رہتے تو اونٹ دونوں ہاتھ ٹیک کر جھک جاتا اور اگر کسی کے زانو پر آپ سر رکھے ہوئے ہوتے تو ران ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا اور سردی کے موسم میں آپ عرق آلود ہو جاتے۔ پانچویں جبرئیلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنا۔ چھٹے آسمان پر سے شب معراج میں جو کچھ نازل ہوا ساتویں جو حق سبحانہ تعالٰے نے بلاواسطہ

جبرئیلؑ کے آپ کے پردے کے پیچھے سے حکم فرمایا۔ آٹھواں جو باری تعالیٰ نے بلاواسطہ اور بلا حجاب معراج میں آپ سے کلام کیا اور آپ نے اسکو چشم سر سے دیکھا۔

السَّابِقُونَ الاَوَّلُون

ارباب سیر و تاریخ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے دعوت اسلام قبول کی وہ خدیجہؓ ہیں اس کے ایک روز بعد اور ایک روایت کے لحاظ سے اسی دن کے آخر میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اسلام قبول کیا اور پھر زیدؓ بن حارث ایمان لائے اس کے بعد ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے ابوبکرؓ ایمان لائے اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رہنمائی سے پانچ اشخاص مشرف باسلام ہوئے جو یہ تھے عثمانؓ۔ زبیرؓ۔ طلحہؓ سعد اور عبدالرحمٰن۔

دعوت اسلام

کہتے ہیں کہ نزول وحی سے تین سال تک آنحضرتؐ لوگوں کو خفیہ طور پر دعوت اسلام دیتے تھے اطراف سے ایک ایک دو دو آتے اور ایمان لاتے اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ یعنے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کو ظاہر کیجئے اور اس پر قائم رہے اور مشرکین سے روگردانی فرمایئے اور اپنے دل کو کفار سے محفوظ رکھیئے۔ کہ ہم ان کے شر سے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے کافی ہیں۔ یہ آیت اترنے کے بعد آنحضرتؐ نے دعوت اسلام پر کمر باندھی اور علانیہ اسلام کی دعوت دینے لگے ازاں بعد آنحضرتؐ اپنے اقارب کے انذار کے لئے مامور ہوئے اور آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی آنحضرتؐ اس آیت کے نزول کے بعد کوہ صفا پر چڑھے اور قریش کو ندا دی۔ جب قریش جمع ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے اور وہ تم کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اس خبر کی تصدیق کروگے۔ سب نے کہا کہ ہم اس خبر کو سچ جانیں گے اسلئے کہ کبھی آپ پر دروغ گوئی کی تہمت نہیں لگی اور ہمیشہ ہم نے آپ کو راست گو پایا۔ آنحضرتؐ نے اس کے بعد اسلام کی دعوت دی اور عذاب شدید سے ڈرایا اس کے ساتھ ہی قریش آپ کے مخالف ہوگئے اور آپ کو ساحر اور کاذب کہنے لگے جب تک آنحضرتؐ نے معبودان باطل کو رد نہیں کیا تھا

یہ لوگ آپ کے دشمن نہ تھے لیکن جب آپ نے بحکم الٰہی تمام معبودان باطل کو غلط ٹھیرایا اور ان کی پرستش کرنے والوں اور ان کے آبا و اجداد کو اہل دوزخ قرار دیا تو تمام قریش نے شدت سے آپکی مخالفت شروع کر دی۔

الغرض جب آنحضرتؐ نے موسم حج میں خود کو ان کے سامنے پیش کیا اسلام کی دعوت دی اور فرمایا یَاَیُّھَا النَّاس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحون تو ابولہب نے جو پیچھے تھا پتھر مارا اور کہا لوگو ان کی بات نہ مانو اور ان کا کلمہ نہ مانو کہ یہ جھوٹے ہیں۔ مختصر یہ کہ کبھی آنحضرتؐ کو جادوگر کہتے کبھی کہانت سے آپکو منسوب کرتے۔ سید عالمؐ ان باتوں سے رنجیدہ ہوتے تو خدا تعالیٰ نے سورۂ ذاریات میں آپ کو یہ فرما کر تسکین دی کہ۔ کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحرٌ او مجنون وتواصوا بہ بل ھم قومٌ طاغون۔ پس آنحضرت نے صبر فرمایا لیکن طریق دعوت ترک نہ کیا۔ اگرچہ ایذا رسانی حد سے تجاوز ہو گئی تھی لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے دین محمدی کو آناً فاناً علی الرغم ترقی دی۔

حبش کی ہجرت

جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے تو سب جمع ہوئے اور آنحضرتؐ کے پاس کہلا بھیجے کہ اگر آپ خوب صورت عورت سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو آپ جس عورت کو پسند کریں ہم اس کا عقد آپ کے ساتھ کر دیں گے۔ اگر فقر کے باعث مال و زر کی حاجت ہے تو ہم سب مل کر آپ کو قریش کا سب سے زیادہ مالدار کر دینگے اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو آپ کو بادشاہ بنا دیں گے اگر آپ یہ دعویٰ کسی خواب و خیال کی بناء پر کر رہے ہیں جسکو آپ دفع کرنے پر قادر نہیں ہیں تو آپ کا طبیب سے علاج کروائیں گے آنحضرتؐ نے جواب میں آیات الٰہی تلاوت فرمائی جن سے ادیان باطلہ کی تردید ہوتی تھی۔ بالآخر قریش نے جان لیا کہ آپ ثابت قدم ہیں اور اپنے کام سے باز نہ رہیں گے لہذا ان میں سے بعض نے آپ کو سخت ایذا پہنچانی شروع کی جسکی تفصیل موجب طوالت ہوگی یہ کتب سیر سے معلوم کیجا سکتی ہے القصہ جب کفار مکہ کی آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ایذا رسانی حد سے گذر گئی تو آپ نے اصحاب کو اجازت

دی کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کریں چنانچہ نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں گیارہ مرد اور چار عورتیں خفیہ طور پر مکہ سے باہر نکل گئے جب حبشہ پہونچے تو نجاشی نے انکو پناہ دی اس کے بعد جوق جوق حبشہ کو مسلمان ہجرت کرنے لگے۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ قریش کو جب اس ہجرت کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو نجاشی کے مرغوب تحفے دیکر اس کے پاس روانہ کیا تاکہ ان مسلمانوں کو واپس کرنے کی ترغیب دیں یہ دونوں اشخاص نجاشی کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس کو سجدہ کیا اور تحائف پیش کرنے کے بعد کہا کہ ہمارے بنی اعمام اسے شہر میں آئے ہیں ان لوگوں نے ہمارے دین سے انحراف ہو کر نیا دین اختیار کیا ہے جو آپ کے آبا و اجداد کے دین سے مختلف ہے اور آپ کے عمال رشوت لیکر ان کی مدد کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مہاجرین کی اس جماعت کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ نجاشی یہ سن کر خفا ہوا اور کہا خدا کی قسم جس قوم نے ہماری پناہ لی ہے اور ہمارے شہر میں سکونت اختیار کی ہے میں ان کو اپنے قلمرو سے باہر نکلنے کا حکم نہ دوں گا میں ان سے ملنے کی مشتاق ہوں اور ان کو حاضر ہونے کا حکم دیا تاکہ ان سے راست گفتگو کرے مسلمانوں نے نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے۔ قبل مشورہ کیا۔ حضرت جعفر طیار نے کہا کوئی مشورہ صداقت سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا ہم جس دین پر ہیں ہم کو چاہیئے کہ اس کا اظہار کریں۔ مسلمانوں نے جعفر کو اپنا پیشوا بنایا اور ان کی سرکردگی میں نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے۔ نجاشی کو سلام کیا اس کے دربار کے دستور کے موافق سجدہ نہیں کیا۔ نجاشی نے سجدہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی جعفر نے کہا ہم خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے ہمارے پیغمبر نے ہم کو یہی تعلیم دی ہے نجاشی کے دل پر اس کلام کا اثر ہوا اس نے پوچھا کہ قریش کو شکایت ہے کہ تم نے ان کے دین کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے اور یہود کے دین کی پیروی نہیں کر رہے ہیں اور ان کو انکے دین کے ترک کرنے کیلئے کہہ رہے ہیں۔ جعفر نے کہا ہم ان کے دین میں تھے حق تعالیٰ نے ہمارے پاس رسول بھیجا جس نے ہم کو توحید حق تعالیٰ کی دعوت دی اور دوسرے ادیان کی پیروی سے منع کیا۔ نیک کاموں کا حکم دیا اور برے کاموں سے روکا اور ہم کو قرآن پڑھ کر سنایا کہ جس سے ہمارے

دل میں کوئی شک و شبہ نہ رہے لہذا ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے جسکی وجہ سے یہ لوگ ہمارے مخالف ہو گئے اور ہم کو ستانے لگے ہم میں قوت مدافعت نہ تھی ہمارے پیغمبر نے ہم کو آپ کی طرف ہجرت کے لئے فرمایا تاکہ ہم قریش کی اذیتوں سے نجات پائیں اور انکے ظلم و ستم سے محفوظ رہ سکیں۔ نجاشیؓ نے کہا کہ تمہارے پیغمبر پر جو کلام نازل ہوا ہے اسکا کچھ حصہ پڑھ کر سناؤ۔ جعفرؓ نے سورۂ کھیعص کی تلاوت کی۔ نجاشیؓ سن کر اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور کہا خدا کی قسم یہ کلام حضرت موسیٰؑ پر جو کلام اترا اسکے مانند ہے اس کے بعد عمروؓ بن عاص وغیرہ کی جانب پلٹ کر کہا واللہ میں انکو تمہارے سپرد نہ کروں گا۔ عمروؓ بن عاص نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ بن مریم کی شان کے مخالف ہیں نجاشیؓ نے جعفرؓ سے پوچھا تم لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ حضرت جعفرؓ نے کہا کہ ان کے بارے میں ہمارے خدا کا ارشاد ہے هُوَ عبد الله ورسوله وكلمة القاها الى مريم وروح منه نجاشیؓ نے کہا تم جس کے پاس سے آئے ہو میں اس کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا کا رسول ہے جس کے اوصاف میں نے انجیل میں پڑھے ہیں اور جس کی عیسیٰؑ بن مریمؑ نے بشارت دی تھی بخدا اگر یہ مملکت میرے ذمہ نہ ہوتی تو میں ان کے نزدیک جاتا اور انکے نعلین اٹھاتا۔ الغرض نجاشیؓ نے قریش کو انکے ان تحائف کے ساتھ بلا نیل مرام واپس کر دیا۔

جب کفار مکہ نے دیکھا کہ اسلام روز بروز پھیلتا جا رہا ہے اور آنحضرتؐ کی تبلیغ ترقی کرتی جا رہی ہے تو ان کے حسد اور عداوت میں بھی زیادتی ہو گئی تمام اشراف قریش جمع ہو کر ابو طالبؑ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو آپ ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم اس کو ہلاک کر دیں کیونکہ آپ ہمارے دین میں ہیں اور وہ ہمارے دین کے مخالف ہے آپ کو ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہونا چاہیئے۔ ابو طالبؑ نے کسی کو بھیج کر آنحضرتؐ کو طلب کیا اور کہا کہ قوم قریش کے لوگ آئے تھے وہ تم سے جنگ کا عزم رکھتے ہیں تم انکے معبودوں کے متعلق طعنہ زنی سے اپنی زبان کو روکیں تو بہتر ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ چچا جان اگر میرے سیدھے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب رکھدیا جائے تب بھی میں اپنے کام سے باز نہ رہوں گا اگر آپ میری مدد کریں تو بہتر ہے ورنہ خدائے تعالیٰ میرا مددو معاون ہو گا اور میرے لئے نصرت آسمانی کافی ہے۔ آپ نے یہ کہا اور مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اسکے بعد

قریش نے عہد کیا کہ کوئی شخص آپ کی جماعت کو کھانے پینے کی چیز فروخت نہ کرے تقریباً تین سال اس طور پر گذر گئے مشقت سے آپ کے لوگوں کا یہ حال ہوگیا کہ ان کے بچوں کے رونے کی آواز قریش کے گھروں میں سنائی دیتی تھی۔

ابو طالب کی وفات

ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات ایک ہی سال واقع ہوئی اسلئے اس سال کو عامُ الحزن کہا جانے لگا جب ابو طالب کے مرض الموت کی اطلاع ملی تو آنحضرتؐ ان کے نزدیک آکر ان کے سرہانے بیٹھے اور کہا یا عمی خدائے تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ میری صغر سنی میں آپ نے میری کفالت کی اور بعد میں بھی ہمیشہ مہربانی اور شفقت کا برتاؤ کیا آپ کا مجھ پر دوسرے لوگوں سے بہت زیادہ حق ہے اس کے بعد فرمایا یا عمی اَعِنّی بِکَلِمَۃٍ وَاحِدَۃٍ اَشفَعُ لَکَ بِھَا عِندَ اللّٰہِ یَومَ القِیَامَۃِ یعنے اے میرے چچا ایک کلمہ کہہ کر میری مدد کیجئے تاکہ اسکے وسیلہ سے قیامت کے دن خدا کے پاس آپ سفارش کروں ابو طالب نے پوچھا وہ کیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وحدہ لاشریك له ابو طالب نے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم میرے نیک خواہ ہو لیکن مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ لوگ کہیں کہ تمہاری صحبت میں مسلمان نہیں ہوا اور اب موت کے خوف سے مسلمان ہو رہا ہے یہ سن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو کر اٹھ گئے اور فرمایا بخدا میں آپ کی مغفرت طلب کروں گا تاوقتیکہ مجھے اس سے منع نہ کیا جائے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب ابو طالب نے انتقال کیا تو میں نے آنحضرتؐ کو اطلاع دی آپ رونے لگے اور مجھے فرمایا کہ علی جاؤ غسل دو اور ان کی تجہیز و تکفین کرو فرمایا اذھب داره غفرالله له ورحمهٗ یعنے فرمایا تم ان کے گھر جاؤ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دیگا اور ان پر رحم کرے گا حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں غسل وغیرہ دینے سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرتؐ کے پاس گیا آپ نے دعائے خیر کی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ بھی جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ چچا جان آپ نے میرے لئے کوئی کمی نہیں کی خدائے تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

ان کے دفن کے بعد آپ گھر واپس ہوئے اور چند روز تک گھر سے باہر نہ نکلے اور مسلسل

اپنے چچا کی مغفرت کے لئے دعا کرتے رہے۔

حضرت عباس راوی ہیں کہ جب نزع کا وقت تھا میں نے ابو طالب کے رخ پر نظر کیا تو ان کے ہونٹ ہلتے ہوئے نظر آئے میں آگے بڑھ کر سنا تو وہ کلمہ توحید پڑھ رہے تھے میں نے اسکی آنحضرتؐ کو اطلاع دی اور کہا کہ یا ابن اخی واللہ کہ جس کلمہ کے کہنے کے لئے آپنے فرمایا تھا آخرکار وہ انھوں نے پڑھ لیا۔

ابو طالب کی وفات کے بعد کفار کی چیرہ دستیاں اور زیادہ ہوگئیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب تک ابو طالب زندہ تھے مجھے قریش کوئی اذیت نہ پہونچا سکے یہ خبر ابو لہب کو پہونچی تو وہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ اپنے کام میں مشغول رہیں میں لات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قریش جب تک میں زندہ ہوں آپ کو گزند نہ پہونچا سکیں گے۔ قریش کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے ابو لہب سے کہا کہ تمہارے بھتیجے کہتے ہیں کہ ابو طالب کفر کی حالت میں فوت ہوئے اسلئے وہ دوزخ میں ہیں ابو لہب یہ سن کر بپھر گیا اور کہا کہ میں ہرگز ان کا ساتھ نہ دونگا انکی حمایت نہ کروں گا بلکہ تمہارے ساتھ ایذا رسانی میں شریک رہوں گا ابو لہب نے کفار سے ملکر آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب کو اذیت پہونچانے میں جو نمایاں حصہ لیا اس کی تفصیل کتب سیر سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

نبوت کے گیارہویں سال ایام حج میں آنحضرتؐ موضع عقبہ میں کھڑے ہوئے تھے اہل مدینہ کا ایک گروہ آپ کے پاس پہونچا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا یہ لوگ مدینہ کے یہود سے سنتے تھے کہ پیغمبر آخر الزماں کی بعثت کا زمانہ قریب ہے۔ جب آنحضرتؐ کا انہوں نے کلام سنا تو ان کو یقین ہوگیا کہ آپ ہی وہ پیغمبر ہیں جن کی پیش گوئی ہوئی ہے لہذا یہ لوگ ایمان لائے یہ چھ اشخاص تھے جب یہ لوگ مدینہ واپس ہوئے تو انہوں نے اہل مدینہ کو خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنایا اور اسلام کی دعوت دی۔ غرض مدینہ کے گھر گھر میں آنحضرتؐ کا چرچا ہوگیا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس میں آپ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔

معراج نبوی

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ نبوت کے بارہویں سال یعنی ہجرت کے ایک سال بعد ماہ ربیع الاول میں اور دوسرے قول کے لحاظ سے ستائیس رجب کو اور تیسرے قول کے اعتبار سے ستائیس رمضان کو شب میں معراج

ہوئی ۔ کتب احادیث صحیحہ میں ہے آنحضرتؐ مکہ میں اُمّ ہانیؓ کے گھر میں استراحت فرما رہے ہیں کہ جبرئیلؑ آئے اور کہا یا محمد قم فان الجبار یدعوك شق صدر کے بعد پھر جبرئیل آپ کو مسجد حرام لے گئے ۔ صفا و مروہ کے درمیان براق تیار تھی ۔ جبرئیل نے رکاب اور میکائیل نے عنان تھامی اور آنحضرتؐ سوار ہوئے اور مسجد اقصےٰ پہونچے ۔ جب آپ مسجد اقصےٰ میں داخل ہوئے تو وہاں انبیاء علیہم السلام منتظر تھے آنحضرتؐ کی امامت سے انبیاء اور ملائکہ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر جبرئیل آپ کو صخرہ کے مقام پر لے گئے جس پر چڑھ کر آپ نے آسمان پر عروج کیا ۔ الغرض جبرئیل آنحضرتؐ کو ساتوں آسمان اور پھر سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے اور آگے آپ کے ہمرکاب رہنے سے یہ کہہ کر اظہار عجز کیا لو دنوت انملۃ لاحترقت یعنے اگر ایک انگلی کے برابر بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا ۔ پس آنحضرتؐ تنہا روانہ ہوئے حجابات ظلمت و نور کو قطع کیا یہاں تک کہ ستر حجابات سے گذر گئے ہر حجاب کے درمیان پانچسو سال کی مسافت تھی اس وقت براق آگے چلنے سے عاجز ہوگئی اور آپ رفرف پر روانہ ہوئے جس کا نور آفتاب سے زیادہ تھا بہرحال وہاں سے آگے بڑھے یہانتک کہ عرش اعظم کے قریب پہونچ گئے ۔ مقام قدس سے اُدنُ مِنّی کی آواز آنے لگی آپ اور قریب ہوتے گئے یہانتک کہ قاب قوسین میں داخل ہوئے یہ وہ مقام قرب ہے جسکے آگے اور کوئی مقام نہیں جہاں آپ کو رویت الٰہی کا شرف حاصل ہوا چنانچہ حدیث میں رأیت ربی فی احسن صورۃ وارد ہوا ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقع پر التحیات للہ والصلوات والطیبات کہا تو حق تعالےٰ کا ارشاد ہوا السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر میں نے کہا السلام علینا وعلےٰ عباد اللہ الصالحین اسوقت فرشتوں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اس کے بعد پچاس نمازیں دن اور رات کی فرض ہوئیں بوقت مراجعت حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ آپ کو کیا دیا گیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پچاس نمازوں کا تحفہ دیا گیا حضرت موسیٰ نے کہا آپ کی امت پر اتنی نمازیں گراں ہوں گی آپ اپنے پروردگار سے تخفیف کی التجا کیجئے آنحضرتؐ نے واپس ہوکر نمازوں میں تخفیف کی استدعا کی جس پر دس نمازیں کم کی گئیں حضرت موسیٰ نے مزید تخفیف کی

تجویز دی آنحضرتؐ پھر لوٹے اور اس دفعہ اور دس نمازیں کم ہوئیں اس طرح آنحضرتؐ حضرت کلیمؑ کے کہنے پر تخفیف کی استدعا لیکر جاتے رہے اور نمازوں کی تعداد میں کمی کی جاتی رہی یا پانچویں دفعہ پانچ نمازیں کم کی گئیں حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اتنی نمازیں بھی آپکی امت نہ پڑھ سکے گی آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے مزید تخفیف کی استدعا کرنے میں شرم آتی ہے اب میں واپس جاکر کمی کی درخواست نہ کروں گا اس کے بعد خطاب ہوا یا محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم میں نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں کا رہے گا اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ کو لیکر ام ہانی کے گھر واپس ہوئے۔

ام ہانی بنت ابو طالب کہتی ہیں کہ جب صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آج شب کو مجھے بیت المقدس لے جایا گیا پھر وہاں سے میں آسمان پر پہونچا اور صبح ہونے کے پہلے واپس آگیا۔ ام ہانی نے آپ کے بیان کی تصدیق کی اور کہا کہ دوسروں سے اس واقعہ کا ذکر نہ کیجیے کہ وہ لوگ باور نہیں کریں گے آنحضرتؐ نے کہا میں اس کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔

مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے واقعہ معراج کی تصدیق کی اور اس بنا پر آپ صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابوجہل آیا تو اس نے بطور استہزا آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج کوئی نئی بات ہوئی ہو تو بیان کیجیے آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں آج شب کو میں بیت المقدس گیا تھا وہاں سے میں نے آسمانوں کی سیر کی یہ سن کر ابوجہل نے آواز دی کہ اے لوگو ادھر آؤ اور جب وہ آگئے تو ابوجہل نے کہا کہ آپ نے مجھ سے جو کچھ کہا وہ اس جماعت کو بھی سنائیے آنحضرتؐ نے معراج کا واقعہ سنایا تو سب تعجب کرنے لگے۔ قریش کی ایک جماعت نے کہا اچھا مسجد بیت المقدس کیسی ہے اس کی تفصیل بتائیں آنحضرتؐ نے بتادی اس طرح کہ اور سوالات کیے جن کے جوابات آنحضرتؐ نے ٹھیک ٹھیک ادا کیے تو کہنے لگے ماھٰذا الا سحر مبین

جہاں تک معراج کا تعلق ہے علماء کو اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ معراج جسمانی تھی یا روحانی لیکن جمہور علماء کا معراج جسمانی پر اتفاق ہے اور وہ اپنی دلیل پر آیت سُبحانَ الّذی اَسرٰی بعبدہٖ الخ پیش کرتے ہیں لفظ "عبد" کا جسم اور روح دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ شب معراج میں آنحضرتؐ کو رویت باری

ہوئی یا نہیں۔ جو علماء رویت باری ہونے کے قائل ہیں وہ آیت وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے چشم سر سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا واللہ اعلم ورسولہ

مدینہ کو ہجرت

کہتے ہیں کہ نبوت کے تیرھویں سال اہل مدینہ کے پانچ افراد اور ایک روایت کے لحاظ سے تہتر مرد اور دو عورتوں نے سرور عالم کی بیعت قبول کی۔ یہ بیعت ہجرت سے تین ماہ قبل ذی الحجہ کے مہینے میں واقع ہوئی۔ جب کفار قریش کو اسکی اطلاع ملی تو وہ اہل مدینہ کے قافلہ کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم لوگوں نے جہاد کے لئے بیعت کی ہے یہ خبر کس حد تک درست ہے۔ باقی مشرکان مدینہ نے قسم لے کر کہا کہ ہم نے جہاد پر بیعت نہیں کی ہے اس کے بعد وہ مدینہ واپس ہو گئے۔ قریش نے اس واقعہ کی تفتیش شروع کی اور ان کو معلوم ہوا کہ بیعت کا واقعہ صحیح ہے اس کے بعد آنحضرتؐ کے اصحاب کو انہوں نے اذیتیں دینی شروع کیں جس کے باعث مکہ میں ان کا رہنا دشوار ہو گیا۔ بالآخر آنحضرتؐ نے ان کو ہجرت کی اجازت دی آنحضرتؐ کے اصحاب سے پہلے شخص جنہوں نے مدینہ کو ہجرت کی وہ مصعب بن عمیر ہیں اس کے بعد ام کلثوم انکے بعد عمار یاسرؓ و سعدؓ و وقاصؓ اور ان کے بعد عمر بن الخطابؓ نے بیس اصحاب کے ساتھ ہجرت کی۔ بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے بھی مدینہ کو ہجرت کی تیاری کر لی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ فرما کر توقف کرنے کے لئے کہا کہ توقع ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی ارباب سیر لکھتے ہیں کہ جب اصحاب رسول کی ہجرت کا قریش کو حال معلوم ہوا تو وہ سمجھ گئے کہ آنحضرتؐ بھی ان سے جا ملیں گے اور اہل مدینہ آپ کی حمایت کریں گے لہٰذا انہوں نے خفیہ طور پر ایک مکان میں جمع ہو کر مشورہ کیا مکان کے دروازوں کو بند کر دیا تاکہ بنی ہاشم کا کوئی شخص داخل نہ ہونے پائے۔

اس موقع پر ابلیس پیر نجدی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ کفار نے پوچھا کہ اے بوڑھے ہماری بغیر اجازت کے تو یہاں کیسے آ گیا کہنے لگا کہ میں ایک قبیلہ کا بوڑھا شخص ہوں اور تم کو نیک مشورہ دینے آیا ہوں تم سب کو میں نے خوش پایا تو خیال کیا کہ تمہاری باتیں سنوں اور میں بھی مشورہ دوں اگر تم کو میرے آنے پر اعتراض ہے تو میں ابھی باہر چلا جاتا ہوں۔ کفار قریش نے باہم طے کیا کہ یہ بوڑھا مکہ کا نہیں ہے بلکہ نجد کا رہنے والا ہے اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا اس کو ٹھہرنے کی اجازت دی اور پھر سلسلہ سخن آغاز کیا اور کہا کہ محمدؐ کا معاملہ ایسا ہے کہ اگر ان کی قوت اور بڑھ

جائے اور ہتھیار ملیں تو وہ ہم سے جنگ کرنے میں دریغ نہ کریں گے بالآخر اس امر پر ان کا اتفاق ہوا کہ آنحضرتؐ کو باندھ کر ایک مکان میں قید کر دیا جائے اور ایک سوراخ سے خورد و نوش کی اشیاء دی جائیں اس طرح وہ اسی مکان میں ہلاک ہو جائیں گے پھر نجدی نے کہا یہ رائے ٹھیک نہیں ہے ان کی قوم کو جب اطلاع ہو جائے گی تو وہ آ کر ان کو چھڑا لیں گے اس کا احتمال ہے کہ تمہاری اور ان کی قوم کے درمیان بڑا مقابلہ ہو۔

دوسرے شخص نے رائے دی کہ ان کو باہر نکال دیا جائے کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ پھر نجدی نے کہا یہ بھی درست نہیں ہے وہ جہاں جائیں گے لوگ ان کی باتوں پہ فریفتہ ہونگے اور ان سے بیعت کریں گے اور پھر یہ سب ملکر تم سے مقابلہ کرنے آئیں گے۔

ابوجہل نے کہا میری یہ رائے ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک بہادر نوجوان کو ایک تلوار دیجائے اور یہ سب ملکر یکبارگی حملہ کریں اور محمدؐ کو قتل کر ڈالیں۔ چونکہ یہ مختلف قبیلوں کے لوگ رہیں گے لہذا عبد مناف کو تمام قبیلوں سے مقاومت نہ ہوگی بالآخر یہ خون بہا پر رضامند ہو جائیں گے اور ہم یہ خون بہا دیکر چھوٹ جائیں گے۔ پیر نجدی نے کہا مجھے اس رائے سے اتفاق ہے۔ لہذا سب نے یہ رائے قبول کی اور مجلس برخواست ہوئی۔ اور یہ سب لوگ اس مہم کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔

چنانچہ ان کے مکر کے بارے میں آیت نازل ہوئی کہ اذ یمکر بك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك او يخرجوك ۔ ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين القصہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو حقیقت حال سے خبردار کر کے کہا ان اللہ یامرك بالهجرة کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہجرت کا حکم دیتا ہے آج آپ اپنے مکان میں آرام نہ کریں اور کل ہجرت کی تیاری کریں اور بجانب مدینہ روانہ ہو جائیں۔ الغرض کفار اس پروگرام کے مطابق جو انہوں نے مقرر کیا تھا آنحضرتؐ کے مکان کو گھیر لیا اور انہیں یہ توقع تھی کہ آپ سو رہے ہونگے لیکن آنحضرتؐ نے سیدنا علیؓ کو اپنے بستر پہ سلا دیا تھا۔ اور اطمینان دلایا تھا کہ ان کو کفار کوئی نقصان نہ پہونچا سکیں گے۔ اور انہیں دوسرے روز سب کی امانتیں واپس کرنے کے بعد مدینہ کی جانب روانہ ہونے کیلئے ارشاد فرمایا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ ہدایت دینے کے بعد آنحضرتؐ گھر سے باہر نکلے اور سورۂ یٰسین

کی پہلی آیت وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سداً فاغشینٰھم فھم لایبصرون تک پڑھیں اور ایک مٹھی خاک کفار پر پھینک کر گذر گئے قریش نے آنحضرتؐ کو نہیں دیکھا۔ حضرت علیؑ نہایت اطمینان سے آنحضرتؐ کے بستر پر سو گئے اپنی جان کی کوئی پروانہ کی خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں میں عقد مواخات باندھا کیا تم ایک دوسرے پر اپنی عمر ایثار کر سکتے ہو تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ دیکھو علیؑ نے کس طرح محمدؐ پر اپنی جان فدا کر دی اب جاؤ اور انکی حفاظت کرو۔ امر الٰہی کے مطابق جبرئیلؑ و میکائیلؑ زمین پر اترے جبرئیلؑ علیؑ کے سرہانے اور میکائیلؑ علیؑ کے پائین بیٹھ گئے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے علیؑ تمہارے جیسا کون ہے حق تعالیٰ تم سے فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آیت ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد اسی بارے میں اتری۔

ابوجہل۔ حکم بن العاص۔ عقبہ۔ اور ابولہب وغیرہم ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اس رات میں آنحضرتؐ کے مکان کو آپ کے قتل کے ارادے سے گھیر لیا تھا۔ یہ سب آنحضرتؐ کے گھر سے باہر نکلنے کے منتظر تھے ایک شخص نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تم کس کا انتظار کر رہے ہو کہنے لگے کہ ہم محمدؐ کا انتظار کر رہے ہیں اس نے کہا خدا کی قسم وہ تو باہر نکلے اور تمہارے سامنے سے تم پر مٹی پھینک کر چلے گئے جب ان لوگوں نے اپنے چہروں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرایا تو خاک آلودہ پایا اور جب دروازہ کی دراڑ سے جھانک کر دیکھا تو ایک شخص کو بستر پر لیٹا ہوا پایا یہ سمجھے کہ آنحضرتؐ ہونگے لیکن جب گھر میں داخل ہوئے اور سوئے ہوئے شخص پر ہاتھ رکھا تو امیر المومنین بیدار ہوئے پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں۔ حضرت علیؑ نے لاعلمی ظاہر کی اسپر ان لوگوں نے آنحضرتؐ کی تلاش شروع کی اور حضرت علیؑ کو چھوڑ دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ گھر سے نکل کر حضرت ابوبکر کے مکان پر آئے اور ان سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ رہنا چاہتا ہوں آنحضرتؐ نے ابوبکر کی مصاحبت قبول فرمائی۔ حضرت ابوبکر نے دو اونٹ پیش کئے اور ایک روایت کے لحاظ سے آنحضرتؐ نے ان اونٹوں کو خرید لیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے عجلت سے سامان سفر اور توشہ وغیرہ کا بندوبست کیا پس اٹھائیس صفر کی رات میں یا غرہ ربیع الاول کو دوشنبہ

کے دن آپ روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ راستہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور دیکھا۔ آپ نعلین مبارک نکالکر برہنہ پا چل رہے تھے تاکہ زمین پر ان کا نشان نہ پڑے ننگے پاؤں چلنے سے آپ کے قدم مبارک مجروح ہو گئے غرض غار ثور پر پہونچے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ آپ توقف فرمائیں پہلے غار کو اچھی طرح دیکھ لوں تاکہ آپ کو کوئی آفت نہ پہونچے مشہور تھا کہ یہ غار سانپوں کا مسکن ہے۔ بہرحال غار میں جاکر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑوں کو پارہ پارہ کر کے ان سے ان سوراخوں کو بند کر دیا لیکن ایک سوراخ باقی رہ گیا جس کو بند کرنے کیلئے آپ کے پاس کوئی کپڑا باقی نہ رہا تھا لہذا آپ نے اسکو اپنا پاؤں لگا دیا اور پھر آنحضرتؐ سے اندر آنے کے لئے گذارش کی سانپ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں کو ڈس لیا آنحضرتؐ حضرت ابوبکرؓ کے گود میں آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ کہیں آپ کے آرام میں خلل واقع نہ ہو باوجود شدت تکلیف کے حرکت تک نہ کی لیکن آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے آنحضرتؐ کے رخسار پر جب آنسوؤں کے چند قطرے ٹپکے تو آپ بیدار ہو گئے دریافت کرنے پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہؐ ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا جسکو میں نے ایڑی لگا دی تھی اسکو سانپ نے ڈس لیا ہے آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن زخم کے مقام پر لگا دیا جس سے تکلیف جاتی رہی۔

الغرض اس رات میں آنحضرتؐ نے اس غار میں شب باشی کی غار پر اُمّ غیلان کے درخت کی جسکے بہت کانٹے ہوتے ہیں شاخیں پھیل گئیں۔ مکڑی نے اس پر جالا بن دیا اور کبوتروں نے اپنا گھونسلا بنا کر اس میں انڈے دیئے۔

کفار قریش آنحضرتؐ کے مکان سے حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہونچے اسماءؓ بنت ابوبکرؓ سے دریافت کیا تمہارے باپ کہاں ہیں اسماءؓ نے لاعلمی ظاہر کی۔ مشرکان قریش اپنے ہمراہ ایک قافیہ شناس کو بھی لے گئے تھے جس راستے میں نشان قدم نظر آئے وہ انکو ان نشانات کے مطابق لے گیا لیکن غار ثور کے پاس پہنچنے کے بعد آگے نشان قدم نظر نہ آیا۔ قائف نے کہا کہ تمہارا مطلوب اس سے آگے نہیں بڑھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اگر ان میں سے کوئی ہمارا نشان قدم دیکھے گا تو پھر ہم کو دیکھ لے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسرا اللہ ہے الغرض جب کفار غار کے دہانے پر پہونچے تو دیکھا

کہ مکڑی نے جالا تانا ہے اور کبوتر انڈے دیئے ہیں کہتے ہیں کہ حرم کے کبوتر انہی کبوتروں کی نسل سے ہیں بہر حال کافروں نے خیال کیا کہ اگر آنحضرتؐ غار کے اندر جاتے تو مکڑی کا جالا صحیح وسالم رہتا اور نہ کبوتروں کے انڈے سلامت رہتے لہذا یہ ناامید واپس ہو گئے ۔ ابو جہل نے کہا کہ مکہ کے بالائی اور زیرین علاقوں میں منادی کرادی جائے کہ جو شخص محمدؐ اور ابوبکرؓ کا پتہ چلائے گا اس کو سو اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے ۔ حاصل کلام آنحضرتؐ نے اس غار میں تین راتیں گذاریں تیسری رات کو آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ اونٹ پر بیٹھ کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے دن اور رات اور دوسرے دن چلتے رہے حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں پیچھے دیکھتا جاتا تھا کہ کوئی تعاقب تو نہیں کر رہا ہے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں ادھر ادھر دیکھا تو ایک پتھر نظر آیا جس کا کچھ سایہ پڑ رہا تھا میں نے اس پتھر کو صاف کیا اور آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اس پر آپ تکیہ فرمائیں چنانچہ آنحضرتؐ نے اس پر تکیہ فرمایا اور سو گئے اس کے بعد میں نے اس صحرا کے اطراف چکر لگائی تو ایک چرواہا نظر آیا میں نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا کہ قریش سے ہوں اور نام بتایا میں نے اس کو پہچان لیا اور اس سے تھوڑا دودھ مانگا اس نے میرے لئے دودھ نچوڑ کر دیا تو میں دودھ لا کر آنحضرتؐ کے پاس لایا اس وقت تک آپ بیدار ہو چکے تھے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کچھ دودھ پی لیجئے آپ نے پی لیا اس کے بعد عرض کیا کہ کوچ کا وقت ہو چکا ہے پس ہم دونوں اونٹ پر سوار ہو کر نکلے جب منزل قدید پہونچے وہاں ایک بوڑھیا تھی آنحضرتؐ نے اس سے کھجور کا آٹا اور گوشت طلب فرمایا ۔ اس عورت نے کہا کہ یہ قحط کا سال ہے اگر میرے پاس کوئی چیز ہوتی تو آپ کی مہمانداری کرتی آنحضرتؐ نے اس کے مکان میں ایک دبلی بکری دیکھی آپ نے اس بکری کو منگوایا اور اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا جس سے اسقدر دودھ نکلا کہ سب سیر ہو گئے اور ام معبد کے برتن لبریز ہو گئے پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے ۔

صحیح بخاری میں ہے کہ سراقہ کہتے تھے کہ قریش کے پاس سے قبیلہ میں سفراء آئے اور یہ اعلان کرتے کہ جو کوئی آنحضرتؐ کو قتل کرے یا گرفتار کر کے لائے تو اس کو سو اونٹ کا انعام دیا جائیگا ایک شخص نے مجھے آنحضرتؐ کی خبر دی میں اٹھا اور سوار ہو کر سیدھا اس پتہ پر روانہ ہوا اور انتہا نزدیک پہونچ گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرتؐ سے کہا یا رسول اللہؐ یہ دیکھئے ہمارا طالب

پہونچ گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا۔ حضرت صدیقؓ کہتے ہیں کہ سراقہ کے اور ہمارے درمیان ایک تا دو نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اب تو ہمارا طالب اور قریب ہو گیا۔ اور رونے لگے آنحضرتؐ نے سراقہ کی جانب دیکھا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اکفناہ بما شئت کہتے ہیں کہ بمجرد یہ کہتے کے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ کہنے لگا یا محمدؐ دعا کیجئے کہ میرے گھوڑے کو نجات ملے مجھے آپ سے کوئی کام نہیں ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو بھی آپ کے تعاقب میں آئے گا میں اس کو واپس کر دوں گا۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی کہ الٰہی اگر یہ اپنے قول میں سچا ہے تو نجات دے اسی وقت گھوڑا زمین سے باہر آگیا کہتے ہیں کہ سراقہ نے واپسی میں جو بھی ملا اور آنحضرتؐ کے بارے میں پوچھا اس سے کہا کہ میں نے بہت تلاش کیا مگر ان کو نہ پایا۔ یہی وہ سراقہ ہیں جو بعد میں پاسبان رسولؐ ہو گئے جنگ بدر و حنین سے واپسی کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے اور آنحضرتؐ نے پیشین گوئی فرمائی کہ میں سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے طلائی کنگن دیکھ رہا ہوں چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی فتح ایران کے بعد جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو سراقہ کے حصہ میں کسریٰ کے ہاتھوں کے طلائی کنگن آئے۔

بہر حال سراقہ کی واپسی کے بعد بریدہ اسلمی نے یہ خبر سن کر آنحضرتؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ مکہ سے باہر روانہ ہوئے ہیں اور قریش مکہ نے آپ کے قتل یا گرفتاری کے لئے ایک سو اونٹ کے انعام کا اعلان کیا ہے تو وہ اس انعام کی لالچ میں ستر سواروں کے ساتھ آنحضرتؐ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ وہ آپ تک پہنچ گئے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے جواب دیا میں بریدہ ہوں۔ آنحضرتؐ نے ابو بکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ خوش ہو کہ کام ٹھیک ہو گیا پھر آنحضرتؐ نے پوچھا تمہارا کس قبیلہ سے تعلق ہے انہوں نے جواب دیا قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتا ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے سلامتی پائی۔ بریدہ آنحضرتؐ کی حلاوت کلام سے بہت شگفتہ خاطر ہوئے اور آنحضرتؐ سے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے جواب دیا محمدؐ بن عبد اللہ اور اللہ کا رسولؐ ہوں۔ بریدہ نے یہ سن کر بخلوص تمام کلمہ پڑھا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ اس رات میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہے جب صبح ہوئی تو کہا یا رسول اللہؐ آپ مدینہ میں اس طرح تشریف لے چلیں کہ آپ کا ایک جھنڈا ہو اور اس کو لئے ہوئے ایک شخص آگے آگے چلے۔ پھر بریدہ نے اپنے

عمامہ کو کھولکر نیزہ پر باندھا اور اس کو اٹھائے ہوئے آنحضرتؐ کے سامنے سامنے چلنے لگے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ میرے مکان میں قیام فرمائیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں مامور ہوں کہ جہاں میرا اونٹ جاکر رکے گا وہیں اتروں۔ روایت ہے کہ اسی روز شام کی تجارت سے ایک جماعت آرہی تھی راستہ میں یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملے، ہر ایک نے پیغمبرؐ خدا اور حضرت ابوبکر صدیق کو سفید کپڑے پہنائے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کے مکہ سے باہر نکلنے اور مدینہ کی طرف متوجہ ہونے کی خبر اہل مدینہ کو پہونچی یہ لوگ ہر روز صبح باہر آکر بیٹھتے اور آپ کا انتظار کرتے جب دن گذر جاتا تو اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے یہ عمل اس وقت تک جاری رہا جبکہ آنحضرتؐ مدینہ پہونچ گئے۔

مدینہ میں ورود

ایک روز ایک یہودی اپنے کام پر بالائے حصار گیا تھا یکایک اسکی نظر دور سے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر پڑی باآواز بلند پکار اٹھا کہ تم جس کا انتظار کر رہے تھے وہ آگئے۔ جب مدینہ کے مسلمانوں کو آنحضرتؐ کی تشریف آوری کی خبر ملی تو وہ جآء نبیّ اللہ وجآء رسولُ اللہ کہنے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے عورتیں دف بجا رہی تھیں اور یہ اشعار گا رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیّات الوداع
وجب الشُکر علینا ما دعا للہ داع

آنحضرتؐ نے نمان مرکب مدینہ کی سیدھی جانب موڑی اور قبا میں بنی عمر بن عوف کی قوم میں اترے اور اس زمانے میں مسجد قبا کی بنیاد رکھی اور اسکی عمارت کی تعمیر میں مصروف ہوئے۔

کہتے ہیں کہ سیدنا علی آنحضرتؐ کی روانگی کے بعد تین روز تک مکہ میں ٹھیرے اور لوگوں کی امانتیں آنحضرتؐ کی ہدایت کے مطابق واپس کیں اس کے بعد عازم مدینہ ہوئے۔ آنحضرتؐ کا ابھی قبا میں قیام تھا کہ سیدنا علی وہاں پہونچ گئے پا پیادہ سفر کرنے سے آپ کے تلوؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ آنحضرت علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ان چھالوں پر پھیرا اور دعا فرمائی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صحت یابی کے بعد جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہوکر شہر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب محلہ سالم بن عوف پر پہونچے تو نماز جمعہ کا وقت آگیا تھا۔ آنحضرتؐ نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا لوگوں کو تقوے کی تحریص دی۔ نماز جمعہ سے

فارغ ہونے کے بعد پھر آپ سوار ہوئے نبی سالم نے گذارش کی یا رسول اللہ ہمارے درمیان یہیں ٹھیر جائیے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر قبیلہ کے اشراف داعیان نے مہار پکڑ کر اپنے اپنے قصبہ میں اترنے کیلئے گذارش کی۔ آنحضرتؐ نے ہر ایک کے جواب میں یہ فرمایا: دَعُوا الناقۃ فانہا مامورۃ" یعنے اونٹنی کو چھوڑ دو کہ وہ محکوم ہے۔ مطلب یہ کہ وہ جس مطابق حکم مقام پر ٹھیرے گی وہیں اتروں گا۔ القصہ ناقہ چلتے چلتے وہاں اس نے زانو ٹیکے جہاں اب مسجد نبوی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ھذا المنزل ان شاء اللہ۔ انصار کی ایک جماعت نے آکر اپنے اپنے مکانوں میں ٹھیرنے کی استدعا کی آنحضرتؐ نے وہی جواب دیا کہ اس ناقہ کو چھوڑ دو کہ یہ مامور ہے۔ چنانچہ اونٹنی زمین سے اٹھی اور چند گام چلکر ایک مقام پر جہاں سے حضرت ابو ایوب انصاری کا مکان قریب تھا بیٹھ گئی۔ آنحضرتؐ اتر پڑے حضرت ابو ایوب انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مکان سب مکانوں سے زیادہ قریب ہے آپ اجازت دیں کہ سامان سفر وہاں لے چلوں آنحضرتؐ نے اجازت دی اور ابو ایوب انصاری سامان سفر اپنے گھر لے آئے اور آنحضرتؐ نے ان کے مکان میں قیام فرمایا۔ کہتے ہیں کہ سات مہینوں تک آنحضرتؐ ابو ایوب انصاری کے مکان میں سکونت پذیر رہے

مسجد نبوی کی بنیاد و تعمیر

اسی سن ہجرت میں مدینہ میں مسجد کی بنیاد رکھی اس کے قبل جہاں بھی نماز کا وقت آجاتا آپ وہاں نماز پڑھ لیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جس مقام پر پہلے اونٹ نے زانو ٹیکا تھا وہ دو یتیموں کی جگہ تھی وہاں کفار کا قبرستان اور کھجور کے چند درخت تھے۔ آنحضرتؐ نے وہ جگہ ان یتیموں سے خریدلی۔ کفار کے قبرستان کو برابر کرنے کا حکم دیا کھجور کے درخت کٹوادئے جب زمین ہموار ہوگئی تو آپ نے مسجد کا نقشہ ڈالا اور اسکی تعمیر میں مصروف ہوئے۔ صحابہ اینٹ لاتے تھے۔ آنحضرتؐ بھی ان کے ساتھ اینٹ لایا کرتے تھے بہرحال کچی اینٹوں سے دیوار کھڑی ہوگئی اور مسجد کا چھت کھجور کی شاخوں سے اور ستون کھجور کے درختوں کے تنوں سے تیار ہوئے مسجد کی یہ ہیئت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک برقرار رہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں اس مسجد کی توسیع کی اور زیادہ کشادہ کیا ولید بن عبدالملک نے اس کو اور کشادہ کیا اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی داخل مسجد کردیا اس کے بعد

خلیفہ مہدی نے جو خلفائے بنی عباس سے تھا عمارت بنائی اور جب مامون کا زمانہ آیا تو اس نے اسکی تجدید کی۔ موجودہ عمارت مامون کے زمانہ کی ہے۔

مکان کی تعمیر

کہتے ہیں کہ اسی سال اول ہجرت میں آنحضرت ﷺ نے مسجد کی دیوار کے متصل اپنی سکونت کے لئے پختہ مکان تعمیر کیا جس میں ابوایوب انصاری کے مکان سے آپ منتقل ہو گئے۔ زید بن حارث اور ابو رافع کو جو آنحضرت کے آزاد کردہ غلام تھے پانچسو درہم اور دو اونٹوں کے ساتھ مکہ کو روانہ کیا تاکہ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ علیہا السلام اور ام کلثوم اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم کا بندوبست کرکے مدینہ کو لائیں چنانچہ ان دونوں نے تمام بندوبست کرکے انکو مکہ سے مدینہ لائے۔

عقد مواخات

مدینہ کو تشریف آوری کے پانچ یا آٹھ ماہ بعد آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان عقد مواخات قائم کیا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ آپ نے خود اپنا عقد مواخات باندھا اور فرمایا یا علی انت اخی فی الدنیا والآخرہ۔

ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی فرضیت اور اذان

اسی سال ہجرت میں ظہر، عصر، اور عشاء کی فرض نمازوں میں دو دو رکعتوں کا اضافہ ہوا اور نمازوں کے اوقات اور مسجد میں حاضری کے لئے اعلان کے بارے میں مشورہ ہوا۔ بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ بوق کی آواز سے نماز کا اعلان کیا جائے جیسا کہ یہود کا طریقہ ہے۔ بعض نے رائے دی کہ مجوسیوں کی طرح آگ جلائی جائے۔ بعض نے کہا ناقوس کا استعمال مناسب ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام طریقوں کو پسند نہ فرمایا اسلئے کہ یہ سب کفار کے طریقے تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا آپ کسی شخص کو کیوں متعین نہیں فرماتے کہ لوگوں کو نداء کے ذریعہ مطلع کرے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رائے پسند فرمائی اور بلال کو حکم دیا کہ نماز کے وقت پہ ندا دیں اذان نازل ہونے کے قبل صرف الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا دی جاتی تھی بعد میں جبرئیل نے کلمات اذان کی تعلیم دی جس کے مطابق اذان دینے کے لئے آنحضرت نے بلال کو حکم دیا۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت کے حجرہ کے دروازے ایک دفعہ بلال نے آکر

فجر کی نماز کے لئے آواز دی الصلوٰۃ یا رسول اللہ کہا گیا کہ آنحضرتؐ آرام فرما رہے ہیں اس پر بلالؓ نے بلند آواز کہا الصلوٰۃ خیر من النوم آنحضرتؐ بیدار ہوئے اور اس کے بعد سے اس کلمہ کو نماز فجر کیلئے اذان میں شامل فرما دیا۔

تحویل قبلہ

ہجرت کے دوسرے سال تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوئی۔ اسکی صورت یوں پیش آئی کہ آنحضرتؐ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد سولہ یا سترہ مہینوں تک بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مدینہ کے یہود کہنے لگے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے دین میں مخالف ہیں لیکن ہمارے قبلہ کے موافق ہیں آنحضرتؐ کو جب اسکی اطلاع ملی تو آپ نے جبرئیل سے فرمایا کہ مجھے اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنا کردہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے تحویل قبلہ کی درخواست کریں۔ آنحضرتؐ با جماعت نماز پڑھ رہے تھے اثناء نماز میں بار بار انتظار وحی میں آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھ رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا کہ اے محبوب ہم آپ کا آسمان کی جانب رخ کرنا دیکھ رہے تھے لہذا ہم آپ کی مرضی کے مطابق قبلہ تبدیل کرتے ہیں کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ ظہر کی دوسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور آپ اسی حالت میں بیت المقدس کی طرف سے کعبۂ ابراہیمی کی طرف پلٹ گئے اور جو لوگ جماعت میں شریک تھے وہ بھی آپ کی اتباع میں کعبہ کی جانب پلٹ گئے اور نماز تمام کی۔ جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا وہ مسجد قبلتین سے موسوم ہے۔

تزویج فاطمہؓ

اسی سال یعنی ہجرت کے دوسرے سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ عقد ہوا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوا آپ کو سلام کیا لیکن کچھ نہ کہا آنحضرتؐ نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا علی تمہاری کیا حاجت ہے۔ میں نے عرض کیا فاطمہ کو مانگنے آیا ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا مرحبا و اہلاً امیر المومنین فرماتے ہیں میں باہر آیا انصار کی ایک جماعت نے مجھ سے پوچھا یا علی کیا آنحضرتؐ اپنی صاحبزادی آپ کو دینے رضامند ہیں میں نے کہا میں نہیں جانتا آنحضرتؐ نے صرف مرحبا و اہلاً فرمایا۔ ان لوگوں نے کہا یہی بس ہے

اسکے بعد آنحضرتؐ نے فاطمہ سے کہا کہ علیؑ تمکو مانگ رہے ہیں۔ فاطمہ نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ زاں بعد آنحضرتؐ نے سیدہ کا سیدنا علیؑ سے عقد فرما دیا۔ فقہاء نے اس بناء پر یہ مسئلہ استخراج کیا کہ ولی کو جبکہ اسکی لڑکی بالغ ہو اسکی مرضی پوچھ لینی چاہیئے اگر وہ سکوت اختیار کرے تو بمنزلۂ اذن ہے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے انسؓ کو بھیجکر حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور انصار کے ایک گروہ کو طلب فرمایا علیؑ بھی آئے اسکے بعد آنحضرتؐ نے بلیغ خطبہ پڑھا۔ چار سو مثقال چاندی مہر مقرر فرمایا۔ ایجاب وقبول کے بعد آنحضرتؐ نے دعا فرمائی۔ جمع اللہ بینکما وبارک علیکما واخرج منکما الکثیر الطیبا اس کے بعد ایک طبق کھجور لائے گئے آپ نے ان کو تقسیم کرنے کے لئے فرمایا اس کے بعد آنحضرتؐ نے ام سلمہ سے فرمایا کہ میری لڑکی کو علیؑ کے گھر لیجاؤ ان کے حوالے کرو اور کہدو کہ عجلت نہ کریں کہ میں آرہا ہوں، عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آنحضرتؐ پانی کا ایک کوزہ لیکر علیؑ کے گھر میں آئے اس کوزہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا معوذتین اور دوسری دعائیں اس پر پڑھیں اس کے بعد فرمایا یا علیؑ یہ پانی پیو اور اس سے وضو کرو اور سیدہ سے بھی فرمایا کہ تم بھی یہ پانی پیو اور اس سے وضو کرو تھوڑا پانی سیدہ کے سر پر اور دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا اور فرمایا۔

اللھم اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم اس کے بعد اس سے کچھ پانی علیؑ کے سر پر اور دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا اور فرمایا۔ اللھم اعیذہ بک وذریتہ من الشیطان الرجیم اور فرمایا اللھم انھما منی وانا منھما اللھم کما ذھبت عنی الرجس وطھرتنی فطھرھما بوقت عقد سیدہ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

سال دوم ہجری کے دیگر اہم واقعات

اسی سال دوم ہجری کے ماہ شعبان میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے نماز عید اور صدقہ فطر کی ادائی واجب ہوئی اسی سال کے اوایل میں جہاد کی ابتدا ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر ارباب سیر وحدیث کہتے ہیں آنحضرتؐ جس جہاد میں موجود نہ تھے اس کو بعث یا سریہ کہتے ہیں۔ تمام غزوات کی تعداد بعض اہل سیر انیس ۱۹ اور بعض اکیس ۲۱ بیان کرتے ہیں ایک قول کے لحاظ سے ستائیس غزوات اور چھپن سریہ واقع ہوئے۔ محمد اسحاق کہتے ہیں کہ ایک جماعت کے قول

کے لحاظ سے پہلا غزوہ ابواء کا تھا اس کے بعد بواط کا اس کے بعد عشیرہ کا واقع ہوا لیکن بعض کے نزدیک عشیرہ کا غزوہ ہوا اس کے بعد غزوہ بدر کبریٰ ہوا جس کو بدر قتال بھی کہتے ہیں۔ ہر غزوہ اور سریہ کی تفصیل باندیشہ طوالت ترک کی گئی کتب سیر سے یہ تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔ الغرض آنحضرتؐ نے غزوۂ بدر کے مال غنیمت کو مساوی طور پر شرکائے غزوہ میں تقسیم فرمایا اور منبہ بن حجاج نے جس ذوالفقار سے امیر المومنین سیدنا علی سے مقابلہ کیا تھا اس کو آنحضرتؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بخش دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ فتح سترہ رمضان جمعہ کے روز ہوئی اس غزوہ میں عقیل اور عباس گرفتار ہو کر آئے۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے بدر کے قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا۔ بعض سے مشورہ دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت صدیق کی رائے ہوئی کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا کرے۔ آنحضرتؐ نے اس رائے سے اتفاق فرمایا اور اصحاب کو اختیار دیا کہ ان قیدیوں سے فدیہ لیکر ان کو رہا کر دیں۔ فدیہ کی مقدار فی کس ایک ہزار درہم سے کم اور چار ہزار درہم سے زیادہ نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ جب عباس بن عبد المطلب کا فدیہ مقرر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں مجھے جبراً باہر لایا گیا ہے مجھ پہ فدیہ کی ادائی لازم نہیں آتی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے اسلام کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے بظاہر تم نے ہم سے جنگ کی لہذا تم کو فدیہ دینا چاہیئے عباس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں کیسے فدیہ ادا کروں آنحضرتؐ نے پوچھا کہ باہر نکلنے سے قبل تم نے جو سونا ام الفضل کے حوالے کیا تھا وہ کہاں گیا۔ عباس نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے مجھے اس کی خبر دی۔ عباس نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں جس وقت یہ سونا ام الفضل کے ہاتھ میں دیا اس وقت ان کے سوا کوئی موجود نہ تھا اور پھر کلمہ طیبہ پڑھا آنحضرتؐ نے فرمایا اب تم مسلمان ہو گئے ان سے فدیہ نہ لیا جائے۔

کہتے ہیں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ فتح غزوہ بدر کے بعد جبرئیل آئے اور کہا کہ اہل بدر کے فضائل کے منجملہ یہ فضیلت ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان اللہ قد اطلع علی اهل البدر فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم

۳ھ کے اہم واقعات

ہجرت کے تیسرے سال حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے اسی سال غزوہ احد واقع ہوا۔ یہ غزوہ اس طرح پیش آیا کہ قریش کے مشرکین جب بدر سے واپس ہوئے تو ان کے اشراف ابو سفیان کے پاس آئے اور

اس کاروان مال کو جسے ابوسفیان شام سے لایا تھا اور دارالندوہ میں اسلئے بند پڑا ہوا تھا کہ اس کے مالک غائب تھے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے مصارف طلب کیا۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا سب اس طرح مال خرچ کرنے پر راضی ہیں تو سب نے اپنی رضامندی ظاہر کی ابوسفیان نے کہا کہ پہلا شخص جو اس تجویز پر متفق ہے وہ میں ہوں اور بنو عبد مناف میرے ساتھ متفق ہے پس مال تجارت کو فروخت کرکے اس رقم کو فوج کی تنظیم اور مصارف کے کام میں لایا اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ فلینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون ان لوگوں نے اپنے ایلچی اطراف اور جوانب روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ انکی اعانت کریں اور عورتوں کو اپنے ہمراہ لے گئے اسکی غرض یہ تھی کہ وہ گانوں کے ذریعہ لوگوں کو جنگ پر اکسائیں اور ان کے درمیان تمام اشراف قریش تھے مانند ابوسفیان عکرمہ بن ابوجہل، خالد بن ولید وغیرہم اس لشکر کا ابوسفیان پیشوا قرار پایا اسکے بعد کفار بجانب مدینہ متوجہ ہوئے یہاں تک کہ قریب پہونچے گئے جب ان کی آمد کی خبر آنحضرت کو ملی تو آپ نے فرمایا۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل اللھم بك احول و بك اصول۔ کہتے ہیں کہ پہلے ارادہ تھا کہ مدینہ سے باہر نہ نکلیں اس بارے میں اصحاب سے آپ نے مشورہ لیا انصار اور مہاجرین نے اس تجویز کی تائید کی انصار کے جوانوں کے ایک گروہ نے جو معرکہ بدر میں شریک تھا عرض کیا کہ مدینہ کے باہر نکلنا چاہیئے تاکہ دشمنوں کو معلوم ہو کہ ہم جنگ سے نہیں ڈرتے۔ القصہ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کرکے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ساتھ بجانب احد روانہ ہوئے دونوں جانب سے میدان کارساز گرم ہوا بالآخر بعون اللہ اہل اسلام غالب ہوئے مسلمانوں نے کفار پر یکبارگی حملہ کرکے اکثروں کو اسلحہ کے ساتھ گرفتار کرلیا اور باقی کفار نے راہ فرار اختیار کی۔ اس کے بعد مسلمان ان کا تعاقب چھوڑ کر واپس ہوگئے اور اور مال غنیمت لوٹنے لگے۔ کافروں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور سب ملکر پلٹے اور اچانک حملہ کردیا۔ مسلمان اس خلاف توقع حملہ سے پسپا ہوگئے اور اس طرح لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ شیطان نے بصورت جعل بن سراقہ متمثل ہو کر یہ افواہ پھیلادی کہ الا ان محمدًا قد قتل یعنے آگاہ ہو جاؤ کہ محمد قتل کر دیئے گئے اس افواہ سے مسلمان اتنے پریشان

ہو گئے کہ انہوں نے اس پریشانی میں ایک دوسرے پر تلوار چلا دی اور یہ بھی معلوم نہ کر سکے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے کچھ دیر کے بعد ایک صحابی نے گواہی دی کہ آپ بقید حیات ہیں۔ اکثر مسلمان شہید ہوئے اور بہت سوں نے راہ فرار اختیار کی آنحضرتؐ اپنے مقام پر ٹھیرے رہے۔ جبرئیل اور میکائیل آدمیوں کی شکل میں سفید کپڑے پہنے ہوئے سیدھے اور بائیں جانب آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے سامنے صرف چودہ اصحاب باقی رہ گئے تھے جن میں سے سات انصار اور سات مہاجرین تھے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آنحضرتؐ کے پہلو میں ایستادہ رہے اور کئی کفار کو واصل بجہنم کیا۔ کہتے ہیں کہ اس روز کفار قریش کے چار اشخاص نے باہم آنحضرتؐ کو قتل کرنے کا عہد کیا۔ عبداللہ بن شہاب زہری و عبداللہ بن قمید اسدی۔ اور عتبہ اور ابن قمیہ یکبارگی آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کے رخسارہائے مبارک مجروح اور خون آلود ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے روئے مبارک سے خون صاف کیا اور اپنے سر اور منہ پر مل دیا اور فرمایا کہ کیف یفلح قوم فعلوا ھذا بنبیھم وھو یدعوھم الی اللہ یعنے وہ قوم کیسے نجات پائے گی جس نے اپنے نبی کے ساتھ اس طرح سلوک کیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے کہتے ہیں کہ عتبہ کی سنگباری سے آنحضرتؐ کا دندان مبارک شہید ہو گیا اور زیریں لب بھی زخمی ہو گیا کہتے ہیں کہ جب ابن قمیہ نے آنحضرتؐ کو ضرب لگائی تو آپ ایک گڑھے میں گر گئے اور اس ملعون نے یہ افواہ پھیلا دی کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا ہے شیطان نے یہ افواہ لشکر میں پھیلا دی اور مدینہ جا کر وہاں بھی یہ خبر پھیلا دی جو لوگ میدان جنگ سے فرار ہو کر آئے تھے وہ بھی اس خبر سے ناخوش ہوئے۔ اہالی مدینہ اس جماعت کی سرزنش کی اور کہا اتفرون من رسول اللہ یعنے کیا تم رسول اللہ سے بھاگتے ہو۔

قصہ مختصر آنحضرتؐ اسلحہ کے بوجھ اور کمزوری کے باعث گڑھے سے باہر نہ نکل سکتے تھے زخموں کی وجہ سے غشی بھی طاری تھی اس حالت میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پہنچے اور حضرت طلحہ نے آپ کے پاس جا کر آپ کے پاؤں اپنے کاندھے پر لئے اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے گڑھے کے اوپر سے آنحضرتؐ کے ہاتھ پکڑے اور آپ کو اوپر اٹھا لیا۔ آنحضرتؐ اوپر آنے کے بعد جو اہل اسلام متفرق ہو گئے تھے وہ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور کہا ھذا رسول اللہ

حیَا اس کے بعد آنحضرتؐ اُحد کی جانب روانہ ہوئے تا محفوظ رہیں جب آپ شعب اُحد پر پہونچے تو کفار قریش کی عورتیں میدان کو خالی پاکر مقتولان اہل اسلام میں پہونچیں ان کے پیٹ چاک کر دئے ان کے دل و جگر کو باہر نکالا ان کے کان اور ناک کاٹ دئے۔ رسیوں سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کی لاشوں کو کھینچا۔ اس جنگ میں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے آپ کے قاتل سے جسکا نام وحشی تھا جب دریافت کیا گیا تو اس نے کہا جنگ بدر میں حمزہؓ نے طعیمہ بن عدی، عم جبیر بن مطعم کو قتل کیا تھا۔ جبیر نے مجھ سے کہا کہ اگر میرے چچا کے عوض حمزہؓ کو قتل کروگے تو میں تجھے اپنی غلامی سے آزاد کر دوں گا۔ جب اُحد میں معرکہ کارزار گرم ہوا تو میں نے حمزہؓ کو دیکھا کہ شیر کی طرح جست لگا رہے ہیں اور لشکر کی صفوں میں داخل ہوکر قریش کی فوج کو درہم برہم کر رہے ہیں جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں ان پر تابڑ توڑ حملہ کرکے ان کے پیٹ اور سر پر ضربات پہونچائے وہ میری جانب متوجہ ہوئے تو میں بھاگنے لگا اور وہ راستہ میں گر پڑے۔ ان کے ساتھی ان کے سرہانے گئے اور یا ابا عمّارہ کہہ کر پکارنے لگے انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے سمجھا کہ وہ مر چکے ہیں میں نے توقف کیا تاکہ ان کے لوگ ہٹ جائیں جب وہ چلے گئے تو میں گیا اور ان کا پیٹ چاک کر دیا جگر باہر نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ تمہارے باپ کے قاتل کا جگر ہے۔ ہندہ نے اپنا مقنع اتار دیا کپڑے اور زیور میرے حوالے کئے اور مجھ سے کہا بتاؤ انکی لاش کہاں پڑی ہے اور وہ جگہ بتانے پر وہاں گئی اور ان کے ناک اور کان کاٹ ڈالے اور اپنے ساتھ مکہ لے گئی۔

اس کے بعد آنحضرتؐ بالائے کوہ سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہاڑ کے نیچے پہونچے ابوسفیان اور مشرکوں کی ایک جماعت نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھے اور آنحضرتؐ پر غلبہ حاصل کرے آنحضرتؐ نے دست دعا اٹھا کر کہا اللھم لیس لھم ان یعلونا کہ اے اللہ ان کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ ہم پر غالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا جس سے وہ پہاڑ پر نہ چڑھ سکے اس کے آنحضرتؐ نے ارادہ کیا کہ خود پہاڑ پر چڑھیں لیکن ایک بڑا پتھر سامنے آیا جس سے آپ اوپر نہ چڑھ سکے طلحہؓ بیٹھ گئے آنحضرتؐ نے ان کے کندھوں پر پاؤں رکھا اور اوپر چڑھ گئے اور فرمایا اوجب طلحۃ الجنۃ یعنے طلحہ نے خود پر جنت لازم کر لی اس کے بعد ابوسفیان نے اپنے لشکر کے ساتھ مکہ واپس ہوتے ارادہ کیا لیکن روانگی کے قبل یہ یقین کرنا چاہا کہ آنحضرتؐ زندہ ہیں یا نہیں

لہذا سامنے بڑھکر آواز دی اَفِی القوم محمد آنحضرتؐ نے فرمایا جواب نہ دو۔ پھر اسی نے پوچھا افی القوم ابوبکر آنحضرتؐ نے فرمایا اس کا بھی جواب نہ دو۔ پھر پوچھا افی القوم عمر آنحضرتؐ نے اس کا بھی جواب دینے سے منع کیا۔ ابوسفیان نے اس کے بعد اپنے لوگوں سے متوجہ ہو کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ سب قتل کر دئیے گئے ہیں۔ اس وقت حضرت عمر کو ضبط کی تاب نہ رہی کہنے لگے اے دشمن خدا تو نے جھوٹ کہا حق تعالےٰ نے ان سب کو تیری جان لینے کے لئے زندہ رکھا ہے ابوسفیان نے اس کے بعد اپنے بتوں کی تعریف شروع کی اور کہا اُعلُ ھبل پیغمبر خدا نے فرمایا اللہ اعلےٰ و اجل ابوسفیان نے کہا لنا عزّیٰ ولا عزّیٰ لکم آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ مولانا ولا مولا لکم۔

اسکے بعد ابوسفیان نے کہا تمہارے اور ہمارے درمیان دوسرے سال کا وعدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہنے کے لئے فرمایا کہ اسی طرح ہوگا۔ الغرض ابوسفیان مکہ کی طرف واپس ہو گیا۔ جب یقین ہو گیا کہ یہ سب مکہ چلے گئے تو آنحضرتؐ اور مسلمان میدان میں آئے اور کشتگان جنگ کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا ما حال عمی حمزہ کہ میرے چچا حمزہ کا کیا حال ہے۔ حارثؓ انکی خبر لائے اور سیدنا علیؑ ان کے پیچھے گئے اور تلاش کیا دیکھا کہ شہداء میں آرام کر رہے ہیں سیدنا علی رونے لگے اور آنحضرتؐ کو اطلاع دی آنحضرتؐ بنفس نفیس وہاں تشریف لائے اور حمزہ کے سرہانے اندوہناک کھڑے رہے اور خوب رویا۔ ستر دفعہ حمزہ کے لئے طلب مغفرت کی اس کے بعد حمزہ کی بہن صفیہ آئیں اور انہوں نے بھی اپنے بھائی کو دیکھ کر خوب گریہ وزاری کی حضرت فاطمہ بھی خوب روئیں آنحضرتؐ نے صفیہ اور فاطمہ علیہما السلام سے فرمایا بشارت ہو کہ حمزہ کو ساتویں آسمان میں اسد اللہ اور اسد الرسول کہا جا رہا ہے اس کے بعد حضرت حمزہ کی نماز پڑھی اور شہداء کے ساتھ دفن کیا۔ ائمہ اہل سنت کے نزدیک شہداء کو انہی کپڑوں میں بلا غسل دفن کرنا چاہیئے صرف ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ جیسا کہ آنحضرتؐ نے حضرت حمزہ اور دیگر شہداء کی صرف نماز جنازہ پڑھی اور عبد اللہ بن جحش کے ساتھ دفن کیا جو حمزہ کے بھانجے تھے۔ شہداء کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرتؐ مدینہ واپس ہوئے اور اثنائے راہ میں جس نے بھی آپکو بقید حیات دیکھا آپ کی سلامتی پر خدا کا شکر کیا۔

سنہ ۴ھ کے واقعات

اسی سال سریہ ابن جبیع، سریہ ابوسلمہ، سریہ عبداللہ بن انیس واقع ہوئی کتب سیر سے ان کی تفصیل معلوم کیجا سکتی ہے

اسی سال قصۂ اسعدیہ پیش آیا جس میں ستر صحابہ شہید ہوئے۔ آنحضرتؐ چالیس روز تک نماز صبح کی قنوت میں تمام قبائل کے لئے بددعا کرتے رہے اس کے بعد غزوہ بنی نضیر واقع ہوا اسی سال عبداللہ بن عثمان سبط آنحضرتؐ اور فاطمہ بنت اسد والدہ سیدنا علیؓ کی وفات واقع ہوئی۔ اسی سال ام سلمہ کا نکاح ہوا۔ نیز اسی سال بدر صغریٰ واقع ہوا اس کی صورت یوں پیش آئی کہ ابوسفیان اُحد سے واپس ہوتے وقت مسلمانوں سے کہا تھا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان ایک سال کا وعدہ ہے۔ جب معہودہ وقت آیا تو ابوسفیان نے جنگ کی تیاری شروع کی لیکن دل سے نہیں چاہتا تھا کہ جنگ کرے اس لئے کہ اس سال قحط پڑا تھا اور اہل مدینہ بھی مدینہ سے باہر نکلنا مکروہ سمجھ رہے تھے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ جب وعدہ ہم کفار سے محاربہ کے لئے نکلیں تو مناسب ہے تاکہ ہم کو نئی زندگی ملے۔ آنحضرتؐ بہت خوش ہوئے اسکے بعد آنحضرتؐ نے اپنا جھنڈا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو دیا اور ذی قعدہ کی پہلی شب میں بمقام بدر منزل کی ابوسفیان بھی مکہ سے باہر آیا اور بمقام مجنہ قیام کیا پھر اس نے اپنے دل کی بات کہی کہ مصلحت واپسی میں ہے کہ اس سال قحط ہے۔ چنانچہ وہاں سے واپس ہوگیا اہل مکہ نے اس غزوہ کا نام جیش السویق رکھا اسلئے کہ یہ اپنے ساتھ ستو کی بوریاں لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اصحاب کرام کے ساتھ بدر سے واپس ہوگئے اس واپسی میں ایک یہودیہ کو جس نے زنا کیا تھا رجم کیا گیا اور طعمہ کا چوری کے الزام میں ہاتھ کاٹ دیا گیا کہتے ہیں کہ اس سال شراب حرام ہوئی ارباب سیر کہتے ہیں کہ پہلی آیت جو شراب کے بارے میں نازل ہوئی یہ تھی۔ ومن ثمرات النخیل والاعناب یتخذون منہ سکرًا ورزقًا حسنا اس زمانہ میں مسلمان شراب نوشی کے شغل میں رہتے اور اسی حالت میں نماز پڑھتے دعائیں کرتے صحابہ جو عقل ودانش میں کامل تھے شراب نوشی کی ممانعت کے حکم کے لئے آنحضرتؐ سے گذارش کرتے آخر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما عقلاء کی ایک جماعت اور صحابہ نے کہا کہ جس چیز میں اثم کبیر ہے اس کا چھوڑ دینا اولیٰ ہے اور بعض ایسے تھے جو منافع للناس کے پیش نظر

شراب نوشی کرتے تھے چنانچہ ایک روز عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے دوستوں کی ضیافت کی جس میں شراب بھی تھی یہ حالت نشہ میں تھے کہ شام کی نماز کا وقت آگیا اور یہ لوگ نماز میں مشغول ہو گئے مگر نشہ میں آیات غلط سلط پڑھ دیئے اس وقت یہ آیت اتری یاایھا الذین امنوا لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلمون ماتقولون اس کے ایک جماعت نے بس اتنی شراب پینی شروع کی کہ نماز کی حالت میں وہ جو آیات پڑھ رہے ہیں وہ سمجھ سکیں یہاں تک کہ عتبان بن مالک انصاری نے صحابہ کی ایک جماعت کو مدعو کیا ان کی ضیافت کیلئے چند اونٹ ذبح کئے تھے جب یہ کھانا کھائے اور شراب پی تو نشہ کا غلبہ ہوا اور اس حال میں ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے یہاں تک کہ مارپیٹ کی نوبت آگئی اور سعد وقاص کا سر پھٹ گیا وہ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور انصار کی شکایت کی اس وقت حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یاایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔

اسکے بعد آنحضرتؐ کے حکم سے مدینہ کے بازاروں میں منادی کر دی گئی کہ الا ان الخمر قد حرمت جس شخص نے یہ ندا سنی تو اس نے اگر وہ شراب نوشی میں مشغول تھا تو اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور شراب نوشی ترک کر دی اور گھروں میں جو شراب تھی وہ پھینک دی گئی یہاں تک کہ مدینہ کے کوچہ و بازار میں بہنے لگی۔

۵ھ کے اہم واقعات

اسی سال زینبؓ بنت جحش کا عقد ہوا۔ زفاف کے دن آیت حجاب نازل ہوئی اس کے بعد غزوہ بنی مصطلق اور پھر غزوہ افک پیش آیا یہی غزوہ حضرت عائشہؓ کے عتاب کا سبب ہوا آپ فرماتی ہیں کہ اس غزوہ میں آنحضرتؐ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے تھے جب اس غزوہ سے واپسی ہوئی اور ہم مدینہ کے نزدیک پہونچے تھے کہ ایک رات میں سحر کے وقت روانگی کا اعلان کیا گیا میں میں لشکرگاہ سے قضائے حاجت کے لئے باہر گئی تھی جب واپس آئی اور اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو دیکھا کہ ہار نہیں ہے پھر اس مقام پر گئی جہاں قضائے حاجت کے لئے گئی تھی اس اثناء میں جن لوگوں نے میرا ہودج بار کیا تھا انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج میں ہوں اور قافلہ روانہ ہو گیا میں اپنا ہار لیکر اپنے ٹھکانے پر واپس آئی وہاں کوئی موجود نہ تھا میں نے اپنے دل میں کہا

مجھے نہ پائینگے تو میری طلبی میں وہ یہاں آئیں گے میں اس انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اپنی چادر لپیٹ کر اسپر تکیہ کیا۔ صبح کو صفوانؓ اس مقام پر پہونچے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اسلئے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے پیشتر وہ مجھے دیکھ چکے تھے ان کے کہنے پر میں اونٹ پر سوار ہوئی اور جب لشکر میں پہونچی تو اصحاب افک نے زبان درازی شروع کی جو جی میں آیا کہنے لگے۔ آنحضرتؐ کو بھی میں نے متغیر پایا۔ جب ہم مدینہ پہونچے تو آپ نے مجھے میرے والد کے گھر روانہ کر دیا میں اپنے والد کے گھر آنے کے بعد بیمار ہو گئی۔ آنحضرتؐ نے میری جانب التفات نہ کیا اور جب آتے تو اہل خانہ سے پوچھتے کہ بیمار کی کیا حالت ہے اور میرے سامنے نہ آتے لیکن علیؓ سے میرے بارے میں مشورہ فرماتے۔ اُسامہ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے آپ کے اہل کے متعلق بجز بھلائی اور نیکی کے کچھ نہیں جانتا اور علیؓ نے کہا یا رسول اللہ لم یضیق اللہ علیک والنساء سواھا کثیرۃ۔ یعنے خدائے تعالیٰ نے آپ پر کام تنگ نہیں کیا اس حال میں کہ عائشہؓ کے علاوہ بہت ساری عورتیں ہیں۔ القصہ کامل ایک ماہ تک آنحضرتؐ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اور اس دوران میں افترا پردازوں نے خوب ہنگامہ برپا کیا، مجھے دو شبانہ روز نیند نہ آئی میں مسلسل رو رہی تھی میں اس حال میں تھی کہ آنحضرتؐ میرے والد کے گھر آئے اور ان سے بیٹھ کر گفتگو کر رہے تھے کہ آثار وحی ظاہر ہوئے جب یہ حالت ختم ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ خوشخبری ہو تمہیں عائشہؓ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو مبرا اور تمہاری پاکی کی گواہی دی میرے باپ نے کہا اٹھو اور آنحضرتؐ کے پاس جاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو اس وقت آنحضرتؐ نے میرا ہاتھ پکڑا میں نے غصہ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا رسول اللہؐ نے مجھے لپٹا لیا اور واپس باہر گئے مسجد میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور چودہ نازل شدہ آیات اصحاب کو پڑھ کر سنائے ان کے منجملہ یہ آیت ہے ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات لعنوا فی الدنیا و الآخرۃ ولھم عذاب عظیم یعنے جن لوگوں نے محصنہ عورتوں کو تہمت لگائی جو انکی یاوہ گوئی سے بے خبر ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور انکے لئے دردناک عذاب ہے۔

اس سفر میں جس میں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا تھا آنحضرتؐ نے اسکی بازیابی کے لئے توقف

فرمایا اس مقام پر پانی نہ تھا اور ساتھ بھی رکھا نہ گیا تھا لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور حضرت عائشہ کی شکایت کی کہ ان کی وجہ سے پانی نہ ملنے کے باعث نماز فوت ہو جائیگی۔ صدیق اکبر حضرت عائشہ کی جانب متوجہ ہوئے آنحضرت اپنا سر حضرت عائشہ کے گود میں رکھکر سو رہے تھے حضرت صدیق اکبر حضرت عائشہ پر خفا ہوئے القصہ آنحضرت نے وہیں صبح کی پانی دستیاب ہوا اس پر حق تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کی جو یہ ہے۔ ان کنتم مرضیٰ او علےٰ سفر او جاء احد من الغائط او لمستم النساء ولم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیباً فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللہ عفواً غفوراً۔

اسی سال غزوہ خندق واقع ہوا ابوسفیان چار ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ آیا آنحضرت نے بنظر احتیاط مدینہ کے اطراف خندق کھدوائی جس میں آپ بھی شریک تھے آخر بعون اللہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کفار فرار ہوگئے۔

اس کے بعد آنحضرت نے فوج کشی کی اور مکہ کو فتح کیا اسکے بعد غزوہ بنی قریظہ اور اسکے بعد غزوہ دومۃ الجندل واقع ہوا جس سے آنحضرت مال غنیمت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے۔ اسی سال سعد بن عبادہ کی ماں کا انتقال ہوا آنحضرت نے ان کی قبر پر نماز پڑھی۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ میری ماں کے لئے کیا صدقہ دوں فرمایا کنواں کھداؤ چنانچہ سعد نے کنواں کھدوایا۔ آنحضرت نے فرمایا ھذا لِاُمِّ سعد۔

سنہ ۶ھ کے واقعات

جمہور اہل سیر کہتے ہیں کہ اسی سال حج فرض ہوا تمام علماء متفق البیان ہیں کہ حج کی فرضیت سنہ ۹ھ میں ہوئی پہلی جماعت کا قول ہے کہ آیت واتموا الحج والعمرۃ للہ چھٹے سال نازل ہوئی دوسری جماعت کا قول ہے کہ فتح مکہ رمضان سنہ ۸ھ میں واقع ہوئی اگر حج فرض ہوتا تو آنحضرت علیہ السلام اسی سال حج فرماتے یا اسکا حکم دیتے جب نواں سال آیا تو آپ نے ابوبکر کو حج کے لئے فرمایا اور دسویں سال خود آپ نے حج بیت اللہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ سنہ ۹ھ میں فرض ہوا بعض کہتے ہیں کہ حج کا وقت استطاعت پر موقوف ہے اور امن طریق کی بھی شرط ہے سنہ ۶ھ میں کفار نے راستہ روکا تھا پس اتمام سے مراد اقامت حج وعمرہ ہے نہ کہ ان کا اکمال واللہ اعلم ورسولہ

اسکے بعد غزوہ ذات الرقاع واقع ہوا جسمیں صحابہ کے پاؤں مجروح ہوئے تو انہوں نے اس پر

پٹیاں باندھی اسکے بعد غزوۂ بنی لحیان اور پھر سریہ محمد بن مسلمہ، غزوہ ذی قرد یا غابہ سریہ عکاشہ سریہ زید بن الحارث، سریہ عبدالرحمن بن عوف۔ سریہ امیر المومنین علیہ السلام واقع ہوئے۔

اسی سال سنہ ۶ھ میں آنحضرتؐ نے نماز استسقاء پڑھی اور بارش کے لئے دعا فرمائیں ارباب سیر کا بیان ہے کہ رمضان سنہ ۶ھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قحط سالی کی شکایت اور نماز استسقاء کے لئے گذارش کی آنحضرتؐ نے دن اور تاریخ مقرر کرکے فرمایا کہ اس روز سب ملکر صحرا میں نماز استسقاء ادا کریں گے اور بارش کے لئے دعا کریں گے الغرض اس روز آنحضرتؐ طلوع آفتاب کے وقت پرانے کپڑے پہنکر خشوع و خضوع کے ساتھ باہر نکلے اور عیدگاہ میں دو رکعت نماز بغیر اذان کے پڑھائی ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں فرمائیں جس طرح نماز عید میں مطابق مذہب اما شافعی ادا کی جاتی ہیں پہلی رکعت میں سورہ والضحیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ پڑھی اور ازاں بعد بلیغ خطبہ دیا اور دعا کی۔ دعا کے وقت رو بقبلہ ہو کر ردائے مبارک کو منقلب فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ ابھی آپ گھر نہ پہونچے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔

غزوۂ حدیبیہ

ماہ ذی قعدہ سنہ ۶ھ میں آنحضرتؐ نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ کعبہ کی زیارت کی عمرہ ادا کیا اور خانہ کعبہ کی کنجی بھی آپ کے دست مبارک میں دیدی گئی جب آپ نے یہ خواب اصحاب سے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور یہ سمجھے کہ اس خواب کی تعبیر اسی سال ظہور میں آئیگی۔ آنحضرتؐ نے اصحاب کو اپنے ارادے کی خبر دی کہ آپ عمرہ کے لئے نکل رہے ہیں اور وہ بھی مستعد اور آمادہ ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے غسل فرمایا نئے کپڑے پہنے اور شتر قصویٰ پر سوار ہو کر بروز دوشنبہ پہلی ذی قعدہ کو مدینہ سے نکلے اور عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بنایا اکثر و بیشتر صحابہ نے اپنے ساتھ ہتھیار نہ رکھے البتہ ستر اونٹ ہدی کیلئے ساتھ لے گئے آنحضرتؐ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی اور عمرہ کے لئے حرم باندھا۔ جمہور صحابہ نے بھی آپ کی اتباع میں احرام باندھا ازواج مطہرات سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں جملہ اشخاص کی تعداد ایک لاکھ بیان کیجاتی ہے جو آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرتؐ مکہ کی جانب متوجہ ہوئے کی اطلاع مکہ پہونچی تو کفار نے آپس میں مشورہ کیا اور بالآخر یہ رائے ہوئی کہ آنحضرتؐ کو زیارت خانہ کعبہ سے منع کیا جائے۔ اطراف کے قبائل

سے ان لوگوں نے مدد طلب کی اور مکہ سے باہر نکل کر بلدح لشکر گاہ قرار دیا۔ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل سالار لشکر تھے۔ آنحضرتؐ نے ایک شخص کو مکہ روانہ کیا تاکہ قریش کے حالات معلوم کرے۔ وہ مکہ سے حالات دریافت کرکے واپس ہوا اور آنحضرتؐ سے تفصیلات بیان کئے۔ آپ نے اعیان صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ مصلحت اس میں ہے کہ ہم ان سے مقابلہ کریں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ زیارت خانہ کعبہ کے ارادے سے نکلے ہیں کسی سے مقابلہ کا ارادہ نہ تھا لہذا آپ اپنے ارادے پر قائم رہیئے اگر قریش زیارت سے منع کریں تو اسوقت ان سے مقابلہ کریں گے۔ آنحضرتؐ نے اس رائے سے اتفاق فرمایا۔ اور کہا خالد تنعیم میں ٹھیرا ہوا ہے تم لوگ سیدھی جانب سے جاؤ تاکہ ہماری خبر نہ پہونچنے پائے اور اس وقت تک ہم ان کے سر پر پہونچ جائیں۔ راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ خالد واقف نہ ہوئے جب تک کہ لشکر اسلام کے گرد و غبار کو نہ دیکھا۔ اس وقت انہوں نے راہ فرار اختیار کی تاکہ قریش کو مطلع کریں۔ آنحضرت علیہ السلام نے اونٹ بڑھایا یہانتک کہ وہ مقام ثنیہ پر ٹھیر گیا اور اپنے زانو زمین پر ٹیک دئے۔ ہر چند اس کو اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھا اور جب آنحضرتؐ کی زجر پر اٹھا تو راستہ سے منحرف ہو گیا آخر اقصائے حدیبیہ میں منزل قرار پائی اور ایک کنویں کے سرے پر جس میں تھوڑا سا پانی تھا اتر پڑے۔ لوگوں نے اس کنویں سے پانی لینا شروع کیا کچھ مدت میں کنویں کا پانی ختم ہو گیا آنحضرتؐ سے انہوں نے تشنگی کی شکایت کی۔ خواجۂ عالم نے دعا فرمائی آسمان سے بارش ہونے لگی اور سب سیراب ہو گئے۔ اس کے بعد بدیل بن ورقہ قریش کی جانب سے آیا اور کہا اکثر قبائل متحد ہو کر حدیبیہ کے پاس اترے ہیں اور آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم کسی سے جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ صرف عمرہ کرنے کی نیت سے نکلے ہیں اگر یہ چاہیں تو ہم ایک مدت متعین کر دیں گے کہ اسمیں جنگ نہ کریں گے بدیل نے واپس ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ محمدؐ سے جنگ کرنے میں عجلت سے کام نہ لو وہ جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی نیت سے آئے ہیں اس جماعت نے بدیل کی بات پر بھروسہ نہیں کیا اس کے بعد قریش سے عروہ بن مسعود اٹھے اور کہا کہ اے قوم میرے ذمہ یہ کام کر دو میں جا کر محمدؐ سے ملونگا اور ان کا ارادہ معلوم کرونگا

چنانچہ ان لوگوں نے عروہؓ کو آنحضرتؐ کے پاس گفتگو کے لئے روانہ کیا آنحضرتؐ نے بدیلؓ سے جو کہا تھا وہی اس سے بھی کہا لیکن عروہؓ نے جب واپس ہو کر یہ بات بیان کی تو اس کو بھی ان لوگوں نے باور نہ کیا اور بنی کنانہ سے ایک شخص کو اور دوسری روایت کے لحاظ سے علقمہ کو روانہ کیا آنحضرتؐ نے اپنا قصد وہی بیان کیا جو بدیلؓ اور عروہؓ سے بیان کیا تھا۔ علقمہ واپس آئے اور کہا کہ اے قوم ہمارے لئے سزاوار نہیں ہے کہ ان لوگوں کو زیارت خانہ کعبہ سے منع کریں لیکن کفار نے ان کی بات بھی نہ مانی اسکے بعد آنحضرتؐ نے خراشؓ بن امیہ کو مکہ روانہ کیا تاکہ ان لوگوں کو اپنے ارادہ سے مطلع کریں۔ قریش نے انکو گرفتار کر لیا اور قتل کرنا چاہا۔ ایک قوم نے جو مکہ میں تھی خراشؓ کی حمایت کی۔ پھر آنحضرتؐ نے عمرؓ فاروق سے کہا تم جاؤ اور قریش کو مطلع کرو کہ ہم جنگ کے لئے نہیں بلکہ زیارت خانہ کعبہ اور عمرہ کے لئے آئے ہیں عمرؓ نے عرض کیا کہ قریش کو مجھ سے ایسی دشمنی ہے کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑینگے اور قبیلہ بنی عدی سے مکہ میں کوئی نہیں ہے جو میری حمایت کرے اگر آپ عثمانؓ کو روانہ کریں تو مناسب ہوگا کیونکہ قریش کے پاس وہ عزیز ہیں آنحضرتؐ نے اس مشورہ کے مطابق عثمانؓ کو مکہ روانہ کیا۔ راستہ میں سعد بن العاص ملے اور جب معلوم ہوا کہ ان کو مکہ اس پیام کے ساتھ روانہ کیا گیا ہے تو انہوں نے عثمانؓ کو اپنی امان میں لیا اور خود اپنے ناقہ پر سوار کر کے مکہ لے گئے عثمانؓ نے اشراف قریش سے ملاقات کی اور آنحضرتؐ کا پیام پہونچایا تو پھر واپس ہونا چاہا ان لوگوں نے کہا اگر آپ خانہ کعبہ کا طواف کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی طواف کروں گا اس پر لوگ بھڑ گئے اور آپ کو مکہ میں روک لیا جب عثمانؓ کے آنے میں دیری ہو گئی تو مسلمان کہنے لگے چونکہ وہ مکہ میں ہیں ہمارے بغیر طواف کریں گے آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے عثمانؓ سے ایسی توقع نہیں ہے وہ ہمارے ساتھ ہی طواف کریں گے۔ اس اثناء میں سیدِ عالمؐ کو یہ خبر ملی کہ عثمانؓ کو مکہ میں قتل کر دیا گیا۔ آنحضرتؐ یہ خبر سن کر ملول ہوئے اور فرمایا میں یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک کہ قریش سے اس کا بدلہ نہ لوں۔ آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے اصحاب کو طلب کیا اور ان سے بیعت لی کہ اگر جنگ ہو تو یہ ثابت قدم رہیں گے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں اسلئے کہ حق تعالیٰ نے سورۂ فتح میں مومنوں کی اس بیعت کا اظہار یوں فرمایا ہے لقد رضی اللّٰہ عنِ المُومنین اِذ یُبا

يُبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم وانزل عليهم السكينة واثابهم فتحاً قريبا۔ بیعت کی مہم سے فارغ ہوئے تھے کہ خبر ملی حضرت عثمان کو قتل کر دیا گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ خدا اور رسول کی راہ میں گئے تھے میں نہیں چاہتا کہ وہ بیعت کی فضیلت سے محروم رہیں اور اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور عثمانؓ کی جانب سے بیعت کی۔ جب اس بیعت جہاد کی قریش کو اطلاع ملی تو وہ خوف زدہ ہو گئے۔ انہوں نے سہیل بن عمر کو بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور کسی طرح ہمارے اور محمد (صلعم) کے درمیان مصالحت کرا دو۔ سہیل قریش کی ایک جماعت کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس پہونچے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا سَہَل امرنا یعنے ہمارا کام آسان ہو گیا۔ سہیل نے کہا کہ اے محمد (صلعم) قریش اس شرط پر صلح کے لئے آمادہ ہیں کہ اس سال آپ حج نہ کریں آئندہ سال کریں اگر آپ اس شرط پر راضی ہیں تو صلحنامہ لکھدیا جائے۔ آنحضرتؐ اس شرط پر رضامند ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو طلب کر کے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں نہیں جانتا رحمن و رحیم کون ہے باسمك اللهم لکھا جائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اسی طرح لکھو چنانچہ سیدنا علیؓ نے اسی طرح لکھدیا پھر فرمایا لکھو هذا قضے یملّہ محمد رسول الله سیدنا علیؓ نے اسی طرح لکھدیا سہیل نے کہا ہم آپ کی رسالت کے مُقر نہیں ہیں اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے ہوتے تو خانہ کعبہ کی زیارت سے منع نہ کرتے لہذا محمد ابن عبداللہ لکھوائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا واللہ انی رسول اللہ وان كذّبتموني خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھے جھٹلاؤ اور علیؓ سے کہا اس کلمہ کو میٹ دو اور اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھدو۔ سیدنا علیؓ نے عرض کیا خدا کی قسم میں وصف رسالت کو ہرگز نہیں میٹ سکتا بالآخر آنحضرتؐ نے ان کے ہاتھ سے کاغذ لیا اور خود اس کلمہ کو میٹ دیا اسکے بعد فرمایا لکھو محمد ابن عبداللہ علیؓ نے لکھدیا آنحضرتؐ نے فرمایا علیؓ تم کو اس طرح کا واقعہ پیش آئے گا۔ آپ کا یہ ارشاد جنگ صفین کے وقت سیدنا علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان معاہدہ کے متعلق تھا حاکم شام نے کہا کہ اگر علیؓ کو امیر المومنین تسلیم کیا جاتا تو ان سے مقابلہ کیوں ہوتا۔ علی بن ابی طالب لکھا جائے۔ سیدنا علیؓ کو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آیا تو کہا صدق رسول اللہ یعنے رسول اللہ نے

سچ کہا تھا۔ القصہ صلح حدیبیہ کے روز سہیل نے جو شرط بھی پیش کی اس کو آنحضرتؐ نے قبول کر لیا۔ صلحنامہ کا ماحصل یہ تھا کہ دس سال تک مسلمان اور کفار کے درمیان جنگ نہ ہو گی اس سال مسلمان حج نہ کریں گے۔ البتہ دوسرے سال اسکی قضا کر سکتے ہیں لیکن تین روز سے زاید مکہ میں قیام نہ کریں گے ان کے اسلحہ غلاف میں رہیں گے اور دیگر چند مہمل شرائط تھیں جن کو آنحضرتؐ نے قبول فرما لیا۔ اس صلحنامہ سے اکثر مسلمان بے دل اور غمگین ہوئے کیونکہ ان کا مدعا یہ تھا کہ آنحضرتؐ کا خواب درست نکلے اسی سال حج ہو اور مکہ فتح ہو جائے بعض کہتے تھے کہ خواب کیوں پورا نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال حج ہو گا۔ الغرض صلحنامہ تحریر پانے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اٹھو اپنے ہدیہ کے اونٹوں کو ذبح کرو سر منڈاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ کوئی شخص ان ہدایات پر عمل پیرا نہ ہوا۔ آنحضرتؐ ام سلمہ کے پاس آئے اور یہ صورت حال بیان کی۔ ام سلمہ نے کہا اگر یہ مرضی مبارک ہو کہ آپ کے ہدایات کی تعمیل کریں تو ان سے باہر کچھ نہ کہیئے آپ اپنے ہدایا کے اونٹوں کی قربانی کیجئے اور حلق سر کروائیے جب آپ ایسا کریں گے تو سب آپ کی اتباع کریں گے آنحضرتؐ نے خیمہ سے باہر آکر اسی طرح عمل کیا۔ جب اصحاب نے دیکھا کہ سید عالمؐ نے قربانی دی اور حلق سر بھی کروایا تو یہ بھی قربانی دینے اور حلق سر کرانے لگے۔ بعض اصحاب نے بجائے حلق سر کے قصر کروایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللھم اغفر للمحلقین صحابہ نے پوچھا والمقصرین یا رسول اللہ آنحضرتؐ نے پھر وہی دعا کی صحابہ نے پھر مقصرین کے لئے دعا کرنے کی استدعا کی مگر آنحضرتؐ نے تیسری بار بھی محلقین کے لئے دعا فرمائی جب صحابہ نے اسکی وضاحت چاہی تو فرمایا کہ محلقین نے بمقابلہ مقصرین شک نہیں کیا اسکے بعد منزل حدیبیہ سے مراجعت فرمائے۔ اثنائے راہ میں سورت انا فتحنا نازل ہوئی جب آپ مدینہ تشریف لائے تو ابونضیر کا واقعہ پیش آیا اسکے بعد آپ نے اطراف واکناف کے حکمرانوں کے نام مکتوبات روانہ کئے۔

مکتوبات نبوی

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ بادشاہان عجم کے نام خط لکھیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ عرض کیا گیا جبتک مکتوبات پر مہر ثبت نہ ہو وہ نہیں پڑھتے اس پر آپ نے طلائی انگشتری بنوا کر پہنی اور جب صحابہ نے دیکھا کہ سید عالمؐ نے انگوٹھی پہنی ہے تو انہوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں

دوسرے روز جبرئیل آئے اور یہ پیام پہونچایا کہ آپ کی امت کے مردوں پر سونا پہننا حرام ہے اسیوقت آنحضرتؐ نے انگوٹھی انگلی سے نکالدی اور صحابہ نے بھی یہی عمل کیا اسکے بعد چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا حلقہ اور نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اور اسپر محمد رسول اللہ کندہ کرنے کا حکم دیا اس انگوٹھی کے نگینہ پر تین سطریں تھیں پہلی سطر میں اللہ دوسری سطر میں رسول تیسری سطر میں محمد تھا دوسروں کو اسی طرح انگوٹھی نقش کروالے کی آپ نے مخالفت فرمائی اسکے بعد آپ نے کاتبوں کو طلب کیا اور چھ نامے چھ بادشاہوں کے نام لکھوائے جو یہ تھے ۔

۱۔ ملک نجاشی شاہ حبشہ ۲۔ ہرقل اعظم روم ۔ ۳۔ کسریٰ حاکم مداین ۔ ۴۔ مقوقس بادشاہ اسکندریہ ۔ ۵۔ حارث والیٔ دمشق ۔ ۶۔ مہوذہ حنفی پیشوائے یمامہ

عمرو بن امیہ کو نجاشی ۔ دحیہ کلبی کو ہرقل ۔ عبداللہ بن حذافہ کو کسریٰ ۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس ۔ شجاع بن وہب اسدی کو حارث اور سلیط عامری کو مہوذہ کے پاس ان کے موسومہ ناموں کے ساتھ روانہ فرمایا ۔ بعض لوگ مانند نجاشی ایمان لائے ۔ نجاشی نے نامہ کو بوسہ دیا آنکھوں پر رکھا اور بے تحاشہ زبان سے کلمہ شہادت پڑھا اور جب ہرقل کو نامہ پہونچا تو ترجمان کو طلب کرکے پڑھوا کر سنا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرتؐ پیغمبر مرسل ہیں لیکن اندیشہ ہے کہ مجھے رومی ہلاک کردیں گے ورنہ میں ضرور متابعت کرتا ۔ بعض بیان کرتے ہیں کہ در پردہ ایمان لایا تھا لیکن علانیہ طور پر باندیشہ ہلاکت اقرار رسالت نہیں کیا اور جب کسریٰ کو مکتوب پہونچا تو مضمون نامہ پر مطلع ہونے کے بعد اسکے پرزے پرزے کردیے اور اس نامہ کا جواب تحریر نہیں کیا جب اسکی اطلاع سید عالم کو ملی تو فرمایا مَزَّقَ کِتَابِی مَزَّقَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ یعنے اس نے میرے نامہ کو پرزے پرزے کردیا اللہ تعالیٰ نے اسکے ملک کے ٹکڑے کردئے ۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی ہی مدت میں شیرویہ نے کسریٰ کو قتل کردیا اس کے بیٹے کو مسلط کیا اور اس کے پیٹ کو چاک کرڈالا ۔ جب آنحضرتؐ کا مکتوب اسکندریہ پہونچا تو مقوقس نے کوئی ناسزا بات نہ کہی بلکہ کلمۂ خیر زبان پر لایا اور آنحضرتؐ کے مکتوب کی تعظیم و تکریم کی لیکن ایمان نہ لایا آنحضرتؐ کے پاس تحفے اور ہدایا روانہ کئے کہتے ہیں کہ سفید اونٹ جسکو دُلدُل کہا جاتا ہے

اور ماریہ قبطیہ کو جن کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اسی نے آنحضرتؐ کے پاس بھیجے تھے۔ اس کے بعد اس نے حاطب کو خلوت میں طلب کیا اور آنحضرتؐ کے اوصاف دریافت کئے اور کہا کہ یہ تمام پیغمبروں کے اوصاف ہیں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم نے آپ کی آمد کی بشارت دی تھی اس کے بعد آنحضرتؐ کے نام مکتوب کا جواب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبر باقی رہ گیا ہے وہ ظاہر ہوگا۔ خاتم پیغمبران ہوگا۔ لیکن میرا گمان ہے کہ وہ شام سے ظاہر ہوگا میں نے آپ کے نامہ بر کی تعظیم و تکریم کی اور چند تحفے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں قبول فرمائے جائیں۔ اور جب حارث بن ابی شمر والئی دمشق کو مکتوب پہونچایا گیا تو پڑھنے کے بعد اس کو پھینک دیا اور کہا کہ یہ کون ہے جو مجھ سے میرا ملک چھیننا چاہتا ہے۔ اور اسی قسم کی بیہودہ باتیں کیں اور مجلس سے اٹھ کر حکم دیا کہ گھوڑوں کی نعلبندی کی جائے یعنے آنحضرتؐ کا مقابلہ کرنے کا قصد ظاہر کیا اور ہرقل کے نام خط لکھا کہ میرے پاس ایک مکتوب آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص عرب میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے میرا ارادہ ہے کہ میں اس پر حملہ آور ہوں۔ ہرقل نے جواب دیا کہ یہ ارادہ ترک کرو اور مجھ سے ملو تاکہ دیکھا جائے کہ مقتضائے مصلحت کیا ہے۔ جب ہرقل کا نامہ پہونچا تو شجاع کو طلب کیا اور کہا کہ تم اپنے صاحب کے پاس چلے جاؤ شجاع نے کہا کہ کل واپس ہو جاؤں گا۔ حارث نے چند مثقال طلا بطور انعام دیکر شجاع کو رخصت کر دیا۔ جب ہوزہ کو آنحضرتؐ کا مکتوب پہونچایا گیا تو اس نے اس مکتوب کی تعظیم کی سلیط کے ساتھ بھی احترام سے پیش آیا عمدہ مکان میں اتارا اور جواب نامہ بھی دیا لیکن ایمان نہ لایا۔ سلیط مدینہ واپس ہوئے اور جواب آنحضرتؐ کے روبرو پیش کیا آپ نے فرمایا کہ اس کا ملک اور وہ دونوں ہلاک ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ فتح مکہ سے واپس ہوئے تو جبرئیل نے اسکی وفات کی آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا اس کے بعد یمامہ میں ایک دروغ گو پیدا ہوگا جو نبوت کا دعوی کرے گا۔ اور میرے بعد مار ڈالا جائیگا۔ یہ مسیلمہ کذاب کی جانب اشارہ تھا۔

فتح خیبر اور ۷ھ کے دیگر اہم واقعات

سفر حدیبیہ سے واپسی کے بعد آنحضرتؐ نے بیس روز مدینہ میں توقف فرمایا اس کے بعد اصحاب سے فرمایا کہ لشکر کی تیاری کریں کہ حق تعالیٰ نے سورہ فتح میں جو حدیبیہ سے

مراجعت کے وقت نازل ہوئی۔ خیبر کی فتح کا اشارہ فرمایا ہے انشاءاللہ عنقریب خیبر فتح ہوگا حیث وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجّل لکم ھذہ یعنے خیبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے ساتھ صرف وہ شخص آئے جو جہاد کے لئے راغب ہو۔ القصہ آنحضرت نے عزم کارسازی فرمایا اور ایک ہزار چار سو افراد کے ہمراہ مدینہ سے باہر نکلے۔ سباع غفاری کو مدینہ میں بحیثیت خلیفہ چھوڑا۔ امہات المسلمین میں حضرت ام سلمہ آپ کے ہمراہ تھیں بیس مسلمان عورتیں پکوان اور سلائی وغیرہ کام کی نگرانی کے لئے ملازم ہوئیں۔ مقدمہ لشکر عکاشہ کی نگرانی میں میمنہ عمر خطاب کی نگرانی میں، میسرہ سیدنا علی کی نگرانی میں دیا گیا۔ لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی اسلئے کہ صحیح روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا علی ابتداءً لشکر میں نہ تھے اور جب لشکر سے ملحق ہوئے تو آنحضرت نے لشکر کا جھنڈا ان کے حوالے کیا اور امیر لشکر بنایا۔ اور فتح بھی آپ کے ہاتھ پر ہوئی۔

کہتے ہیں کہ ابن ابی سلول منافق نے یہودیوں کو خبر بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا قصد کرتے ہیں ہوشیار رہو حصار کو مستحکم کرو اور ان سے جنگ کے لئے باہر نکلو۔ تمہاری قوم کے بیشمار لوگ ہیں اور اسباب کی بھی کثرت ہے اور مسلمانوں کے پاس اس کی کمی ہے جب اہل خیبر کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے قبیلہ غطفان سے مدد طلب کی لیکن انہوں نے اہل اسلام سے ڈر کر مدد دینا قبول نہ کیا الغرض آنحضرت ایک ایسی جگہ اپنے لشکر کے ساتھ اترے جہاں سے غطفان ایک رات دن کی مسافت پر تھا آپ نے راستہ بتانے والے کو طلب کر کے فرمایا کہ ہم کو ایسے راستہ سے لے چلو کہ ہم غطفان اور اہل خیبر کے درمیان ہو جائیں تاکہ قبیلہ غطفان خیبر کے یہود کو مدد نہ پہونچا سکے چنانچہ وہ آپ کو مرحب کے راستے سے لے گیا۔ آنحضرت وادی خوضہ کے راستہ سے میدان خیبر میں پہونچ گئے کہتے ہیں کہ اہل خیبر پر خواب غفلت ایسا طاری تھا کہ وہ آنحضرت کی آمد سے واقف نہ ہو سکے حالانکہ ابن سلول خبر دینے کے بعد سے وہ رات دن مسلح سواروں کے ساتھ باہر نکل کر تفحص کیا کرتے تھے لیکن اس روز وہ طلوع آفتاب کے وقت بیدار ہوئے اور جب بیدار ہوئے تو اہل اسلام کے لشکر کو دیکھا سب بھاگے اور حصار بند ہو گئے اور پیشوائے غطفان سلام بن مشکم کو اطلاع دی اس نے کہا کہ میں نے پہلے تم کو جنگ کا مشورہ دیا تھا لیکن تم نے میرے مشورہ کو قبول نہ کیا اب جنگ میں کوتاہی سے کام نہ لو گرفتار ہونے سے قتل ہو جانا بہتر ہے

لہٰذا اہل خیبر نے مقابلہ کے لئے اپنے دلوں کو مضبوط کیا اپنے اہل و عیال کو قلعہ میں بھیج دیا اور اہل حرب حصار نطات میں جمع ہوئے جب آنحضرتؐ کو یقین ہوگیا کہ اہل خیبر جنگ کریں گے تو آپ نے اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دلائی کہتے ہیں کہ دوسرے روز حصار نطات فتح ہوگیا اور وہاں سے اہل خیبر فرار ہوگئے اور ایک قلعہ میں جمع ہوئے جو نہایت مضبوط قلعہ تھا اور وہاں انہوں نے آلات و سلاح حرب جمع کر رکھا تھا لیکن وہ بھی فتح ہوگیا اسکے بعد حصار ہائے خیبر ناعم بھی فتح ہوگئے اسکے بعد وہ حصار قموص کا محاصرہ کیا گیا۔ آنحضرتؐ کو درد شقیقہ لاحق ہوگیا تھا جس کی وجہ سے آپ معرکہ میں نہ رہ سکے ہر روز علم اصحاب میں سے کسی کو دیکر روانہ فرماتے تھے قلعہ نہایت محکم تھا فتح ہونے نہ پایا۔ بالآخر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو علم دیکر روانہ کیا پھر بھی قلعہ فتح نہوا دوسرے روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ علم لے کر جنگ کے لئے نکلے اس دفعہ بھی مقصد حاصل نہوا اور وہ بلا نیل و مرام واپس ہوگئے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں ارشاد فرمایا لاعطین الرأیت غدا رجلاً یحب اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدہٖ یعنی کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سننے کے بعد ہر شخص کو اسکی آرزو تھی کہ علم اس کو دیا جائے۔ کہتے ہیں کہ اسی روز سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آشوب چشم کے باعث حاضر نہ ہوسکے۔ آنحضرتؐ خیمہ سے باہر آئے اور دریافت فرمایا این علی ابن ابی طالب یعنی علی ابن ابی طالب کہاں ہیں عرض کیا گیا ان کو آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہوا ہے۔ جب علی آئے تو آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ فوراً آشوب چشم زائل ہوگیا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے کبھی آنکھوں میں درد نہیں ہوا اسکے بعد آنحضرتؐ نے خود انکو سلاح پہنائے ذوالفقار کمر پہ باندھی علم جنگ ہاتھ میں دیکر روانہ فرمایا۔ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جو مقابلہ کے لئے قلعہ سے باہر نکلا وہ حارث برادر مرحب تھا۔ سیدنا علی نے اس کے سر پہ ضرب لگائی اور اس ایک ہی ضرب میں وہ جہنم واصل ہوگیا۔ مرحب نے جب اپنے بھائی کا یہ انجام دیکھا تو وہ خود مقابلہ کے لئے باہر نکلا۔ اہل خیبر میں یہ سب سے شجیع تھا کہا جاتا ہے کہ اس کا نیزہ تین من وزن کا تھا اہل اسلام سے کسی کو اس کے مقابلہ کی ہمت نہ تھی یہ حال دیکھ کر سیدنا علی اس کی جانب روانہ ہوئے اور فرمایا انا الذی سمتنی امی حیدرا یعنی میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے کہتے ہیں کہ یہ اشعار پڑھنے کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ مرحب

نے اس رات میں خواب دیکھا تھا کہ ایک شیر اسکو پھاڑ رہا ہے۔ پس ان اشعار پڑھنے میں یہ مصلحت تھی کہ اسس کو اسکا خواب یاد دلایا جائے اور اس کے دل میں خوف پیدا ہو۔

القصہ دونوں بالمقابل ہوئے مرحب تلوار پھیرانا چاہتا تھا کہ سیدنا علیؓ نے پیش قدمی کی اور اسکی گردن پر ذوالفقار سے ضرب لگائی جو اسکے سر خود کو چیرتے ہوئے اسکے حلق تک پہونچ گئی جب وہ مارا گیا تو اہل اسلام نے یکبارگی حملہ کر دیا اور کئی یہودیوں کو قتل کیا۔ سیدنا علیؓ نے اس روز یہود کے سات سربرآوردہ اشخاص کو تہ تیغ کیا۔ تمام یہودی قلعہ سے فرار ہو گئے اور سیدنا علیؓ نے ان کا تعاقب کیا اس حالت میں ایک یہودی نے آپ کے ہاتھ پر ضرب لگائی جسکی وجہ سے آپ کے ہاتھ سے سپر گر گئی۔ دوسرے یہودیوں نے فوراً اس کو اٹھالیا۔

آپ نے اسکا تعاقب کیا اور اسپر حملہ کیا یہاں تک کہ فصیل کے دروازہ پر پہونچ گئے اور اسکے ایک آہنی دروازہ کو اپنا سپر بنا لیا اہل قلعہ نے جب یہ حال دیکھا تو امان طلب کیا۔ سیدنا علیؓ نے آنحضرتؐ سے استدعا کر کے ان کو امان دیا بشرطیکہ یہود اپنے اسلحہ اہل اسلام کے حوالہ کر دیں اور کوئی ہتھیار پوشیدہ نہ رکھیں اسکے بعد سیدنا علیؓ نے اپنی سپر دور پھینکدی چالیس اشخاص نے اس کو اٹھانا چاہا مگر اٹھا نہ سکے۔ آنحضرتؐ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر قلعہ خیبر فتح ہو گیا۔ آنحضرتؐ آپ کے استقبال کے لئے خیمہ سے باہر آئے اور آپ کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس کے بعد آنحضرتؐ قلعہ قموص کو تشریف لائے۔

کنانہ بن ابی الحقیق جو یہود کے رؤساء سے تھا آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا آپ نے پوچھا ابی الحقیق کا خزانہ کہاں ہے جواب دیا کہ ہم نے اس کو مصارف جنگ میں صرف کر دیا اور کچھ باقی نہ رہا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اسکے خلاف نکلے تو کیا تو امان سے دست بردار ہو جائیگا اسکے بعد جب ثعلبہ بن سلام بن ابی الحقیق سے تفتیش کی گئی تو خزانہ ویرانہ میں پایا گیا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے حوالے کیا کہ اپنے بھائی کے عوض اسکو قتل کر دیا جائے آخر خیبر کے یہود کی عاجزی پر اس کا خون معاف کر دیا گیا اور انکی عورتوں کو کنیز بنایا گیا۔ حارث کی لڑکی زینب کو جو مرحب کی بھتیجی تھی معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ گوشت رغبت سے کھاتے ہیں تو اس نے ایک بکری کا گوشت پکا کر اس میں زہر ملا دیا اور اس گوشت کو بطور ہدیہ پیش کیا آنحضرتؐ نے اس کا ایک لقمہ منہ میں رکھا اور فرمایا کہ یہ گوشت مجھ سے کہہ

رہا ہے کہ مجھے زہر آلود کیا گیا ہے جب یہ حال زینب کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ واقعی آپ پیغمبر ہیں اور زبان سے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے خیبر کے یہود کو قتل کرنے سے منع کر کے حکم دیا کہ انکو خیبر سے نکال دیا جائے ان لوگوں نے نہایت عاجزی شروع کی اور کہا کہ مسلمانوں کو ایک ایسی جماعت درکار ہوگی جو ان باغات میں کام کریں ہم سے اجرت پر کام لیا جا سکتا ہے۔ آنحضرتؐ نے قبول فرمایا کہ ہر سال نصف آمدنی اجرت میں لیں اور نصف بیت المال میں داخل کریں۔

ہر سال عبداللہ بن رواحہ یہ محاصل وصول کر کے بیت المال میں داخل کیا کرتے تھے۔

اسی سال جب آنحضرتؐ خیبر سے باہر آئے تو وادی القریٰ کا رخ فرمایا اور اس میں ایک منزل تھی جہاں نماز عصر کا وقت آ گیا آنحضرتؐ اپنا سر مبارک سیدنا علیؓ کے گود میں رکھے ہوئے تھے کہ وحی کے علامات ظاہر ہوئیں۔ حضرت علیؓ نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ نزول وحی کا وقت اتنا طویل کھنچا کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر فوت ہو گئی جب آنحضرتؐ وحی سے فارغ ہوئے تو آپ نے سیدنا علیؓ سے پوچھا کیا تم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ سیدنا علیؓ نے نفی میں جواب دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا الٰہی علیؓ تیری اور تیرے رسول کی طاعت میں تھے آفتاب کو پلٹا دے تا وہ نماز پڑھ لیں۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا غروب شدہ آفتاب پھر طلوع ہوا اور پہاڑ پر چمکنے لگا جسکو سب نے دیکھا۔ علیؓ نے عصر کی نماز پڑھ لی اس کے بعد صہباح فتح ہوا۔ اثنائے مراجعت میں ایک رات میں آنحضرتؐ نے سیر کی آخری شب آپ پر نیند کا غلبہ ہوا آپ نے بلالؓ سے کہا کہ تم بیدار رہنا اور صبح کی نماز کی حفاظت کرنا۔ بلالؓ نے کہا میں اس خدمت پر قائم ہوں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اور اصحاب سو گئے بلالؓ نماز میں مصروف رہے اور جتنی نمازیں ہو سکیں پڑھیں اس کے بعد اپنی پیٹھ راحلہ پر لگا کر مطلع کی طرف دیکھتے رہے نیند نے ان پر بھی غلبہ کیا اور وہ سو گئے یہاں تک کہ آفتاب کی تمازت سے بیدار ہوئے۔ روایت ہے کہ سب سے پہلے آنحضرتؐ اٹھے اس کے بعد بلالؓ اٹھے لوگ۔ ان کو ملامت کرنے لگے۔ سید عالم نے فرمایا اس منزل سے چلو کہ یہ وادی شیطان ہے۔ کچھ دور جانے کے بعد اتر کے وضو کیا اور جماعت کے ساتھ صبح کی قضا نماز پڑھی جب آپ نے اصحاب کو مضطرب الحال پایا کہ جب سو جائیں اور نماز فوت ہو جائے یا نماز پڑھنا بھول جائیں

تیسے یار ہونے کے بعد قضا کرلیں۔

اسکے بعد سریہ بنو کلاب، سریہ منقعہ، سریہ خربہ، سریہ بنی مرہ، سریہ بشیر، سریہ ابن ابی العوجا [illegible] واقع ہوئے۔

اسی سال یعنی ۷ھ میں ماہ ذی قعدہ آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ تیاری کرو تاکہ مکہ جاکر حدیبیہ کے عمرہ کی قضا کریں۔ اس سفر میں دو ہزار اشخاص آپ کے ہمراہ رکاب تھے۔ آنحضرتؐ نے ابوذر غفاری کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا۔ ساٹھ یا ستر اونٹ کی ہدی کے اور اسلحہ ساتھ رکھے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ صلحنامہ حدیبیہ کی شرط کے خلاف آپ کیسے اسلحہ ساتھ رکھ رہے ہیں۔ فرمایا کہ یہ غلاف میں رہیں گے اور شہر مکہ میں لیجائے نہ جائیں گے۔ بنظر احتیاط یہ اسلحہ رکھے جارہے ہیں۔ کہ اگر قریش عہد شکنی کریں اور ہم کو جنگ کرنی پڑے تو اسلحہ سے مدد لیجاسکے۔ الغرض سید عالمؐ نے مسجد ذوالحلیفہ میں عمرہ کے لئے احرام باندھا اور تلبیہ شروع کیا ہمراہیوں نے بھی آنحضرتؐ کی متابعت کی جب منزل مرّہ پہونچے تو وہاں قریش کی ایک جماعت تھی جو پریشان ہوگئی یہ لوگ مکہ گئے اور اہل مکہ کو مطلع کیا یہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ بکر ابن حفص کو دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ خلاف شرط اسلحہ ہمراہ لانے کی کیا وجہ ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم صلحنامہ کے پابند رہیں گے یہ اسلحہ بنظر احتیاط لائے گئے ہیں لیکن مکہ میں ان کو لایا نہ جائیگا ابن حفص نے واپس ہو کر قریش کو یہ جواب سنایا اور وہ مطمئن ہو گئے پس آنحضرتؐ ناقہ پر سوار ہوئے اور مسلمان آپ کے پیچھے بعض سوار اور بعض پیادہ روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن رواحہ آنحضرتؐ کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ مسجد حرام تشریف لائے تلبیہ اور حجر اسود کا استلام اور طواف قدوم کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور ہدی کے اونٹوں کو مروہ میں قربانی کا حکم دیا اسکے بعد خود مسجد حرام میں آئے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے چھت پر چڑھ کر اذان دیں اور پھر ظہر کی نماز ادا فرمائیں۔ تین روز گزرنے کے بعد قریش کی ایک جماعت نے سیدنا علیؓ سے ملکر کہا کہ اپنے صاحب سے کہیں تین روز ہو چکے ہیں مکہ سے باہر روانہ ہو جائیں۔ سیدنا علیؓ نے آنحضرتؐ کے روبرو یہ گذارش پیش کی آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح کریں گے چنانچہ چوتھے روز آپ مکہ سے واپس روانہ ہوئے ابو رافع کو مکہ میں چھوڑا کہ وہ میمونہ کو لیکے آئیں الغرض آنحضرتؐ مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ پہونچ گئے کہتے ہیں کہ اسی سال عمرو بن العاص۔ خالد بن ولید۔ اور عثمان بن طلحہ مسلمان ہوئے۔

سنہ ۸ھ
غزوہ موتہ و فتح مکہ

اسی سال غزوۂ موتہ ہوا جس میں خالد بن ولید کو سیف اللہ کا لقب دیا گیا کہ اس غزوہ میں مقاتلہ عظیم کے بعد فتح حاصل ہوئی اور خالد بن ولید نے اپنی شجاعت و جوانمردی کے خوب جوہر دکھائے۔

سریہ ذات اطلح۔ سریہ ذات عرق۔ سریہ ذات السلال۔ سریہ سیف البحر۔ سریہ محارب سریہ خالد بن ولید۔ سریہ سعد اشہلی۔ سریہ عمرو بن العاص بھی اسی سال ہوئے۔

غزوہ فتح مکہ رمضان ۸ھ میں واقع ہوا۔ اس غزوہ کی صورت یوں پیش آئی کہ صلحنامہ حدیبیہ کی رو سے یہ طے پایا تھا کہ جو قبیلہ چاہے وہ قریش سے اور جو قبیلہ چاہے وہ آنحضرتؐ سے عہد کر سکتا ہے چنانچہ بنی بکر نے قریش سے اور بنی خزاعہ نے آنحضرتؐ سے عہد کیا ان دونوں کے درمیان قدیم عداوت تھی۔ ایک روز بنی بکر کے ایک شخص نے آنحضرتؐ کی ہجو کی بنی خزاعہ کے ایک نوجوان نے اس کو منع کیا لیکن جب وہ نہیں مانا تو بنی خزاعہ کے اس نوجوان نے غضبناک ہو کر اس پر حملہ آور ہوا اور اسکی پیشانی کی ہڈی ٹوٹ گئی اس نے بنی بکر سے فریاد کی۔ بہرحال بنی بکر نے اس واقعہ کو لڑائی کی بنیاد بنائی اور کفار قریش سے مدد طلب کی۔

اعیان قریش سے ایک جماعت جسمیں عکرمہ بن ابوجہل، ابوسفیان بن امیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ تھے۔ خفیہ طور پر اپنے چہروں پر نقاب ڈالکر ان کی مدد کے لئے گئے اور بنی خزاعہ پر شب خون حملہ کیا۔ ان دونوں کے درمیان بڑا مقاتلہ ہوا یہاں تک لڑتے لڑتے سرزمین حرم میں آگئے۔ بنی خزاعہ سے بیس اشخاص مارے گئے الغرض جب قریش سے یہ حرکت شنیع سرزد ہوئی ابن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور بولے کہ بڑا فساد ہو گیا اسکے اصلاح کی سخت ضرورت ہے ورنہ محمدؐ اپنے اصحاب کے ساتھ جنگ کھینگے اور اپنے خلفاد کا انتقام لیں گے۔ ابوسفیان نے کہا کہ واللہ یہ جو کچھ ہوا میرے مشورہ سے نہیں ہوا اور نہ میں اس پر رضامند تھا۔ مدینہ کو چند اشخاص کو بھیجنا اور محمدؐ کے ساتھ معاہدہ کی تجدید کرنی چاہیئے اور مدت صلح میں بھی اضافہ کرنا چاہیئے قبل اسکے کہ اس واقعہ کی محمدؐ کو اطلاع ہو۔ اس کا یہ گمان تھا کہ ہنوز مکہ سے کوئی شخص مدینہ کو نہ گیا ہوگا۔ لہذا تدبیر کر کے مکہ سے مدینہ پہونچا ہر چند آنحضرتؐ سے تجدید عہد کیلئے گفتگو کی اس کو جواب نہ ملا نا امید ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا اور ان سے تجدید عہد کی استدعا کی حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ

یہ امر میرے اختیار میں نہیں ہے پس وہاں سے عمر فاروقؓ کے پاس جاکر وہی التماس کیا وہاں بھی اسی قسم کا جواب سنا اس کے بعد اعیان صحابہ کے پاس گیا انھوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے جواب کی طرح جواب دیا بالآخر مایوس ہوکر مدینہ سے ابوسفیان واپس ہوگیا۔ اسکے بعد آنحضرتؐ تیاری میں مشغول ہوئے اور تمام اصحاب سے فرمایا کہ وہ سفر کی تیاری کریں اور اپنے اسلحہ ساتھ رکھیں ان لوگوں نے حسب ارشاد تیاری شروع کی۔ لیکن آنحضرتؐ کا مقصد بطور جزم نہیں جانتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ راستہ بند کر دیا جائے تاکہ کوئی شخص مکہ نہ جا سکے اور ان قبائل اور احیاء کو جو اطراف و نواح مدینہ میں تھے لکھا کہ جسکا خدا پر ایمان ہو اسکو چاہیئے اول ماہ رمضان میں مسلح ہوکر پوری تیاری کے ساتھ مدینہ میں حاضر ہو پس تمام قبائل مدینہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچے۔ آنحضرتؐ نے ابوذر غفاری کو اور ایک روایت کے مطابق ام کلثوم کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کرکے دسویں رمضان بروز چہارشنبہ اور دوسرے قول کے بموجب دوسری رمضان کو مدینے سے باہر نکلے ازواج مطہرات سے ام سلمہ ہمراہ تھیں۔

آپ چاہ ابوعتبہ پر اترے اور وہاں فوج تیار کی سات سو مہاجر مرد اور ساٹھ گھوڑے تھے۔ انصار چار ہزار تھے اور اسلم سے چار سو تھے ان کے پاس بیس گھوڑے تھے بنی کعب کے پانچسو مرد تھے اسی طرح احیاء کی دوسری جماعتیں تھیں ان کی تعداد نظر سے نہیں گذری جب منزل صلصل پر پہونچے زبیر بن العوام کو چالیس مردوں کے ساتھ بطور طلیعہ روانہ کیا منزل قدید میں علموں اور مہاجر و انصار اور سارے قبائل کو تقسیم کیا اور یہ اعلان کرنے کیلئے فرمایا کہ جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے اور خود منزل عسفان میں اترے آپ نے ایک پیالہ پانی طلب کیا اور اس قدح کو اٹھاکر پانی پایا اسطرح افطار فرمایا اور پھر مکہ تک دوسرا روزہ نہ رکھا جب منزل مرۃ الظہر پہونچے جہاں سے مکہ چار فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اترے تو ایک روایت کے لحاظ سے دس ہزار اور دوسری روایت کے لحاظ سے بارہ ہزار لوگ جمع ہوچکے تھے آپ نے فرمایا کہ ہر مرد رات کو آگ روشن کرے کہتے ہیں کہ اس وقت تک قریش کو آنحضرتؐ کے احوال کی خبر نہ تھی لیکن وہ خائف تھے اور جانتے تھے کہ آنحضرتؐ مکہ کا قصد کریں گے۔ ابوسفیان بن حرب سے انہوں نے باہر نکلنے اور تفتیش کرنے کے لئے کہا۔ ابوسفیان مکہ سے باہر نکلا اور اراک راستہ سے مرۃ الظہران پہونچا دیکھا کہ تمام وادی پر آگ کی

روشنی چھائی ہوئی ہے کہنے لگا کہ عرفہ کی شب کو بھی اتنی روشنی نہیں ہوتی۔

بدیل ابن ورقہ جو ہمراہ رہتا تھا۔ کہا کہ یہ بنی خزاعہ کی آگ معلوم ہوتی ہے ابوسفیان نے خیمے اور گھوڑوں کی آواز سنی تو ڈر گیا اور کہا یہ بنو کعب کے لوگ ہیں جنہوں نے بنی خزاعہ کو جمع کر کے جنگ کی آگ روشن کی ہے بعضوں نے کہا یہ بنی خزاعہ سے زائد ہیں۔ بخدا ہم نے اس آگ کی مانند اب تک کوئی آگ نہیں دیکھی بجز اس آگ کہ جو عرفہ کی شب میں روشن ہوتی ہے۔ عباسؓ کہتے ہیں جب اس رات میں آگ نظر آئی تو دریافت کرنے کے لئے مقام اراک تک آیا۔ یکایک مجھے ابوسفیان کی آواز آئی میں نے آواز دی یا ابا حنظلہ اس نے بھی میری آواز پہچان لی اور کہا یہ ابوالفضل کی آواز ہے اور مجھ سے یہ کہا کہ یہ آگ کیسی ہے میں نے کہا لشکر محمدؐ کی معلوم ہوتا ہے میں نے کہا آ میرے اونٹ پر سوار ہو جا تاکہ تجھے آنحضرتؐ کے پاس لیجاؤں اور امان طلب کروں۔ وہ میرے پیچھے اونٹ پر بیٹھ گیا۔ میں آنحضرتؐ کے پاس لے گیا اور وہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ تخصیص فرمائیے کہ یہ اہالی مکہ میں سرفراز ہو جائے کیونکہ یہ فخر اور اشراف کو بہت چاہتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا من دخل دار ابوسفیان فھو امن و من اغلق بابہ فھو امن و من دخل مسجد الحرام فھو امن۔ پھر ابوسفیان آنحضرتؐ سے اجازت لیکر واپس ہوا اور مکہ آیا اور قریش کو آپ کی آمد کی اطلاع دی۔ قریش نے اس کا دور سے استقبال کیا اور پوچھا کہ یہ تمہارے پیچھے گرد و غبار کیسی اڑ رہی ہے۔ سفیان نے کہا محمدؐ ایک بڑے لشکر کے ساتھ جو آہنی اسلحہ میں غرق ہے پہونچ گئے اس لشکر میں اکثر دلاور سوار ہیں جن سے کوئی مقاومت کی تاب نہیں لاسکتا اس اثناء میں آنحضرتؐ کا لشکر وادی طوی میں پہونچ گیا جہاں سے مکہ صاف نظر آتا ہے آنحضرتؐ نے اپنا سر مبارک جھکا کر سجدہ شکر ادا کیا کہ مہاجرین مکہ کے بالائی حصہ سے آئیں اور علم خاص کو حجون میں بلند کریں اور وہاں سے آگے نہ بڑھیں جب تک کہ آپ خود وہاں پہونچ جائیں ابوذر غفاری سے فرمایا کہ وہ مکہ کے زیریں علاقہ میں داخل ہوں اور ابو عبیدہ کو اس جماعت کے ساتھ جن کے پاس اسلحہ نہ تھے فرمایا کہ بطن وادی سے آئیں اور سب کو تاکید فرمائی کہ کوئی مقاتلہ نہ کرے بجز اسکے کہ کوئی تمہارے ساتھ مقابلہ کے لئے آئے جب مقام حجون پر پہونچے پر پہونچے تو وہاں سُرخ خیمہ لگائے۔ عکرمہ بن ابو جہل صفوان بن امیہ سہیل بن عمرو وغیرہ نے بنی حارث بن عبد المناف کی جماعت کے ساتھ خالدؓ کے سر راہ آکر مقابلہ

شروع کر دیا۔ خالد نے حسب ضرورت ان سے مقابلہ کیا بہرحال جنگ عظیم واقع ہوئی۔ اور لڑتے لڑتے مسجد الحرام کے دروازہ تک پہونچ گئے۔ بنی بکر کے بیس اور خالد کی فوج کے دو اشخاص ہلاک ہوئے آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا یہ کون ہے کہ میری ممانعت کے باوجود جنگ کر رہا ہے عرض کیا گیا کہ خالد ہیں آنحضرتؐ نے کہلا بھیجا کہ وہ مقابلہ نہ کریں خالد نے گذارش کی ابتداء قریش کی جانب سے ہوئی آنحضرتؐ نے پھر کعب کو بھیجا کہ خالد سے کہے ارفع عنهم السیف یعنے ان پر تلوار نہ اٹھاؤ اس شخص نے کہا آنحضرتؐ فرماتے ہیں ضع فیهم السیف یعنے ان میں تلوار رکھو اور جس پر موقع پاؤ اسکو قتل کر دو۔ یہ سنکر خالد نے ستر اشخاص کو قتل کر دیا آنحضرتؐ نے اسوقت خالد پر عتاب کیا خالد نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کو بھیجا تھا اس نے آکر کہا کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں ضع فیهم السیف آنحضرتؐ نے اس شخص کو طلب کر کے دریافت فرمایا کیا۔ تم سے میں نے کیا کہنے کے لئے کہا تھا اس نے کہا کہ ارفع عنهم السیف کہنے کے لئے آپ نے فرمایا تھا اور میں نے آپ کا یہ پیام پہونچا دیا لیکن میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سر آسمان پر اور اسکے پاؤں زمین پر تھے حربہ ہاتھ میں لیکر اس نے مجھ سے کہا خالد سے کہو ضع فیهم السیف اگر ایسا نہ کہو گے تو میں تم کو ہلاک کر دوں گا آنحضرتؐ نے فرمایا صدق اللہ و رسولہ میں نے جس روز میرے چچا حمزہؓ کو قتل کیا گیا تھا میں نے کہا تھا کہ اگر میں قریش پر قابو پاؤں تو اس کا بدلا لوں گا۔ حق تعالیٰ نے مجھے منع کیا لیکن آج چاہا کہ اپنے پیغمبر کی زبان کو سچ کرے اور وہی ظہور میں آیا۔

القصہ جب عکرمہؓ۔ صفوانؓ بن امیہ۔ سہیلؓ بن عمرو وغیرہم فرار ہو گئے اور آنحضرت حجونؔ کے مقام پر پہونچے تو وہاں اترے غسل فرمایا اور آٹھ رکعت مخففہ نماز چاشت ادا فرمائی۔ آپ کے اصحاب لشکر حجونؔ سے خذمہؔ تک صف بنائے ہوئے آنحضرتؐ کے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار ہوئے تمام اصحاب ہمرکاب تھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت انا فتحنا تلاوت فرمائی حرم شریف میں داخل ہوئے۔ حجر اسود کو بوسہ دیا تکبیر کہی مسلمانوں نے بھی آپ کی اتباع میں حجر اسود کا استلام کیا اور تکبیر کہی۔ نعرہ ہائے تکبیر سے دشت و جبل لرز اٹھے مشرکین پہاڑ پر چڑھ کر یہ منظر دیکھ رہے تھے اسکے بعد آنحضرتؐ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور پھر تین سو ساٹھ بت جو خانہ کعبہ کے اطراف واکناف

بٹھائے گئے تھے ان کو نیزہ سے گرا دیا اور فرمایا جاء الحق وزھق الباطل وما یبدی الباطل وما یعید ھبل و نایلہ جو بڑے بت تھے انکو توڑ دیا ایسے بلند بتوں کے متعلق جن تک ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا سیدنا علی نے عرض کیا کہ آپ میرے کاندھے پر پائے مبارک رکھ کر چڑھیئے اور ان کو توڑ دیجئے آنحضرت نے فرمایا یا علی تم میں بار نبوت برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تم میرے کاندھے پر پاؤں رکھ کر چڑھو اور یہ کام کرو۔ سیدنا علی نے امتثال امر میں دوش نبوی پر چڑھکر ان بتوں کو توڑ دیا الغرض تمام بت نکال کر پارہ پارہ کر دئے گئے اسکے بعد ادبار قریش کی ایک جماعت نے خیرگی کی آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا چنانچہ دوسری نماز کے وقت تک بہت سارے قتل کر دئے گئے اسکے بعد آنحضرت مسجد الحرام کے ایک گوشہ میں بیٹھے اور بلال سے عثمان بن طلحہ کو کہلا بھیجا کہ خانہ کعبہ کی کنجی لائے سلاقہ عثمان کی ماں نے کنجی نہ دی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فوراً عثمان کے گھر کو گئے اور آواز دی کہ اے عثمان باہر نکلو پیغمبر خدا تمہارا انتظار کر رہے ہیں سلاقہ نے اپنے بیٹے کو کنجی دی اور وہ آنحضرت کے پاس لائے آنحضرت نے عثمان سے کنجی لے کر عمر خطاب کو اولاً اندر بھیجا کہ فرشتوں اور انبیاء وغیرہم کے تصاویر کو مٹا دیں۔ کفار قریش نے خانہ کعبہ کی دیواروں پر تصاویر کھینچی تھیں حضرت عمر نے بجز حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی تصاویر کے ساری تصاویر مٹا دیں اسکے بعد آنحضرت اندر تشریف لائے اور فرمایا کہ دروازہ بند کر دو تا لوگوں کا اژدھام نہ ہو جب آپ نے یہ دو تصاویر دیکھیں تو فرمایا کہ ان کو بھی مٹا دو خدا کی اس قوم پر لعنت ہو کہ جن چیزوں کو انھوں نے پیدا نہیں کیا ان کی تصویر بناتے ہیں آپ نے تھوڑی زعفران طلب فرمائی اور اس کے پانی سے دونوں تصاویر مٹا دیں اور خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے بلال سے دریافت فرمایا کہ آنحضرت نے اندرون خانہ کعبہ کیسے نماز پڑھی تو بلال نے کہا کہ دو ستونوں کو سیدھی جانب اور ایک ستون کو بائیں جانب اور تین ستونوں کو پس پشت رکھ کر نماز پڑھی۔ اسی بناء پر علمائے اسلام نے فتویٰ دیا کہ اندرون خانہ کعبہ نماز جائز ہے البتہ فرض نمازوں کے متعلق اختلاف ہے لیکن جمہور کا اسپر اتفاق ہے کہ فرض نماز بھی خانہ کعبہ کے اندر پڑھی جا سکتی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جب آنحضرت اندرون خانہ کعبہ آئے تو کعبہ کے چاروں طرف آپ نے دعا کی اور باہر آنے کے بعد کعبہ کے دروازہ

کے باہر دو رکعت نماز پڑھیں اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کے تفویض فرمائیں چنانچہ اتبک ان کی اولاد میں یہ کنجی آرہی ہے۔ جب نماز مغرب کا وقت ہوا تو آپ نے بلال کو سقف کعبہ پر چڑھکر اذان دینے کے لئے فرمایا اسکے بعد آنحضرتؐ نے نماز ادا فرمائی۔

فتح مکہ کے دوسرے روز ایک فوجی نے مکہ میں آکر خورش بن امیہ کو تلوار سے قتل کر دیا اس قتل کی جب آنحضرتؐ کو اطلاع ملی تو آپ اُٹھے اور خطبہ بدیں مضمون دیا کہ خانہ کعبہ میں خون ریزی اول روز سے قیامت تک حرام ہے سوائے اس ایک روز کے جسمیں خون ریزی میرے لئے حلال تھی جس کا ذکر گذر چکا ہے اس کے بعد آپ نے بنو کعب سے ایک سو اونٹ دیت (خون بہا) دینے کے لئے فرمایا۔ مخفی باد کہ آنحضرتؐ نے مکہ میں آنے سے قبل حکم دیا تھا کہ گیارہ مرد اور چھ عورتوں کو جہاں کہیں وہ ملیں خواہ حرم میں کیوں نہ ہوں قتل کر دیا جائے ان کے منجملہ عبد العزیٰ تھا جس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی تھی اس کو وہیں قتل کیا گیا دوسری خویرث بن مفید تھا جس نے آنحضرتؐ کی بہت ہجو کی تھی۔ فتح مکہ کے روز سیدنا علیؑ نے اسکی گردن ماری۔ تیسرا شخص ہبار بن الاسود تھا جس سے آنحضرتؐ کو بہت ایذا پہونچی تھی اس نے ناشائستہ حرکات کے منجملہ ایک یہ تھی کہ اس کے ہاتھ سے زینب بنت رسول کا اسقاط حمل ہوا تھا جس کے باعث وہ بیمار ہوگئیں اور اسی بیماری سے فوت ہوئیں ان میں سے بعض مسلمان ہوگئے تھے مثل عکرمہ بن ابوجہل۔ سفیان بن امیہ۔ کعب بن زہیر جو آنحضرتؐ کی ہجو کیا کرتا تھا فتح مکہ کے روز یہ بھاگ گیا اور فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ کے پاس آیا اور مسلمان ہوگیا۔ اس کے بعد قعیدہ بانت سعاد انشاد کیا۔ اور ایک شخص وحشی قاتل حمزہ تھا یہ بھی مسلمان ہوگیا عورتوں میں ایک ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی تھی جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئی اور بیعت کی۔ بیعت کے وقت اس نے آنحضرتؐ سے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتی ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ بعض کہتے ہیں پانی کا ایک پیالہ لایا گیا آنحضرتؐ نے اس میں ہاتھ رکھا۔ ہندہ اور دیگر عورتوں نے بھی اسمیں اپنے ہاتھ رکھے۔

الغرض فتح مکہ کا واقعہ تیرہ رمضان کو ہوا اور دوسری روایت کے لحاظ سے مکہ چھ رمضان کو فتح ہوا۔ آنحضرتؐ تمام ماہ رمضان میں اور شوال کے چھ روز مکہ میں قیام پذیر رہے اور ان ایام میں مختلف فیصلے صادر فرمائے ان کے منجملہ یہ فیصلے تھے کہ فاطمہ بنت اسد

کو چوری کے الزام میں پکڑی گئی تھی۔ جرم ثابت ہونے پر آپ نے حکم دیا کہ اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائے دوسرا شراب، سور اور مردار جانور کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔ کاہنوں کو کہانت کی اجرت دینے کی ممانعت فرمائی۔

انہی ایام میں خالد بن ولید کو تیس سواروں کے ساتھ بت خانہ عزیٰ کو مسمار کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خالد گئے بت خانہ کو منہدم کر کے واپس ہوئے آنحضرت نے پوچھا تم نے وہاں کوئی چیز دیکھی خالد نے نفی میں جواب دیا آنحضرت نے فرمایا تم نے عزیٰ کو نابود نہیں کیا اور جب تلاشی لی تو ایک کالی عورت برہنہ تن پراگندہ بال ظاہر ہوئی خالد نے تلوار کھینچی اور اس پر ضرب لگا کر اسکے دو ٹکڑے کر دئے جب واپس ہو کر آنحضرت کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا وہ عورت عزیٰ تھی جو قریش اور تمام بنی کنانہ کی معبود تھی اور اسکو سب سے بڑا بت تصور کیا جاتا تھا۔

اسی طرح سے عمرو عاص کو سواع کے بت خانہ کو منہدم کرنے کیلئے بھیجا جو منہدم کر دیا گیا سعد بن زید کو بیس سواروں کے ساتھ مشلّل روانہ کیا وہاں کے بت خانہ منات کو مسمار کریں سعد وہاں پہونچے اس بت خانہ میں ایک سیاہ فام عورت بال بکھرائی ہوئی نمودار ہوئی جسکو آپ نے دو ٹکڑے کر دیئے۔

غزوۂ حنین

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد تمام قبائل عرب نے اطاعت کرلی مگر ہوازن اور ثقیف کے دو قبیلوں نے سرکشی کی ان کے اشراف جمع ہوئے اور یہ تصفیہ کیا کہ دونوں قبیلہ مل کر آنحضرت سے مقابلہ کرنا چاہیئے آپ کی جماعت کے لوگ علم حرب میں مہارت نہ رکھنے کے باوجود غالب آئے ممکن ہے کہ یہ اب ہمارا قصد کریں قبل اسکے کہ وہ ہمارا رخ کریں ہم کو پیش قدمی کرنی چاہیئے الغرض امیر ہوازن مالک بن عوف اور پیشوائے ثقیف کنانہ بن عبداللہ جنگ کی تیاری کے بعد باہر نکلے چار ہزار لوگ مالک کی زیر قیادت حنین روانہ ہوئے آنحضرت کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے بھی جنگ کی تیاری کی عقیل کو حکومت مکہ کے لئے اور معاذ بن جبل کو تعلیم احکام شریعت کے لئے مکہ چھوڑ کر بارہ ہزار اور ایک روایت کے مطابق سولہ ہزار لشکر کے ساتھ باہر نکلے جب نزدیک سواد حنین پہونچے تو مالک نے سبقت کی اور اپنے لشکر کو اس وادی میں ٹھہرا اور ترغیب دی کہ جب محمدؐ کا لشکر نمودار ہو تو اسپر یکبارگی حملہ کرنا۔ آنحضرت نے بھی سحر کے وقت اپنے لشکر کے لوگوں کو علم دیا اور طلوع صبح کے وقت

وادی حنین میں داخل ہوگئے۔ خالد بن ولید قبیلہ بنی سلیم کے ساتھ لشکر کے سامنے تھے۔ وادی ہوازن میں مالک کے لشکر نے جو گھات میں چھپا ہوا تھا یکایک حملہ کر دیا جسکے باعث خالد فرار ہونے پر مجبور ہوئے اور لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی۔ آنحضرتؐ اس روز اونٹ پر سوار تھے آپکے ہمراہ سات ہزار فوج تھی اور ایک روایت کی رُو سے دُلدُل پر سوار تھے آپ ان فرار ہونے والوں کے پیچھے گئے اور آواز دی یا انصار اللہ و انصار رسول اللہ اصحاب اسطرح فرار ہوئے کہ کسی نے پلٹ کر نہ دیکھا اس وقت آنحضرتؐ لشکر گاہ میں کھڑے ہوگئے اور آپکے ساتھ چند اصحاب ثابت قدم رہے جنکی تعداد ۸۰ اسّی اور دوسری روایت کے لحاظ سے صرف بارہ تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ بجز چار اشخاص جو بنی ہاشم سے تھے علاوہ اور ایک شخص کے ساتھ کوئی نہیں رہا تھا۔ یہ اشخاص عباسؓ۔ علیؓ۔ ابوسفیانؓ اور عبداللہ بن مسعود تھے۔ الغرض جب آنحضرتؐ نے دیکھا کہ سب ساتھی متفرق ہوگئے تو اپنا اونٹ بڑھایا تاکہ کفار پر حملہ کریں۔ ابوسفیان بن حارث اونٹ کی مہار اور عباسؓ رکاب پکڑے ہوئے تھے اور کفار کی جانب جانے سے آپ کو نہیں چھوڑ رہے تھے آنحضرتؐ نے فرمایا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب یہ کلام آپ کی انتہائی شجاعت اور کمال دلاوری پر دلالت کرتا ہے اسوقت آیت ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین و انزل جنوداً لم تروھا الخ نازل ہوئی۔ آنحضرتؐ نے عباسؓ سے کہا کہ وہ باواز بلند ساتھیوں کو آواز دیکر بلائیں۔ عباسؓ کی آواز پر یہ لوگ آنحضرتؐ کے نزدیک حاضر ہوگئے آپ اونٹ سے اترے اور ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور فرمایا شاھت الوجوہ اور اسکے بعد جنگ کے لئے آگے بڑھے۔ جبرئیلؑ نے اسوقت کہا کہ آپ کو آج وہ کلمہ تلقین کیا گیا جو موسیٰ علیہ السلام کو تلقین کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس روز آنحضرتؐ کی مدد کے لئے پانچ ہزار فرشتے بھیجے گئے تھے لڑائی میں کفار کو شکست ہوئی اور ان کا ایک گروہ اوطاس کی جانب اور ایک گروہ بطن نخلہ کی جانب بھاگا۔ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے جس کافر کو قتل کیا تو اس کافر کے مال کا وہ شخص مستحق ہوگا من قتل قتیلا فلہ سلبہٗ کہتے ہیں کہ اس روز مسلمانوں سے چار اشخاص شہید ہوئے اور کافروں سے ستر اشخاص قتل ہوئے اسکے بعد آنحضرتؐ نے سوائے عقد ابو عامر اشعری کو دیا اور انکو امیر بنا کر حنین کے مفروروں کی

جانب روانہ کیا اس کے بعد اثنائے راہ میں طائف کی جنگ ہوئی آپ نے فرمایا انا ناقلون غدًا ان شاء اللہ تعالےٰ یعنے ہم کل خدا چاہے تو کوچ کریں گے اور مدینہ واپس ہو جائیں گے چنانچہ دوسرے روز آپ روانہ ہوگئے ماہ ذی قعدہ ۸ھ کے صرف بارہ روز باقی رہ گئے تھے جبکہ آنحضرتؐ نے مقام جعرانہ سے عمرہ کے لئے احرام باندھا اور پھر مکہ واپس آئے خانہ کعبہ کا طواف کیا اسکے بعد منزل مر الظہران اور جو مال غنیمت باقی رہ گیا تھا اس کو تقسیم فرمایا۔ آخر ذی قعدہ اوائل ذوالحجہ میں بجانب مدینہ مراجعت کی۔

اسی سال ماریہ قبطیہ سے آنحضرتؐ کے صاحبزادے ابراہیم تولد ہوئے اسی سال آپکی صاحبزادی زینب کا انتقال ہوا۔

۹ھ کے اہم واقعات

اس سال آنحضرتؐ نے وصولی صدقات کے لئے عمال کو مقرر کیا۔ اسی سال سریہ عتبہ بن حصین بنو تمیم کے ساتھ واقع ہوا۔ اسکے بعد سریہ قطبہ بن عامر قبیلہ خثعم کے ساتھ واقع ہوا اسکے بعد سریہ علقمہ اور سریہ امیر المومنین ظہور میں آئے اس کے بعد غزوہ تبوک جو آنحضرتؐ کا آخری غزوہ تھا واقع ہوا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ اس غزوہ کی وجہ یہ ہوئی کہ اس سال شام سے قافلہ آیا اہل قافلہ نے اہل مدینہ سے کہا کہ بادشاہ روم نے بڑا لشکر جمع کیا ہے اور قبائل بلاد عرب سے ملکر مدینہ پر حملہ کا قصد رکھتا ہے اور اس لشکر کا مقدمۃ الجیش جو چالیس ہزار افراد پر مشتمل ہے مدینہ پہونچ رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ اطلاع ملنے پر تیاری لشکر کا حکم دیا اور اطراف کے قبائل اسلام کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی جلد آنحضرتؐ سے آملیں بہر حال اس طرح تیس ہزار کا لشکر ہو گیا لیکن عسرت کا یہ حال تھا صرف دو اشخاص کے لئے ایک سے زیادہ اونٹ نہ تھا اور بجز کھجوروں کے کوئی غذا نہ تھی ان حالات کے پیش نظر اس غزوہ کو غزوہ جیش العسرت سے موسوم کیا گیا۔ آنحضرتؐ نے ساتھیوں کو تحریص دی کہ وہ صدقات اور اعانت سے دریغ نہ کریں جسکی بناء پر ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق کارسازی لشکر میں حصہ لیا اور مال دیا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں مالدار تھے انہوں نے کہا آج میں ابوبکر پر سبقت لے جاؤں گا لہذا آدھا مال اپنے لئے رکھکر آدھا مال آنحضرتؐ کے پاس لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس جو کچھ تھا وہ حاضر کر دیا اور دوسرے صحابہ بھی اپنی حیثیت کے موافق کچھ نہ کچھ لائے آنحضرتؐ

نے وہ مال ارباب حاجت کو مرحمت کیا اور فرمایا کہ اپنے ساتھ بہت نعلین رکھو اسلئے کہ لوگ جب تک نعلین پہنے رہیں گے ان پر سواری کا حکم ہوگا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر لشکر بنایا اور سیدنا علی کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا سیدنا علی نے عرض کیا کہ کبھی غزوہ میں مجھے چھوڑا نہیں گیا اس دفعہ آپ خود جنگ کے لئے کیسے باہر جا رہے ہیں اور علم بھی آپ نے ابوبکر کو دیدیا آنحضرت نے انصار سے کہا کہ وہ علم درست کریں اور فلاں منزل پر لشکر سے آملیں اس لشکر میں دس ہزار گھوڑے اور دس ہزار اونٹ تھے۔ خالد بن ولید کو مقدمۃ الجیش طلحہ کو میمنہ پر عبدالرحمٰن کو میسرہ پر امیر مقرر کیا گیا بہر حال یہ لشکر اس مقام سے مقام جرف پہونچا۔ عبدالرحمٰن بن سلول اپنے خواص کے ساتھ واپس ہوگیا جب آنحضرت کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا اگر اس میں کوئی خیر ہوتی تو ہمارے ساتھ رہتا شکر کرو کہ اس سے نجات ملی۔ منافقوں کی ایک جماعت مال غنیمت کی لالچ میں ہمراہ ہوئی لیکن ان سے وہی نفاق کی علامات ظاہر ہوئیں۔ ان کے نفاق کا طویل قصہ ہے جو مطول کتابوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے ان کو اصحاب عقبہ کہتے ہیں یہ چودہ اشخاص تھے آنحضرت نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب میں بارہ منافق ایسے ہیں جو بہشت کا منہ بھی نہ دیکھیں گے اور جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئی کی سوراخ سے نکل جائے گا الغرض ان میں سے آٹھ اشخاص زحمت اور حربلہ سے گرفتار ہوکر مرے۔ انکو اصحاب عقبہ اسلئے کہتے ہیں کہ بوقت مراجعت عقبہ (گھاٹی) سامنے آیا اور آنحضرت نے منادی کروادی کہ جب تک میں اس گھاٹی سے گذر نہ جاؤں کوئی اس کے اوپر نہ چڑھے۔ پھر آپ حذیفہ اور عمار کے ساتھ عقبہ پر آئے۔ حذیفہ آپ کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور عمار اونٹ کے پیچھے تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ بارہ سوار اور ایک روایت کے لحاظ سے چودہ سواروں کو میں نے دیکھا کہ ہماری جانب متوجہ ہوئے آنحضرت کو میں نے اس کی خبر دی ان میں سے ایک کے ساتھ سب ہم الگ ہوگئے اسکے بعد آپ نے فرمایا تم نے ان لوگوں کو پہچانا میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ لوگ اپنے چہروں کو کپڑوں سے چھپائے ہوئے تھے فرمایا یہ جماعت قیامت تک منافق رہے گی کیا تم جانتے ہو کہ ان کے دلوں میں کیا بات تھی میں نے کہا جی نہیں۔ فرمایا کہ وہ اس گھاٹی میں مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب کو ان کے سروں کو لانے کے لئے کیوں نہیں بھیجا۔ فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ عرب

یہ کہیں کہ محمدؐ نے قومی تعصب سے اپنے دشمنوں سے مقاتلہ کیا تاکہ ان پر غلبہ پائے اور پھر ان کو قتل کر دے اس کے بعد فرمایا خدایا ان کو زحمت دبیلہ میں گرفتار کر۔ میں نے پوچھا دبیلہ کیا ہے فرمایا وہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو انکو دلوں میں پڑے گا اور ان کو ہلاک کر دیگا پھر آپ نے انکے اور انکے باپ کے نام حذیفہؓ اور عمارؓ کو بتائے اور تاکید کی کہ لوگوں سے یہ نام پوشیدہ رکھو اسی وجہ سے اصحاب رسول حذیفہؓ کی شان میں کہتے تھے ھو صاحب السر الذی لایعلمہ غیرہ اور اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے بعد جب کوئی جنازہ آتا تو عمر فاروق حذیفہؓ کی طرف دیکھتے اگر وہ اسپر نماز پڑھتے تو عمر بھی پڑھتے اور موجود رہتے۔ الغرض جب آنحضرتؐ حجر کے مقام سے کوچ کر کے وادی القریٰ پہونچے اور وہاں سے دیار حجر پہونچے اور وہاں سے تبوک پہونچے تو بیس روز تک ٹھیرے رہے ان ایام میں آپ کے کئی فیصلے اور کئی معجزات ظہور میں آئے۔ ہرقل کو اپنی مملکت کے زوال کا خوف پیدا ہوا اس نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اور آنحضرتؐ نے اس سے مصالحت فرمائی چنانچہ صلحنامہ لکھا گیا جو تا حال اس قوم میں باقی ہے اس کے بعد آنحضرتؐ عازم مدینہ ہوئے کہتے ہیں کہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو صحابہؓ نے غزوۂ تبوک کے بعد اپنے اسلحہ فروخت کر دئے اور کہنے لگے جہاد منقطع ہو گیا جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ملی تو آپ نے انکو منع فرمایا اور کہا لا ینقطع الجہاد حتی ینزل عیسی ابن مریم۔

اسی سال نجاشی کی وفات واقع ہوئی آنحضرتؐ نے فرمایا ایک نکوکار مرد مر گیا اور صحابہ سے فرمایا اٹھو اسکی نماز جنازہ پڑھو چنانچہ صحابہ نے آنحضرتؐ کے پیچھے صفیں باندھی اور نماز جنازہ ادا کی اسی بنا پر امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور جمہور سلف کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے ان کا قول ہے کہ جنازہ کا امام کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے آنحضرتؐ کے روبرو نجاشی کا جنازہ حاضر تھا کوئی چیز حائل نہ تھی اسلئے یہ آپ کے خصائص سے ہے۔ اسی سال ام کلثومؓ کی وفات واقع ہوئی۔

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ اواخر ذی قعدہ میں آنحضرتؐ کا حج کا ارادہ ہوا لیکن آپ کو اطلاع ملی کہ مشرکین ایام حج میں حاضر ہو کر خانہ کعبہ کا بحالت برہنگی طواف کرتے ہیں آپ کو یہ مکروہ معلوم ہوا اور حج کے لئے اپنی روانگی میں تاخیر فرمائی آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر لشکر کیا اور فرمایا کہ امسال حج قائم کریں اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دیں اور اوایل سورہ براءت سے تیس یا چالیس

آیات پڑھ کر سنائیں۔ صحابہ کی ایک جماعت جو تقریباً سو افراد پر مشتمل تھی اور جس میں سعد وقاص عبدالرحمٰن بن عوف، جابر انصاری اور ابوہریرہ وغیرہم شریک تھے حضرت ابوبکر کے ساتھ ہو گئے آنحضرتؐ نے بیس اونٹ بھی ہدیہ کیلئے مقرر کر کے وہ بھی ابوبکر کے ساتھ کر دیے۔

القصہ خیرالرفیق مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر روانہ ہوئے اسکے بعد جبرئیل آئے اور کہا یہ کام آپ کیجئے یا اپنے رشتہ داروں میں کسی کے تفویض کیجئے۔ آنحضرتؐ نے سیدنا علی کو طلب کر کے صورت حال سے مطلع کیا اور فرمایا کہ ابوبکر کے پیچھے جاؤ اور ان سے اوائل سورۂ برأت لے کر موسم حج میں لوگوں کو پڑھکر سناؤ اور یہ چار باتیں بھی انہیں پہونچا دو۔ اول یہ کہ بہشت میں بجز مومن کے کوئی داخل نہ ہوگا۔ دوسری یہ کہ کوئی برہنہ طواف نہ کرے۔ تیسری یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ جس کسی نے اللہ اور رسول سے عہد کیا ہے وہ اس پر اسکی مدت گذرنے تک ثابت قدم رہے۔ اور اگر عہد نہ کیا ہو یا عہد کی مدت مقرر نہ ہو تو وہ چار ماہ کی مدت تک امان میں رہے گا اسکے بعد اگر مسلمان ہو جائے تو اس کا مال اور خون حرام ہوگا۔ الغرض اسکے بعد اپنے ناقہ کو سیدنا علی کی سواری کیلئے دیا اور وہ حضرت ابوبکر کے پیچھے روانہ ہوئے اور ان سے راستہ میں جا ملے۔ حضرت صدیق نے پوچھا یا علی امیر بن کر آئے ہو یا مامور کی حیثیت سے آئے ہو سیدنا علی نے فرمایا مامور بنکر آیا ہوں لیکن سورۂ برات کی پہلی آیات مجھے دیجئے کہ حکم ایسا ہی ہوا ہے حضرت ابوبکر نے وہ آیات دیدیں جب مکہ پہنچے تو حج بجالایا حضرت ابوبکر نے ایام حج میں حسب طریق مقررہ خطبہ دیا اور مناسک حج کی تعلیم فرمائی اسکے بعد سیدنا علی نے حسب ارشاد نبوی سورت برات لوگوں کو پڑھکر سنایا اور وہ چار امور بھی حسب ارشاد آنحضرتؐ بیان کر دئے اسکے بعد حضرت ابوبکر اور جناب امیر دونوں صحابہ کے ہمراہ مدینہ واپس ہوئے۔

اسی سال سیدنا علی کو آنحضرتؐ نے یمن کی جانب روانہ کیا۔ سیدنا علی یمن گئے اور اسلام کی دعوت دی اہل یمن کلمہ تمام قبیلہ ہمدان مسلمان ہوگیا کہتے ہیں کہ سیدنا علی یمن ہی میں تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کے لئے احرام باندھا اور حضرت علی کو مطلع کیا کہ وہ راستہ میں آپ سے ملیں۔

حج وداع ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہی ایک حج کیا جسکو حج وداع

کہا جاتا ہے اسلئے کہ آپ نے خطبہ حج میں اپنے اصحاب کو الوداع فرمایا اور کہا ایّھا النّاس خُذوا مِنّی مناسککم فانی لا احج بعد عامی ھذا اطراف کے تمام قبائل عرب کو آپ نے خبر بھیجی کہ میں نے حج کا عزم کیا ہے جس کسی کا حج کا ارادہ ہو اس کو چاہیئے کہ وہ نکلے اور ہم سے ملحق ہو جائے یہ خبر سن کر بہت لوگ مدینہ میں جمع ہوئے تاکہ ابتداء سے آنحضرتؐ کے کے ہمراہ رہیں اور تمام مناسک حج آپ کے ساتھ ادا کریں پچیس ذی قعدہ ہفتہ کے روز آنحضرتؐ نے غسل فرمایا۔ سر میں تیل ڈالا خوشبو لگائی نئے کپڑے پہنے جسم مبارک پر چادر ڈالی اور پھر باہر نکلے ظہر کی چار رکعت مدینہ میں پڑھی اسکے بعد ذوالحلیفہ تشریف لائے دوسری نماز قصر سے پڑھی۔ ہدی کے اونٹ ہمراہ رکھے سیدہ فاطمہ الزہرا اور تمام امہات المومنین ہودج میں ہمراہ رہیں ادائی نماز کے بعد ناقہ پر سوار ہوئے ہمراہیوں کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایت کے لحاظ سے ایک لاکھ بیس ہزار تھی اسکے بعد اسطرح تلبیہ فرمائے لبیک اللھم لاشریک لک لبیک انّ الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک چوتھی ذی حجہ یکشنبہ کو آپ ذی طویٰ میں اترے اور وہاں صبح کی نماز پڑھی اسکے بعد مکہ کے بالائی جانب سے تشریف لائے جب خانہ کعبہ کو دیکھا تو یہ دعا پڑھی اللھم زد ھذا البیت تعظیما وتشریفا وتکریما پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے حجر اسود کا استلام کیا پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور ہر طواف میں حجر اسود کا استلام کیا اور رکن یمانی کو مس فرمایا ان دونوں کے درمیان یہ فرمایا ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار طواف پورا ہونے کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پاس آئے اور یہ آیت پڑھی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی اور دو رکعت نماز پڑھی پھر حجر اسود کے پاس آئے اور استلام کیا اور باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلکر بجانب کوہ صفا روانہ ہوئے اور آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پڑھی اور کوہ صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کی تین بار جست کرتے ہوئے اور چار دفعہ چلتے ہوئے اور پھر فرمایا کہ جو قربانی کے جانور لایا نہ ہو تو وہ احرام کھول دے اور جو لایا ہو وہ احرام روز نحر تک باقی رکھے اس اثناء میں سیدنا علیؑ یمن سے واپس ہوئے اور چند اونٹ بہ نیت ہدی آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کئے آنحضرتؐ نے پوچھا تم نے کیا نیت کی ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے اپنی نیت آپ کی نیت سے وابستہ کر دیا ہوں۔ اور

اور کہتا ہوں ۔ اللھم اھلّل کاھلّل نبیاث آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے حج کا احرام باندھا ہے اور قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں ۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا آپ اپنے احرام میں رہیئے اور مجھے ہدی میں شریک فرما لیجئے ۔ الغرض آنحضرتؐ یکشنبہ، دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہارشنبہ ٹھہرے رہے پنجشنبہ کو یعنی ۸ر ذی حجہ کو لوگوں کے ساتھ باہر نکلے اور منیٰ آئے اس روز منیٰ میں نماز ظہر و عصر و عشاء پڑھیں وہ رات وہیں گذاری ۔ نماز فجر بھی وہیں پڑھی طلوع آفتاب کے بعد متوجہ عرفہ ہوئے ۔ آپ کے لئے بمقام نمرہ خیمہ لگایا گیا تھا جب آپ عرفہ پہونچے تو اس خیمہ میں اترے آفتاب ڈھلنے کے بعد آپ نے اونٹ پر رحل باندھنے کے لئے فرمایا اور پھر سوار ہو کر بطن وادی میں آئے اور بلیغ خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک قرآن دوسری میری اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں گے اور دیگر ارشادات کے بعد خطبہ تمام کیا اور پھر اسی اونٹ پر اپنی قیام گاہ کو واپس ہوئے اور فضائل روز عرفہ بیان کئے اسی حالت میں الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اس آیت کے فحوا سے جان گئے کہ آپ کے دار البقا کو منتقل ہونے کا وقت قریب ہے آپ عرفہ میں آفتاب ڈوبنے تک ٹھہرے رہے اس کے بعد مزدلفہ پہونچے اسامہؓ بن زید آپ کے ساتھ بطور ردیف اس اونٹ پر سوار تھے ۔ مزدلفہ میں نماز مغرب اور نماز عشاء ملا کر پڑھی اور فجر تک وہیں رہے ۔ صبح کی نماز اول وقت ادا فرمائی اور مشعر الحرام میں رو بہ قبلہ ہو کر دعا میں مشغول ہوئے امت کی مغفرت حق تعالیٰ سے چاہی اور ان کے گناہوں کی معافی کی درخواست کی جب صبح ہوئی تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اجابت دعا کی خوشخبری دی ۔ پھر آپ مشعر الحرام سے روانہ ہوئے اور جمرہ پہونچے اور پھر منحر (قربان گاہ) پر آکر تریسٹھ اونٹ مطابق تعداد عمر شریف اپنے دست مبارک سے ذبح کئے اور باقی سینتیس اونٹ سیدنا علیؓ نے ذبح کئے اس کے بعد سر کے بال کٹوائے اور ان کو تقسیم فرمایا اپنے سر کے آدھے بال ابوطلحہ انصاری کو اور باقی نصف سر کے موئے مبارک ازواج مطہرات، اہل بیت اور صحابہ میں تقسیم فرمائے ازواج مطہرات کی جانب سے بھی قربانی دی ۔ کہتے ہیں کہ اس روز آپ نے نو بچھڑے بھی ذبح کئے گوشت کے تین حصے کئے دو حصے تقسیم فرمائے اور ایک حصہ گوشت کا پکوایا ۔ سیدنا علیؓ کے ساتھ آپ نے کچھ شوربا ملاحظہ فرمایا اسکے بعد سوار ہو کر مکہ پہونچے ظہر کی نماز پڑھی خانہ کعبہ کا طواف کیا چاہ زم زم کے پاس آئے اور زم زم نوش

فرمایا ہفتہ سے منگل تک منیٰ میں قیام پذیر رہے ان ایام کو ایام تشریق کہتے ہیں اس کے بعد پھر مکہ تشریف لائے اور چہارشنبہ کو طلوع آفتاب کے قبل طواف وداع کرکے متوجہ مدینہ ہوئے اثنائے مراجعت میں جب منزل خم غدیر پر پہونچے جو نواح جحفہ میں ہے تو ظہر کی نماز اول وقت پڑھی اور باوجود پانی کی قلت کے وہاں ٹھہرے اور وحی کے منتظر رہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس۔

سرفرازی سیدنا علی

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے منادی کرنے کے لئے فرمایا کہ سب لوگ جمع ہو جائیں اور جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے حمد الٰہی کے بعد اصحاب سے مخاطب ہو کر دریافت کیا ایھا الناس الست اولی بالمومنین من انفسھم اے لوگو کیا میں مومنین سے ان کی جانوں سے زیادہ اولیٰ نہیں ہوں سب نے اثبات میں جواب دیا پھر آپ نے سیدنا علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں جسکا مولیٰ ہوں علیؓ اسکے مولیٰ ہیں۔ حافظ ابن مردویہ راوی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کہتے تھے ہم رسول کے زمانہ میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین۔ آنحضرتؐ کے حکم پر علیؓ خیمہ میں آئے اور لوگ جوق در جوق آکر سیدنا علیؓ کو مبارکباد دینے لگے چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ اے ابن ابی طالب آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے اس طرح صبح کی کہ میرے اور ہر ایماندار مرد اور ہر ایماندار عورت کے آقا ہو گئے اس کے بعد آنحضرتؐ ذوالحلیفہ آئے اور ایک رات وہاں شب باشی کی دن میں معرس کے راستے سے مدینہ پہونچے۔

جیش اسامہ اور مرض الموت

مدینہ آنے کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے جب آپکی بیماری کی اطلاع اطراف و جوانب میں پھیلی تو بعض مدعیان نبوت پیدا ہو گئے مثل مسیلمہ کذاب۔ طلحہ بن خویلد۔ اسعد بن کعب سجاح بنت صحرآت۔ جو عورت تھی۔ ان کا قصہ دیگر کتب مطولہ سے معلوم ہو سکتا ہے اسکے بعد آنحضرتؐ چھبیس صفر بروز دوشنبہ اسامہ بن زید کو روم کے لئے امیر لشکر بنایا اور

ستائیس صفر بروز چہار شنبہ آپ پر مرض طاری ہو گیا لیکن باوجود مرض کے اپنے دست مبارک سے اُسامہ کو علم باندھا اور فرمایا اُغْزِ بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ اُسامہ نے علم لیا اور رخصت ہوئے اعیان مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین وغیرہم مامور ہوئے کہ اُسامہ کے لشکر میں رہیں۔ بعض لوگوں کو یہ بات گراں گذری کہ اُسامہ کو مہاجرین اور انصار پر امیر کیا گیا جب یہ بات آپکی سماعت میں آئی تو باوجود بخار اور صداع کے دولت سرا سے باہر نکلے سر مبارک پر آپ پٹی باندھے ہوئے تھے منبر پر چڑھکر حمد الٰہی کے بعد اس طرح خطاب کیا کہ لوگو میرے یہ سننے میں آیا کہ اُسامہ کی امارت پر تم طعن کر رہے ہو بخدا وہ سزاوار امارت تھے لہذا اسکی امارت قبول کرو وہ تمہارے نیک لوگوں میں ہے اس کے بعد آپ منبر سے اترے اور گھر میں تشریف لے گئے یہ دس ربیع الاول روز شنبہ کا واقعہ ہے جن افراد کا لشکر کے لئے تعین ہوا تھا وہ حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ نے ان کو وداع کیا اسکے بعد اُسامہ بعزم وداع حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ کے دست مبارک کو بوسہ دیا باہر نکلے اس رات میں لشکر گاہ میں رہے سویرے انکا لشکر لے کر نکلنے کا ارادہ تھا کہ انکی والدہ اُمّ ایمن نے کسی کے ذریعہ ان کو اطلاع دی کہ آنحضرتؐ نزع کی حالت میں ہیں یہ اطلاع پاکر اُسامہ اور اکابر صحابہ واپس ہو گئے عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ پیشتر خواص اصحاب کو اُم المومنین حضرت عائشہؓ کے گھر میں طلب فرما کر اپنی وفات کی اطلاع دی سب کو تقویٰ اور خوف الٰہی کی وصیت کی تھی اور فرمایا تھا کہ میں تم سب کو حق تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ کے مرض کی ابتدا میرے مکان میں ہوئی آپ باوجود بیمار ہونے کے باری باری سے ازواج مطہرات کے گھروں کو جایا کرتے تھے آپ حضرت میمونہ کے گھر میں تھے جبکہ مرض نے شدت اختیار کی ازواج مطہرات وہاں جمع ہوئیں آپ نے پوچھا این انا غدا یعنے میں کل کہاں رہوں گا ازواج مطہرات سمجھ گئیں کہ آنحضرتؐ کا منشا حضرت عائشہ کے مکان میں رہنے کا ہے لہذا آپ سے عرض کیا کہ ہم سب عائشہ کے گھر میں رہیں گے آپ وہیں قیام فرمائیں۔ بہرحال آپ حضرت میمونہ کے گھر سے حضرت عائشہ کے گھر منتقل ہوئے اور بستر علالت پر لیٹ گئے مرض نے اور شدت اختیار کی آپ نے اُم بشر سے پوچھا کہ میرے مرض کے متعلق کیا کہا جا رہا ہے اُم بشر نے کہا یا رسول اللہ یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ کو ذات الجنب کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ کے الطاف کے یہ سزاوار نہیں کہ اسکے پیغمبر پر مسلط کرے ذات الجنب ہمزات شیطان سے ہے اور اسکو مجھ پر غلبہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ میرا یہ مرض اس زہر آلود گوشت کے ایک ٹکڑے کی وجہ سے ہے جو میں نے خیبر میں تیرے لڑکے کے ساتھ کھایا تھا۔ کہتے ہیں کہ تمام بیماریوں میں آنحضرتؐ خدائے تعالیٰ سے عافیت اور شفا کے طلبگار ہوتے تھے لیکن مرض موت میں آپ نے شفا کی درخواست نہیں کی جبرئیل اس مرض میں خدائے تعالیٰ کے پاس سے آئے اور کہا یا محمد حق تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور یہ کہلا بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں شفا دیکر اس مرض سے آپ کو نجات دوں گا اگر آپ موت چاہتے ہیں تو موت دوں گا اور آپکو بخش دوں گا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اپنے معاملے کو خدا پر چھوڑتا ہوں۔

ارباب سیر کا ایام مدت مرض میں اختلاف ہے اکثر کا یہ کہنا ہے کہ آپ تیرہ روز بیمار رہے دوسرا قول ہے کہ چودہ روز علیل رہے بعضوں نے بارہ روز علالت کی مدت بتائی ہے اور ایک گروہ نے صرف دس روز کی علالت بتائی ہے ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس علالت میں آنحضرتؐ نے فاطمہ کو طلب کیا جب وہ آئیں تو اپنی داہنی جانب بٹھایا اور کچھ کان میں بات کی وہ رونے لگیں پھر آپ نے اسی طریقہ سے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد میں نے فاطمہ سے پوچھا کہ پہلے کس بات پر روئیں اور پھر کس بات پر ہنسنے لگیں۔ حضرت فاطمہ نے کہا پہلے آنحضرتؐ نے اپنی اجل کی خبر دی تو میں رونے لگیں پھر آپ نے کہا میرے اہل بیت سے تم بہت نزدیک میرے آجاؤ گی تو میں ہنسنے لگی۔

صحاح ستہ میں حضرت عباس سے مروی ہے کہ جمعرات کو جب آنحضرتؐ کے مرض میں افاقہ ہوا تو آپ نے اصحاب سے دوات اور کاغذ لانے کے لئے کہا اور فرمایا میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھ دوں گا کے میرے بعد تم گمراہ نہ ہوں۔ اصحاب کے مابین اس بارے میں اختلاف ہوا کہ دوات اور کاغذ لایا جائے یا نہیں۔ بعض نے کہا کہ لانا چاہیئے اور بعض نے کہا مناسب نہیں کہ ہم اس حالت میں آنحضرتؐ کو تکلیف دیں۔ جب انصار نے آنحضرتؐ کی حالت دیکھی تو تاب ضبط نہ رہی اور وہ مسجد نبوی کے ارد گرد سراسیمگی کی حالت میں پھرنے لگے عباس رضی اللہ عنہ نے انصار کے اس حال سے آنحضرتؐ کو مطلع کیا آنحضرتؐ اٹھے ایک ہاتھ سیدنا علیؓ کے کاندھے پر اور دوسرا ہاتھ

فضل کے کاندھے پر رکھا اور عباس آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اس طرح مسجد میں آئے اور منبر کے پہلے زینہ پر بیٹھ گئے اور حمد و ثنائے الہٰی کے بعد فرمایا لوگو مجھے اطلاع ملی کہ تم میری موت سے خائف ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انك ميت وانهم لميّتون کوئی پیغمبر اپنی قوم میں ہمیشہ نہیں رہا جو میں تم میں ہمیشہ رہوں آگاہ ہو جاؤ کہ سب کو خدائے تعالیٰ کے پاس واپس جانا ہے اس کے بعد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اوّلین کے ساتھ نیک سلوک کریں اور مہاجرین کو بھی تاکید کرتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کریں۔ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش کے بارے میں بھی وصیت فرمائیے آنحضرت نے فرمایا۔ الخلافة للقریش یعنے لوگ قریش کے پیرو ہیں اسکے بعد فرمایا لوگو میرا تم سے باہر جانے کا وقت قریب پہونچ گیا جس شخص کو میں نے تکلیف پہونچائی ہے وہ مجھ سے بدلہ لے لے اگر میں نے کسی سے کچھ مال چھینا ہے تو وہ مجھ سے چھین لے اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو تو وہ اسکا مجھ سے مطالبہ کرے اسکے بعد منبر سے نیچے اترے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر منبر پر گئے اور ان ہی باتوں کا اعادہ فرمایا کہتے ہیں کہ بیماری کے زمانے میں بلال جب نماز کا وقت آتا تو آپ کو اطلاع دیتے اور آپ باہر آکر نماز ادا فرماتے لیکن مرض کے آخری تین دنوں میں باہر نہ آسکے۔

ایک روایت میں ہے کہ سترہ نمازیں جماعت سے فوت ہوئیں الغرض نماز عشاء کا وقت تھا کہ بلال نے حجرہ کے دروازہ پر آکر الصلوٰۃ یا رسول اللہ لیکن آنحضرت باہر نہ آسکے فرمایا ابوبکرؓ سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ عائشہ نے کہا ابوبکرؓ رقیق القلب اور کثیر الحزن ہیں آپ کی جگہ وہ نماز پڑھانے کھڑے ہوں گے اور قراءت کرنا چاہیں گے تو ان پر گریہ طاری ہو جائیگا اور وہ نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ عمرؓ سے فرمائیں تو اچھا ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا لوگ نہ چاہیں گے کہ نماز میں کوئی قائم مقام پیغمبر ہو اسلئے میں نے ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کے لئے کہا کہ کام ان سے ہوگا۔ عائشہ نے مکرر وہی گذارش کی آنحضرت نے مکرر وہی جواب دیا القصہ جب بلالؓ سے کہا گیا کہ حکم نبوی یہ ہوا ہے کہ ابوبکرؓ امامت کریں تو بلال روتے ہوئے واپس ہوئے اور سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا واغوثاہ انقطع رجائی وانکسر ظہری کاش مجھے میری ماں نہ جنی ہوتی اور جنی تھی تو یہ حال دیکھنے کے پہلے مر جاتا اس کے بعد وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اللہ نے آپ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے ابوبکرؓ اٹھے اور جب انکی نظر خالی محراب پر پڑی جس میں رسول اللہ

قیام فرماتے تھے تو بے ساختہ رونا شروع کیا اور اتنا روئے کہ گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے اور لوگ بھی چیخنے چلانے لگے۔ آنحضرتؐ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا شوروغل ہے فاطمہ نے کہا یا رسول اللہ لوگ آپکی مفارقت پر رو رہے ہیں آنحضرتؐ نے سیدنا علیؓ کو بلایا اور انکے دوش پر تکیہ کر کے باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی اسکے بعد فرمایا لوگو تم کو میں خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں وہی تمہارا حافظ ہے تقویٰ اختیار کرو خدا سے خوف کرو۔ عائشہؓ کہتی ہیں جب آنحضرتؐ کا مرض سنگین ہو گیا عشاء کی نماز کا وقت آیا تو لوگ آپکا مسجد میں انتظار کر رہے تھے آپ نے پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں نے کہا جی نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے پانی لانے کے لئے فرمایا میں پانی لائی اور آپ نے اپنے بدن پر پانی ڈالا جسم دھویا اور پھر چاہا کہ اٹھیں لیکن بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں پھر پانی طلب کیا اور جسم دھویا اور اٹھنا چاہے پھر بے ہوش ہو گئے اس طرح تین بار ہوا۔ اسکے بعد کہلا بھیجا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ دوسرے روز مرض میں تخفیف ہوئی ابوبکرؓ نماز فجر پڑھا رہے تھے آنحضرتؐ دو اصحاب کے دوش پر سہارا دیکر جن میں ایک عباسؓ تھے باہر تشریف لائے اور ان سے کہا کہ ابوبکرؓ کے پہلو میں آپ کو بٹھا دیں چنانچہ آپ کو اسی طرح بٹھا دیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آنحضرتؐ نے اشارہ فرمایا کہ وہ اپنے مقام پر رہیں اور آپ بیٹھے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنی وفات سے پانچ روز بیشتر فرمایا لعنۃ اللہ علی الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد اور تاکید کی کہ یہود و نصاریٰ کی طرح میری قبر کو مسجد نہ بنانا اور ایک روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے لئے کسی جگہ سے چند دینار آئے تھے۔ چند دینار آنحضرتؐ نے فقراء میں تقسیم کر دئے چھ یا سات یا آٹھ دینار حضرت عائشہؓ کے سپرد کئے جبکہ آپ انکے سینہ پر سر رکھے ہوئے تھے پھر بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو ان سے پوچھا وہ دینار کیا کئے حضرت عائشہ نے کہا میرے سامنے ہیں فرمایا ان کو بھی خیرات کر دو اور پھر بے ہوش ہو گئے ہوش میں آنے کے بعد پھر پوچھا کہ کیا تم نے وہ دینار صدقہ کر دئے حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میں آپ کی خدمت گذاری میں ہوں صدقہ کرنے کا موقع نہیں ملا آپ نے ان سے وہ دینار اپنے ہاتھ میں لئے اور شمار کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ

مناسب نہیں کہ محمدؐ خدا کے پاس اس حالت میں جائے کہ اس کے پاس دینار ہوں لہٰذا وہ دینار سیدنا علیؓ کے حوالے کر دیئے وہ فقراء میں تقسیم کر دیں اور فرمایا مجھے اب سکون ملا۔

کہتے ہیں کہ آپ کی وفات کے روز ملک الموت آ کر دروازہ پر ٹھیرے اور اذن طلب کیا۔ آپ نے اجازت دی۔ اذن ملنے پر وہ اندر آئے سلام کیا اور عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کا حکم بجا لاؤں اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کی روح قبض کروں۔ ورنہ واپس ہو جاؤں۔ آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ واقعی حق تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آنحضرتؐ نے ملک الموت سے کہا کہ تم جو کام کے لئے آئے ہو وہ کام بجا لاؤ۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اب میں بار دیگر زمین پر نہ آؤں گا اسلئے کہ دنیا میں میرے آنے کا آپ سبب تھے اب میرا دنیا میں کوئی مقصود نہیں اسکے بعد ملک الموت آنحضرتؐ کی روح مبارک قبض کرنے میں مصروف ہوئے۔ سکرات موت آنحضرتؐ پر اتنی سخت تھی کہ کبھی سرخ اور کبھی زرد پڑ جاتے کبھی سیدھے ہاتھ کبھی بائیں ہاتھ کو کھینچتے پسینہ پسینہ ہو جاتے پانی کے پیالے میں ہاتھ ڈال کر اسکو منہ پر پھیر لیتے اور کبھی فرماتے لا الٰہ الا اللہ ان للموت سکرات

ایک روایت میں ہے کہ آپ یہ فرماتے جاتے تھے کہ اللھم اَعِنّی علٰے سکراتِ الموت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حالت نزاع میں آنحضرتؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور اسی حالت میں چھت کی طرف دیکھنے لگے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا الرفیق الاعلیٰ کہ یکایک ہاتھ شل ہو گیا اور آپ عالم بقا کو تشریف لے گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

جب آپ کی روح بدن مبارک سے مفارقت کی تو چاروں طرف خوشبو پھیل گئی۔ صحابہ مسجد میں جمع تھے جب گھر کے اندر سے گریہ وزاری کی آواز آئی تو ان پر اضطراب طاری ہو گیا معلوم ایسا ہوتا تھا کہ ان کی عقل سلب ہو گئی ہے بعض گفتگو کرنے کے قابل نہ رہے اور بعض بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عمرؓ مسجد کے دروازہ پر کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ آنحضرتؐ وفات پا گئے تو اس تلوار سے اسکو دو ٹکڑے کر دوں گا۔ لوگ یہ بات سن کر آنحضرتؐ کی وفات کے تعلق سے شک میں پڑ گئے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابوبکرؓ آ گئے دیکھا کہ سب لوگ مسجد میں متفرق الحال ہیں آپ نے کسی کی جانب توجہ نہ کی سیدھے حضرت عائشہؓ کے گھر میں چلے گئے آنحضرتؐ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا وانبیاہ اور پھر آپ کے قدموں کو بوسہ دیا اور

کہا واصفیاہ اسکے بعد پھر پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا واخلیلاہ روتے جارہے تھے اور کہتے جاتے تھے بابی انت وامی طبت حیًا ومیتًا پھر کہا اگر اختیار ہوتا تو آپ کی جان کے بدلے ہم اپنی جان قربان کردیتے اسکے بعد گھر سے باہر نکلے حضرت عمرؓ اسی طرح لوگوں میں کلام کررہے تھے حضرت صدیقؓ منبر رسول پر برآمد ہوئے اور سب سے مخاطب ہوکر کہا من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حیٌ لایموت اور یہ آیت پڑھی ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الخ۔ کہتے ہیں کہ حضرت صدیقؓ کے اس کلام سے سب کو آنحضرتؐ کی وفات کا یقین ہوگیا اسکے بعد حضرت صدیقؓ نے اہل بیت کو تعزیت دی اور فرمایا غسل اور تجہیز و تکفین کی مہم کا آپ سے تعلق ہے اور خود اکابر مہاجرین و انصار کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ کو روانہ ہوئے تاکہ خلافت کا تصفیہ کریں۔

حضرت عباسؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی صاحبزادی اور اسامہؓ نے آنحضرتؐ کو اٹھا کر برد یمانی پر لٹایا اس کے بعد اس بارے میں اختلاف ہوا کہ آپ کو کپڑے اتار کر غسل دیا جائے جیسا کہ عام طور پر ہوا کرتا ہے یا کپڑے رکھ کر غسل دیا جائے۔ یکایک ان سب کو اونگھ آگئی اور سب کی ٹھوڑیاں سینہ کی جانب جھک گئیں اس وقت ایک شخص نے مکان کے ایک گوشہ سے آواز دی کہ برہنہ نہ کرو اور اسی پیراہن میں غسل دو سب سمجھ گئے یہ ندائے غیب ہے چنانچہ آپ کا پیراہن رکھ کر سیدنا علیؓ نے نہلانا شروع کیا اور عباسؓ نے فرمایا دروازہ بند کردیا جائے تاکہ لوگ اندر داخل نہ ہوں البتہ اندر جو مہاجرین تھے باہر سے انصار آواز دینے لگے کہ اہل بیت ہماری خدمات، ہماری روش اور ہمارا ایثار سب کو معلوم ہے کم از کم ہم میں سے ایک شخص کو رکھا جائے تاکہ یہ شرف ہم کو بھی حاصل ہو۔ اس وقت حضرت سیدنا علیؓ نے اوسؓ انصاری کو اندر آنے کی اجازت دی لیکن غسل دینے میں شریک نہیں کیا۔ سیدنا علیؓ نے آنحضرتؐ کو سینہ پر لے لیا خرقہ کو ہاتھ پر لپیٹ لیا اور پیراہن کے اندر ہاتھ ڈال کر غسل دینا شروع کیا اسامہ پانی ڈال رہے تھے اور فضل بن عباسؓ پیراہن کو بدن کے اوپر اٹھا کر پکڑے ہوئے تھے تاکہ سیدنا علیؓ آسانی سے بدن مبارک کو دھوئیں اور عباسؓ آپ کو پلٹا رہے تھے۔ کوئی نجاست آنحضرتؐ کے جسم سے ظاہر نہیں ہوئی۔ غسل تمام ہونے کے بعد تین کپڑوں کا کفن دیا گیا دو سفید کپڑے تھے اور تیسرا کپڑا برد یمانی تھا

مشک، حنوط آنحضرتؐ کے کفن اور سجدہ گاہ پر چھڑکا گیا۔

کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے لئے بہشت سے حنوط لائے تھے اسکے بعد سیدنا علیؑ نے کچھ حنوط امین کو دیا اور وصیت کی کہ اسکو میرے کفن میں رکھنا یہ آنحضرتؐ کے حنوط سے بچا ہوا ہے بہرحال تمام امور سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرتؐ کو سریر پر لٹا کر سیدنا علیؑ باہر نکلے اور اسکے بعد لوگ جوق در جوق حجرہ میں داخل ہو کر یکے بعد دیگرے نماز پڑھنے لگے سیدنا علیؑ نے فرمایا کہ کوئی امامت نہ کرے اسلئے کہ آنحضرتؐ خود تمہارے امام ہیں اسکے بعد سیدنا علیؑ آنحضرتؐ کے جنازہ کے سرہانے کھڑے ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہؐ حق تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر ہوں الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے رسول نے جو کچھ تو نے ان پر نازل کیا تھا وہ ہم کو پہنچا دیا۔ اسکے بعد اس بارے میں اختلاف رائے ہوا کہ آپ کو اس حجرہ میں دفن کیا جائے یا بقیع میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے کہ ہر پیغمبر کو اسی مقام پر دفن کیا جاتا ہے جہاں اسکی روح قبض کی گئی ہو۔ سیدنا علیؑ نے فرمایا روئے زمین میں اس مقام سے زیادہ افضل کوئی مقام نہیں ہے جہاں آنحضرتؐ کی روح قبض کی گئی ہے پس یہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ دفن سے فارغ ہونے کے بعد جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر جا کر سب نے تعزیت دی۔ اسکے بعد حضرت فاطمہ پدر بزرگوار کی زیارت کے لئے آئیں اور مزار پاک کی خاک کو مٹھی میں لیکر اپنی آنکھوں پر رکھا اور رونے لگیں اور فرمایا۔

ماذا علی من شمّ تربۃَ احمدٍ   ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صُبّت علیّ مصائبٌ لو انّھا   صُبّت علی الایّام صرن لیالیا

انس بن مالک کہتے ہیں کہ کوئی روز اس روز سے زیادہ جسمیں آنحضرتؐ کی وفات ہوئی ہم پر سخت نہ گذرا ہنوز دفن سے فارغ ہوئے تھے کہ ہمارے دل متغیر ہو گئے ایک جماعت نے مدینہ کی اقامت اختیار کی تاکہ آنحضرتؐ کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف اور اپنے دل کو تسکین دیتے رہیں اگر ان کے دلوں میں کوئی بات ہوتی تو آنحضرتؐ کی مزار مبارک کے مقابل کھڑے ہوتے اور عرض حال کرتے اور بعض بگوش دل اور بعض بگوش سر اسکا جواب سنتے۔ آنحضرتؐ کی قبر بکمال درجہ پُرنور تھی ہر چند کہ کوئی آنحضرتؐ کو نہ دیکھا ہو لیکن آپکی قبر کو وہ دیکھتا تو گواہی دیتا کہ صاحب قبر پیغمبر ہیں چنانچہ ایک روز ایک کافر آپکی مزار کی طرف سے گذرا

جب اسکی نظر مزار پر پڑی تو کلمہ شہادت پڑھنے لگا۔ پوچھا گیا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر خدا کی قبر ہے اس نے جواب دیا کہ اسکے قبل میں نے یہ قبر نہ دیکھی تھی نہ جانتا تھا کہ رسول خدا کی قبر ہے لیکن میرے دل میں خدا نے یہ بات ڈالی۔

مختصر یہ کہ زیارت قبر انور آنحضرت اعظم طاعات سے ہے تمام علماء کا اجماع ہے کہ یہ سنت مندوب فضیلت مرغوب ہے اور بعض علماء نے اس کو واجب قرار دیا ہے بدلیل حدیث من لم یزر قبری فقد جفانی دوسری حدیث میں آیا ہے من زار قبری وجبت له شفاعتی۔

مولانا شاہ عبدالحق دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ آپ بموجب حکم الٰہی آنحضرت حضرت عائشہ کے حجرے میں مدفون ہوئے تو حضرت عائشہ بھی اسی حجرے میں رہتی تھیں اسکے بعد جب لوگ دروازوں سے اندر آنے لگے اور قبر شریف کی مٹی لینے لگے تو آپ نے درمیان میں ایک دیوار اٹھادی جسکی ایک جانب سے آپ کا مسکن تھا اور دوسری جانب قبر منور تھی۔ حضرت عمر کی اس حجرے میں اسوقت تک تدفین نہیں ہوئی تھی وقتاً فوقتاً آپ جب موقع ملتا آنحضرت کی قبر انور پر حاضر ہوتی تھیں۔ حضرت عمر کی وہاں تدفین کے بعد آپ نے حجاب کرنا شروع کیا۔ حضرت عمر نے اس حجرے کو کچی اینٹوں سے تعمیر کروایا تھا جو ولید ابن حجرہ کے زمانہ تک اسی طرح رہا عمر بن عبدالعزیز نے بحکم ولید اس کو منہدم کر کے دوسرا حجرہ تعمیر کیا کہتے ہیں کہ اس تعمیر کے وقت حضرت عمر کا پاؤں باہر نمودار ہوا تھا۔ اس تعمیر کے بعد سے آج تک لوگوں کا اندر داخلہ ممنوع ہوگیا۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

خلفائے راشدین

قدوۃ للمہاجر والانصار ثانی اثنین اذہما فی الغار خیر الرفیق

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم شریف عبداللہ بن ابی قحافہ۔ صاحب جاہ کبیر و مال کثیر اور اپنی قوم کے رؤسا سے تھے علم انساب و تعبیر و عروض و قافیہ میں ماہر تھے آپ پہلے شخص ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچنے کے بعد جب آپ نے اسلام پیش کیا تو فوراً مشرف باسلام ہوگئے۔ خود آنحضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس پر اسلام پیش کیا تو اس نے توقف و تردد کیا مگر ابوبکرؓ نے پس و پیش نہیں کیا بلکہ میں جس وقت ان پر اسلام پیش کیا تو اسی وقت وہ مسلمان ہوگئے اور بعثت کے زمانے سے آنحضرتؐ کی وفات تک سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے۔ کسی حال میں آپ کی متابعت نہ چھوڑی اور انجام کار سالار قوم ہوگئے اور آنحضرتؐ کی وفات کے بعد باجماع صحابہ بجائے آنحضرتؐ مسند خلافت صغریٰ پر متمکن ہوگئے آج تک آپ کو خلیفہ اول کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

خلافت کے لئے آپ کا انتخاب اس طرح عمل میں آیا کہ آنحضرتؐ کی وفات کے روز مہاجرین اور انصار کے اکابر سقیفہ بنی سعدہ میں جمع ہوئے تاکہ مسئلہ خلافت طے کریں۔ اس بارے میں مہاجرین اور انصار کے درمیان اختلاف رونما ہوا منّا امیر و منکم امیر کہنے لگے حضرت ابوبکرؓ نے عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا اور انصار سے کہا کہ امامت قریش کا حق ہے کسی کو اس کا منصب نہیں کہ وہ اس کا دعویٰ کرے ان دونوں اشخاص سے تم جسکو چاہو اختیار کرلو۔ اسپر عبداللہ بن مسعود اٹھے اور کہا کہ ہم دنیا کے امور کے لئے اس شخص پر کیوں راضی نہ ہوں جس پر امور دین کیلئے جو نماز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضامند تھے یہ سنکر تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا۔ اسی بناء پر امیر المومنین

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ واقعی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو نماز میں لوگوں کی امامت کے لئے حکم دیا تھا حالانکہ میں موجود تھا لیکن آپ کی مرضی پر ہم راضی ہوگئے لہٰذا امر دنیا کے لئے بھی جو خلافت ہے ہم رضامند ہیں لیکن بعض انصار اور مہاجرین نے قدرے اختلاف کیا جس میں سے چند نے اسی روز اور باقی نے تیسرے روز تک حضرت ابوبکرؓ کی بیعت قبول کرلی جیسا کہ جلد دوم روضۃ الاحباب میں تفصیل سے یہ قصہ مذکور ہے۔

الغرض تمام اکابر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھتے تھے آپ کے فضائل اور کمالات کا احصار ناممکن ہے۔

آپ کی وفات ۲۲ر جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ کو واقع ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہیں۔

قدوۂ احباب زین الاصحاب متکلم بالحق والصواب

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابوحفص ہے نبوت کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ ابوجہل کے اغواء پر آپ نے آنحضرتؐ کے قتل کے لئے کمر ہمت باندھ کر نکلے راستہ میں سعد بن وقاص ملے اور پوچھا کہاں جا رہے ہو عمرؓ نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں سعد بن وقاص نے کہا پہلے اپنی بہن اور انکے شوہر سعد بن زید کی تو خبر لو کہ وہ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں عمرؓ نے کہا کہ میں تمہارے بیان کو کس طرح سچ سمجھوں۔ سعد نے کہا کہ اسکی علامت یہ ہے کہ وہ تمہارے ذبیحہ کا گوشت نہ کھائیں گے یہ سنکر عمرؓ راستے سے اپنے بہن کی گھر کی طرف لوٹے۔ وہ اس وقت سورہ طٰہٰ پڑھ رہی تھیں عمرؓ ٹھیر گئے اور کان لگا کر قرأت سورہ طٰہٰ سننے لگے۔ اسکے بعد عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا جب معلوم ہوا کہ عمرؓ ہیں تو دروازہ کو کھول کر سورہ کو چھپا دیا۔ عمرؓ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی جو میں سن رہا تھا کہنے لگے کہ ہم آپسمیں گفتگو کر رہے تھے اسکے بعد آپ کے سامنے پر بکرا لایا گیا۔ آپ نے ذبح کر کے اسکو پکانے کیلئے کہا جب اسکو بریان کر کے لایا گیا تو عمرؓ نے کھانے

کے لئے کہا۔ ان دونوں بہن اور بہنوئی نے کہا کہ ہم نے نذر کی ہے کہ تمہارے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھائیں گے۔ عمر نے جب ان کو اسلام پر ثابت قدم دیکھا تو کہا کہ وہ کاغذ بتاؤ۔ جو تم پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس کے ساتھ بے ادبی کروگے۔ عمر نے قسم کھائی بہن نے کہا پہلے غسل کرو کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے تم شرک کی حالت میں ہو۔ عمر نے غسل کیا اور اس کے بعد جب وہ صحیفہ دیا گیا تو اس کو پڑھ کر رونے لگے اور کہا کہ کیا اچھا کلام ہے اور پوچھا پیغمبر کہاں ہیں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ کہا گیا کہ وہ حمزہ کے گھر میں ہیں۔ قصہ مختصر جب عمر حمزہ کے گھر پہونچے تو آنحضرت ان کے استقبال کیلئے بڑھے۔ عمر نے کہا یا رسول اللہ کلمہ توحید پیش کیجئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ۔ عمر نے کلمہ پڑھا۔ آنحضرت نے مسرت سے تکبیر فرمائی اور اصحاب نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کا غلغلہ قریش تک پہونچا۔ کفار قریش نے تعجب کیا اور اندوہ ناک ہو کر کہنے لگے کہ یہ بڑا حادثہ ہے جس سے ہم دوچار ہوئے ہیں کیونکہ عمر اکابر قریش سے تھے۔ ایام جاہلیت میں قریش کا منصب رسالت و مفاخرت ان کے تفویض تھے۔ عمر کے اسلام لانے کے بعد اسلام کو قوت ملی۔ ہمیشہ یہ سفر و حضر میں آنحضرت کے ہمراہ رکاب رہے اور حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خلافت کیلئے انکو نامزد کیا چنانچہ حضرت صدیق کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اسکی یہ صورت ہوئی کہ جب [illegible] ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض میں شدت پیدا ہوئی تو انہوں نے جھانک کر لوگوں کو دیکھا اور فرمایا۔ ایہا الناس میں نے جو عہد اور وصیت کی ہے کیا تم اس پر رضامند نہیں ہو۔ سب نے کہا ہم راضی ہیں اس وقت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ اس مجلس میں حاضر تھے آپ اٹھے اور فرمایا لا ارضی الا ان یکون عمر یعنی میں راضی نہیں ہوں بجز اسکے کہ یہ عہد عمر کے حق میں ہو۔ ابوبکر صدیق نے کہا کہ فانہ عمر ہاں وہ عمر ہی کے حق میں ہیں۔ پس اسی روز سے عمر کا خلافت کے لئے متعین ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں ازاں جملہ شام۔ عراق۔ فارس۔ روم۔ مصر۔ اسکندریہ اور مغرب کی فتوحات ہیں۔ آپ کے کمالات اور شان کا اندازہ اس سے کیا جاتا ہے کہ بعض آیات قرآنی آپ کے

رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ کے دورِ خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مساجد تعمیر ہوئیں۔ چار ہزار کلیسا تباہ ہوئے نو سو منبر نماز جمعہ کے لئے نصب ہوئے آپ پہلے شخص ہیں جو اسلام میں امیر المومنین کے خطاب سے موسوم ہوئے۔

کہتے ہیں کہ ۲۳ھ میں آپ حج کی ادائی کے بعد مدینہ منورہ آئے ایک روز مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھکر فرمایا۔ اے مسلمانو میری موت نزدیک ہے میرے بعد ان چھ اشخاص میں کسی کو باہمی مشاورت سے اپنا خلیفہ بنالینا۔ چھ اشخاص یہ ہیں۔

عثمانؓ - علیؓ - سعدؓ - طلحہؓ - زبیرؓ - عبدالرحمٰن بن عوفؓ -

اس کے تین روز بعد مغیرہ کے ہاتھ سے شربت شہادت نوش فرمایا اور حضرت عائشہ صدیقہ کی اجازت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں حضرت صدیق اکبر کے پہلو میں دفن ہوئے آپ کی شہادت پہلی محرم ۲۳ھ میں واقع ہوئی رضی اللہ عنہ۔

جامع القرآن کامل الایمان ذوالنورین
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو عمر بھی تھی۔ زمانۂ جاہلیت میں اہل قریش کے بہترین افراد میں شمار ہوتا تھا۔ مقتدائے بنی امیہ تھے۔ آنحضرت علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی آپکے حبالۂ عقد میں دی تھی کہتے ہیں کہ آنحضرت کی ولادت کے چالیسویں سال آپ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو اپنے ساتھیوں اور دوستوں کو دعوت اسلام دی اور انہوں نے قبول کی از آں جملہ عشرہ مبشرہ سے پانچ افراد تھے یعنی عثمانؓ بن عوف زبیر بن عوام۔ طلحہ بن عبیداللہ۔ سعد بن وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف جنکو آنحضرت کی مجلس میں لاکر مشرف باسلام کروایا۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امیر خلافت کے لئے چھ مہاجرین کی مجلس شوریٰ بنائی اور خود عالم بقا کو رحلت فرمائی تو آپ کی وفات کے بعد تین روز بھی نہ گذرے تھے کہ لوگ

سرائے فاطمہ خواہر اشعث بن قیس میں جمع ہوئے اور خلافت کے بارے میں باہم مشورت کیا ان کے درمیان بہت گفتگو ہوئی۔ عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا اے گروہ مہاجرو انصار میں دیکھ رہا ہوں کہ خلافت کے بارے میں نزاع پیدا ہو گئی ہے ہر شخص اس بارے میں اپنی غرض پیش نظر رکھ رہا ہے جب کسی بات میں خود غرضی شامل ہو جائے تو حق کا راستہ نہیں ملتا مناسب یہ ہے کہ یہ کام ایک کے سپرد کیا جائے تا مقصود حاصل ہو۔ جملہ صحابہ نے عبد الرحمٰن بن عوف کی رائے سے اتفاق کیا۔ عبد الرحمٰن بن عوف اٹھے اور کہا ابوالحسن اس کام کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ آ گئی اور اگر نہ آئے کسی دوسرے کے ہاتھ آئے تو آپ کیا کہیں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا صبر کروں گا اور مسلمان جو مشورہ دیں میں بھی رضامند ہوں گا۔ پھر عبد الرحمٰن بن عوف حضرت عثمانؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور وہی تقریر کی اسکے بعد کہا کہ اے مسلمانو میں نے تمام جماعتوں کو آزمایا اور ان کا حال معلوم کیا تمام عثمانؓ کی خلافت پر راضی ہیں ان سب کا یہ حال ہے تو میں بھی ان کی خلافت پر راضی ہوں اور ان کی بیعت کرتا ہوں پھر عثمانؓ سے کہا اے ابو عمر ہاتھ بڑھاؤ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی پھر جملہ اکابر صحابہ نے بیعت کی اس طرح سنہ ۲۳ھ میں حضرت عثمان کی خلافت کے دور کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری کو جو حضرت عمر فاروق کے زمانے سے بصرہ کی امارت پر مامور تھے معزول کر دیا اور ان کی جگہ عبد اللہ بن عامر کو مقرر کیا جو انکے ماموں کے فرزند تھے اور ولایت شام پر معاویہ بن سفیان کو علیٰ حالہٖ برقرار رکھا۔ اسی طرح تمام عمال بنی امیہ کے مقرر کئے اور باقی عمال کو معزول کر دیا۔

اپنے دور میں خاص و عام پر شفقت اور عدل و انصاف کے طریقہ کو ملحوظ رکھا لیکن ایک سال کے بعد مروان بن الحکم کے مشورے سے بعض ایسے امور سرزد ہوئے جن سے مسلمان برگشتہ ہو گئے اور بالآخر وہ انہیں خلافت سے معزول کرنے پر مستعد ہو گئے۔ اسکے بعد مصر کے معارف و اشراف عاملوں کی شکایت لے کر مدینہ پہونچے اس خصوص میں انکے اور خلیفہ کے درمیان بہت گفتگو ہوئی آخر یہ طے پایا کہ عبد اللہ بن سعید کو مصر بھیجا جائے لیکن جب وہ وہاں پہونچے تو اہل مصر نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر کو ہمارا والی مقرر کیا جائے۔ حضرت عثمانؓ نے اس تجویز کو قبول کر کے ایک مکتوب مشتمل بر امارت محمد بن ابوبکر لکھ کر جس پر سیدنا علی ''ابو طلحہؓ

زبیرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کی گواہی تھی۔ مصر کے اس وفد کے حوالے کی اور وہ خوش خوش واپس ہوئے اثنائے راہ میں انہوں نے ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا جو اونٹ پر سوار ہو کر نہایت عجلت سے جارہا ہے ان لوگوں نے اسکو پکڑ لیا اور دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ میں عثمانؓ کا غلام ہوں انہوں نے مجھے امیر مصر کے پاس بھیجا ہے جب مصریوں نے اسکی تلاشی لی تو اسکے پاس سے مکتوب برآمد ہوا جس پر خلیفہ کی مہر ثبت تھی اور یہ مکتوب عبداللہ بن سعد کے نام تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ جب اشراف مصر مثل عمرو و ورقہ خزاعی و محمد بن ابوبکر مصر پہونچیں تو ان کو گرفتار کرکے فوراً ان کی گردن مار دی جائے۔ جب وفد کے لوگوں نے یہ مضمون پڑھا تو وہ فوراً مدینہ کو واپس ہوئے اور تمام لوگوں کو یہ نامہ پڑھکر سنایا اسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں اسکو پیش کیا۔ سیدنا علیؓ نے یہ مکتوب پڑھکر تعجب کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جاکر بتایا۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھاکر کہا کہ نہ میں نے یہ مکتوب لکھا ہے اور نہ کسی کو اسطرح لکھنے کے لئے کہا اور نہ اس غلام کو مصر جانے کے لئے میں نے کہا میں اس معاملہ سے بالکل بے خبر ہوں لیکن لوگ اس وضاحت سے مطمئن ہوئے اور ارادہ کرلیا کہ حضرت عثمانؓ کو خلافت سے معزول کر دیا جائے یا قتل کر دیا جائے بالآخر آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور دیوار سے کود کر اندر داخل ہوگئے۔ قصہ مختصر ۱۸ ذی حجہ سنہ ۳۵ھ یکشنبہ آپکو شہید کر دیا گیا۔

صاحب تاریخ طبری کہتے ہیں کہ جو انگوٹھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے اسکے ایک جانب کلمہ طیبہ منقوش تھا۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے اسکو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب وہ مسند خلافت پر بیٹھے حوالہ کیا۔ ان کے بعد یہ انگوٹھی حضرت فاروق اعظمؓ کو پہونچی اسکے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت حفصہؓ کو دیکر وصیت کی کہ میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہو اسکو حوالہ کر دینا چنانچہ حضرت حفصہؓ نے اسکو حضرت عثمانؓ کے حوالہ کیا۔ ایک روز حضرت عثمانؓ ایک کنویں کے کنارے جسکو وہ کھدوائے تھے بیٹھے تھے یکایک وہ انگوٹھی اس کنویں میں گر پڑی حضرت عثمانؓ بہت بیقرار ہوئے کنویں کے سارے پانی کو کھینچواکر انگوٹھی تلاش کروائی مگر دستیاب نہیں ہوئی۔ صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہیں کہ اسی روز سے فتنہ و فساد کے دروازے حضرت عثمانؓ پر کھل گئے اور بالآخر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق آپ مظلوم شہید ہوئے اور شہادت کے تیسرے دن جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

نوٹ :۔ خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے تفصیلی حالات مشکوٰۃ اول میں مرقوم ہیں اسلئے یہاں تحریر نہیں کیے گئے۔

بقیہ
عشرۂ مبشرہ

مصاحب سید الورا۔ حضرت ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی عامر تھا۔ اشراف قریش سے تھے۔ بیس سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا لِکُلِّ امۃ امیر و امین ہذہ الامۃ ابو عبیدۃ۔

جلد ثانی روضۃ الاحباب میں ہے کہ آنحضرت علیہ السلام عالم بقا کو رحلت فرمانے کے بعد اس روز صحابہ ثقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ خلافت کے لئے جمع ہوئے تھے انصار ابوعبیدہ کو ان کے گھر سے لائے اور چاہا کہ ان کو منصب خلافت کے لئے منتخب کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور ابوعبیدہ اس جماعت کے دیگر اصحاب نے از راہ معقول و منقول انصار کو تسکین دی۔ پہلے حضرت عمر نے ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ہمارے پیغمبر نے تم کو "امین امت" کہا ہے آؤ تاہم تمہاری بیعت کریں کہ تم خلافت کے سزاوار ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق کی موجودگی میں خلافت کے لئے میں سزاوار نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوعبیدہ کے کمالات اور حق دانی کا اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ کس مرتبہ کے شخص تھے۔ حضرت عمر فاروق نے اپنی حیات کے آخری دور میں فرمایا کہ اگر ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو میں خلافت ان کے تفویض کرتا۔

سنہ ۸ ہجری میں حضرت ابوعبیدہ کا بعارضہ طاعون وصال ہوگیا۔ دمشق میں مدفون ہیں۔ رضی اللہ عنہ

(۶)

صاحب ایمان مرکز عرفان و خوف حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

نبوت کے پہلے سال ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رہبری سے مشرف باسلام ہوئے حضرت عمر فاروق نے خلافت کے لئے جو مجلس شوریٰ بنائی تھی اس میں آپ کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔ لیکن آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خلافت سے خود کو علیحدہ کیا۔ آپ کی وفات عہد خلافت عثمانی میں سنہ ۳۲ ہجری میں ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

---

(۷)

مصاحب رسول اللہ مجاہد فی سبیل اللہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

آپ بھی پہلے سال نبوت میں حضرت صدیق اکبر کی رہبری سے مشرف باسلام ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں آپ کا ساتواں نمبر ہے۔ امیرالمومنین کی خلافت کے روز آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی کہتے ہیں کہ جب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت قرار پائی تو طلحہ پاؤں پر کھڑے ہوئے اور اپنے اس ہاتھ سے جو جنگ احد میں زخمی ہو کر شل ہو گیا تھا آپ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی۔ قبیصہ بن جابر نے کہا کہ پہلا ہاتھ جو امیرالمومنین کی بیعت کیلئے بڑھا وہ شل ہاتھ تھا۔ خدا کی قسم طلحہ کی بیعت پائدار نہ ہو گی۔ الغرض کچھ مدت کے بعد طلحہ اس بیعت سے باہر ہو گئے اور جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ شرکت کی مشکوٰۃ اول میں اسکی تفصیل آئے گی۔ قصہ کوتاہ مروان بن الحکم نے جنگ سے تنگ آ کر اپنے غلام سے کہا کہ جس روز عثمان کو قتل کیا گیا کسی شخص نے ان کے قتل پر دشمنوں کو اتنی ترغیب نہیں دی جیسے کہ طلحہ نے دی اور آج وہ عثمان کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں پس ایک تیر زہر آلود کمان میں رکھ کر غلام کے پیچھے کھڑا ہوا اور طلحہ پر وہ تیر چلائی جس سے طلحہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے اور اسی وقت شہید ہو گئے اور بصرہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

(۸)

مصاحب سید امام حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں اہل قریش میں بہت عزیز تھے۔ حضرت صدیق اکبر کی رہنمائی سے نبوت کے پہلے سال میں مسلمان ہوئے۔ آنحضرت علیہ السلام کے بعد تینوں خلفاء کے ساتھ رہے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سربرآرائے مسند خلافت ہوئے تو طلحہ کے بعد آپ ہی نے بیعت کی اور حضرت امیر کی بیعت سے منحرف ہونے میں بھی یہ پہلے شخص تھے۔ آخر جنگ جمل میں امیر المومنین نے طلحہ اور زبیر کو طلب کر کے احادیث یاد دلائیں جو انکے مواجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کے بارے میں فرمائی تھیں۔ یہ دونوں نے شرمندہ ہو کر خلافت امیر کا اقرار کیا اور پھر منفعل ہو کر مدینہ کا راستہ اختیار کیا اس طرف سے امیر المومنین کے لشکر کا ایک سوار آ رہا تھا اس کو اس قصہ کی اطلاع نہ تھی اس نے زبیر کا کام تمام کر دیا۔ طلحہ بھی خجالت اور شرمندگی سے اپنے لشکر کے پیچھے سر جھکائے کھڑے تھے کہ مروان بن الحکم نے زہر آلود تیر چلا کر زخمی کیا جس سے وہ اسی وقت شہید ہو گئے۔

حضرت امیر المومنین نے حضرت زبیر کے مارے جانے سے بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ زبیر کے قاتل کو آتش دوزخ کی بشارت دو۔ اسکے بعد امیر المومنین نے زبیر کی تلوار لی اور اسکو پھرانے اور رونے لگے اور فرمایا کہ یہ تلوار ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے بچایا اور کئی اعدائے دین کو واصل بجہنم کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹)

اشرف الناس حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ

آپ قریش میں بہت محتشم تھے سترہ سال کی عمر میں حضرت صدیق اکبر کے بعد اسی روز یا دوسرے روز مشرف باسلام ہوئے اپنا مال و متاع آنحضرت کی محبت میں صرف کیا آنحضرت کے وصال کے بعد خلفائے اربعہ کے ساتھ رہے۔ ان کے بہت فضائل ہیں سنہ ۵۴ھ میں بزمانہ حکومت امیر معاویہ وفات

پائی اور مدینہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

---

(۱۰)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن الخطاب کے چچا کے فرزند تھے۔ اشراف قریش میں سے تھے۔ حضرت امیر المومنین کی بہن بھی ان کے حبالۂ عقد میں تھیں۔ عنفوان شباب میں مشرف باسلام ہوئے تمام کمالات انسانی سے آراستہ تھے۔ آنحضرت کی شفقت تمام سے مخصوص تھے۔ نہایت معزز و مکرم رہے زمانۂ حکومت امیر شام میں انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ

دیگر اصحاب

قدوۂ اصحاب لقب ذی شرف و ذی النسب حضرت سید الشہداء امیر حمزہ عرب رضی اللہ عنہ

آپ عم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے نبوت کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی کہ ایک روز ابوجہل نے آنحضرت کو بہت ایذا اور گالیاں دیں آپ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ عبد اللہ بن جدعان کی لونڈی نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت حمزہ کو دی اس سے اس واقعہ کی تفصیل سن کر حضرت حمزہ غضبناک ہوئے ابوجہل ایک مجلس میں اپنے لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حمزہ وہاں پہونچے کاندھے پر کمان تھی اس کمان کو ابوجہل کے سر پر مارا اور کہا کہ تو محمد کو گالیاں دیتا ہے اور ایذا پہونچاتا ہے۔ سن لے کہ میں ان کے دین کا پیرو ہوں۔ بہر حال کلمۂ طیبہ پڑھے اور مسلمان ہو گئے ان کے اسلام لانے سے آنحضرت اور مسلمانوں کو بہت تقویت ہوئی اور قریش نے جان لیا کہ آنحضرت کو اپنے چچا کے اسلام لانے سے غلبہ حاصل ہو گیا۔ اب پہلے کی طرح انکو ستایا نہیں جا سکتا۔ الغرض حضرت حمزہ سفر اور حضر میں موید دین اسلام رہے سنہ ۳ ھ میں جنگ احد میں جام شہادت نوش کیا۔ رضی اللہ عنہ

نے اور اصحاب کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی۔ نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں خفیہ طور پر مکہ سے باہر نکلے اور جوار نجاشی میں پناہ لی سفر و حضر میں آنحضرت کیساتھ شریک جہاد رہے۔ صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ ہجرت حبشہ کے ساتویں سال خیبر فتح ہوا ان ہی دنوں میں مہاجرین کی ایک جماعت حبشہ پہونچی مثل جعفر بن ابی طالب۔ اسماء بنت قیس اور ابو موسیٰ اشعری وغیرہم۔ آنحضرت نے جب جعفر طیار کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کون میرے شایاں ہے۔ جعفر کی آمد یا خیبر کی فتح اسکے بعد اسی سال غزوہ موتہ پیش آیا اور جعفر نے اس غزوہ میں شہادت پائی۔ اس غزوہ کا یہ سبب ہوا کہ آنحضرت نے ایک مکتوب حاکم بصرہ کے نام لکھ کر حارث بن عمر کو دیا کہ وہ حاکم بصرہ کے حوالہ کرے۔ حارث یہ نامہ لے کر روانہ ہوئے جب موتہ پہونچے تو شرجیل بن عمر جو قیصر روم کے امراء سے تھا ان کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ کے قلب مبارک پر بہت شاق گذری اور آپ نے لوگوں کو جنگ کے لئے نکلنے کا حکم دیا چنانچہ تین ہزار اشخاص جمع ہوئے۔ آنحضرت نے فرمایا میں زید بن حارث کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں۔ اگر وہ مارے جائیں تو جعفر طیار تمہارے امیر ہونگے اگر وہ مارے جائیں تو عبدالرحمن بن رواحہ امیر ہونگے اگر وہ بھی مارے جائیں تو مسلمان کسی کو اپنا امیر بنالیں۔ القصہ جب جعفر نے یہ بات سنی تو عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے توقع نہ تھی کہ زید کو مجھ پر امیر مقرر کریں گے۔ آنحضرت نے فرمایا تم جاؤ میری بات سنو۔ مختصر یہ کہ مسلمان اور کفار کا وادی القریٰ میں باہم مقابلہ ہوا پہلے زید نے علم اٹھایا اور جنگ کی یہاں تک کہ نیزہ کے زخم سے شہید ہوگئے اسکے بعد جعفر طیار نے علم اٹھایا اور جنگ میں مشغول ہوئے سیدھا ہاتھ کٹ گیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا بایاں ہاتھ کٹ گیا تو علم کو بازو پہ سنبھال لیا لیکن اہل روم کے ایک شخص نے آپ کو شہید کر دیا اسکے بعد مسلمانوں نے خالد بن ولید کو امیر لشکر بنایا اور انکے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ آنحضرت کو شہادت جعفر کی اطلاع ملی آپ نے انکو جنت میں اڑتا ہوا دیکھا کہ انکو جعفر طیار سے نامزد کیا رضی اللہ عنہ۔

(۴)

حلقہ بگوش محمد عربی مؤذن عرشی حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رہبری سے نبوت کے پہلے سال ایمان لائے۔ جب قریش نے

دیکھا کہ دین محمدیؐ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور اصحاب رسول کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو سب جمع ہوئے اور جذبات دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے طے کیا کہ تعذیب اور ایذا رسانی میں شدت برتی جائے۔ منجملہ ان اصحاب کے بلال حبشی تھے لیکن ہر چند ان پہ سختی کی جاتی یہ **احد احد** کہتے ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ان کی طرف سے گذر ہوا اور جب ان کا حال دیکھا تو **امیہ** کے پاس جا کر کہا کہ خدا کے عذاب سے ڈر۔ اور ایذا رسانی سے باز آ۔ ولید نے کہا اے قحافہ کے بیٹے تو نے ان کو تکلیف میں مبتلا کیا ان کو بت پرستی سے روکا اور دین محمدیؐ کی ترغیب دی اگر ان پر رحم آ رہا ہے تو مجھ سے انہیں خرید لو۔ حضرت ابوبکر نہایت رحمدل تھے لہٰذا انہوں نے بلال کو خرید کر آزاد کر دیا اسی روز سے بلال آنحضرتؐ کی خدمت میں رہنے لگے۔ ہمیشہ سفر و حضر میں آپ کے ہمراہ رہے تا آنکہ آنحضرتؐ نے دار فانی کو خیرباد کہا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے ارتحال کا صدمہ برداشت نہ کر کے اکثر صحابہ مدینہ سے منتقل ہو گئے از آں جملہ حضرت بلال تھے جو اس سانحہ کی تاب نہ لا کر شام چلے گئے۔ زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں وہاں سے واپس آئے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ بلال نے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ بلال کب تک جفا کرو گے کیا اب بھی یہاں آنے کا وقت نہیں آیا۔ بلال نیند سے بیدار ہوئے تو اسی وقت عازم مدینہ ہوئے۔ جب مزار مبارک کے پاس پہونچے تو گریہ و زاری شروع کی اور اپنا منہ قرار مبارک پر ملنے لگے۔ صحابہ چاہتے تھے کہ ان سے اذان سنیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر دونوں صاحبزادے (حضرت حسن و حضرت حسین) فرمائیں تو بلال عذر نہ کر سکیں گے، کیونکہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے اذان کہنے کی درخواست کی تھی۔ بلال نے کہا آپ نے مجھے زر دیکر خریدا اور خدا کی راہ میں آزاد کر دیا آپ نے یہ کام اپنے لئے کیا تھا یا خدا کے لئے کیا تھا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے خدا کے لئے کیا تھا۔ بلال نے کہا کہ اب خدا ہی کے لئے مجھے چھوڑ دیجئے کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کسی کے لئے اذان دوں اور پھر شام چلے گئے۔ لیکن اس دفعہ ہر دو شہزادگان کونین نے اصرار کیا تو لاچار ہو گئے اور مسجد کے چھت پر چڑھ کر اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تھا کہ ہر طرف سے گریہ و زاری شروع ہو گئی جب اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہا تو تمام مدینہ جنبش میں آ گیا اور جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو قیامت برپا ہو گئی اسطرح فریاد و فغاں

ہوا کہ جیسے آج ہی رسولؐ اللہ کی رحلت ہوئی ہو۔ بلالؓ اذان تمام نہ کر سکے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس جا گر پڑے اور واصل بحق ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

---

(۵)

قدوۂ اصحاب اکبر، زبدۂ ارباب باقر حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ نبوت کے یہ پہلے یا دوسرے سال ایمان لائے تھے۔ بنی مخزوم کے رؤسا انکو ہر روز بطحا اور مکہ کو لیجایا کرتے تھے اور ایک گرمابہ میں ہمہ اقسام کی اذیتیں دیا کرتے تھے مجبوراً کفار کے جبر سے جو کچھ وہ چاہتے یہ کہدیتے تھے۔ آنحضرتؐ کو خبر دی گئی کہ عمارؓ کافر ہو گئے فرمایا حاشا و کلا عمار کافر نہیں ہو سکتا اس کا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ الغرض جب عمارؓ نے کفار سے نجات پائی تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفار کے ظلم و ستم پر رونے لگے آنحضرتؐ نے ان کے آنکھوں پر دست مبارک پھیرا یا ان کے آنسوؤں کو صاف کیا اور آپؐ تسلی دی۔ حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت تک حضرت عمارؓ زندہ رہے رضی اللہ عنہ۔

---

(۶)

صاحب ایمان، مصاحب حبیب رحمان حضرت سلمان رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ آپ کو سلمان بن اسلام کہا جاتا ہے۔ اکابر صحابہ سے تھے توریت کے عالم تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا تھا سلمان منا ومن اھل بیتنا ہجرت کے پہلے سال مسلمان ہوئے۔ صاحب سفینۃ لکھتے ہیں کہ علم باطن میں یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں۔ ہجرت کے تینتیسویں سال وفات پائی آپ کی عمر ایک قول کے مطابق ایک ہزار پانچسو سال تھی اور دوسرے قول کے مطابق ڈیڑھ سو سال تھی۔ رضی اللہ عنہ

(۷)

قدوۂ ارباب گرامی مصاحب حبیب رحمانی حضرت ابی حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ

تمام صحابہ متفق ہیں کہ حضرت حذیفہؓ عالم باطن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز تھے آنحضرتؐ نے ان سے نکات توحید اور اسرار عرفان بیان فرمائے تھے اسی وجہ سے ان کی شان میں صحابہ فرماتے ہیں هو صاحب السر الذی لا یعلمہ غیرہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے منافقوں کے نام بھی ان کو بتا دیئے تھے اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے بعد جس کسی شخص کا جنازہ آیا تو حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھتے رہتے اگر وہ اس جنازہ میں نماز پڑھتے تو عمرؓ بھی پڑھتے اور اگر حذیفہ نماز نہ پڑھتے تو یہ بھی نہ پڑھتے ۔ رضی اللہ عنہ

(۸)

عاشق باری صاحب اسراری حضرت ابوذر غفاریؓ رضی اللہ عنہ

آپ صحابہ میں صاحب شان عظیم تھے ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں آپ کو مدینہ سے باہر کر دیا گیا اسی وجہ سے صحابہ کی ایک جماعت افسردہ خاطر تھی ۔ امیر المومنین سیدنا علیؓ عبداللہؓ ابن عباس ۔ عمار یاسر، مقدادؓ بن الاسود نے آپ کے نزدیک جاکر آپ کی دلجوئی کی ۔ زبدہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں آپ کی وفات واقع ہوئی ۔

(۹)

قدوۂ اصحاب جاوید ابن رسول حضرت زید رضی اللہ عنہ

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل فرزند ان کی تربیت فرمائی ۔ اسی وجہ سے جملہ صحابہ ان کو زید بن محمدؐ کہتے تھے اور اگر کوئی شخص اس طرح نہ کہتا تو آنحضرتؐ آزردہ ہوتے ۔ الغرض زید آنحضرتؐ کے بہت مزاج داں اور محرم راز تھے سنہ ۸ھ میں بلاد شام میں شہید ہوئے

انکی شہادت کے بعد آنحضرتؐ نے بکمال شفقت اُسامہ بن زیدؓ کی انکی جگہ تربیت فرمائی ۔ رضی اللہ عنہ

قدوۃ علامہ فخر صحابہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت مقبول تھے ۔ صحاح ستہ میں ہے ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ بروز دوشنبہ آنحضرتؐ نے روم پر جنگ کشی کے لئے لشکر تیار کرنے کا حکم دیا ۔ پھر اُسامہ کو طلب کر کے فرمایا میں تم کو امیر لشکر مقرر کرتا ہوں اپنے باپ کے مقتل کو جاؤ ۲۹ صفر بروز چہار شنبہ کو آنحضرتؐ علیل ہو گئے دوسرے روز باوجود بیماری کے اپنے دست مبارک سے اُسامہ کو علم دیا ۔ اُسامہ علم لیکر باہر نکلے ۔ اعیان مہاجرین و انصار مثل ابوبکرؓ عمرؓ و عثمانؓ وغیرہ مامور ہوگئے کہ اس لشکر کے ہمراہ رہیں ۔ بعض لوگوں کو اُسامہ کا امیر لشکر بنایا جانا ناگوار ہوا کہنے لگے کہ مہاجرین و انصار پر ایک غلام کو کیسے امیر مقرر کیا گیا ۔ شدہ شدہ یہ خبر آنحضرتؐ کے سمع ہمایونی میں پہونچی آپ بہت خفا ہوئے باوجود بیماری کے گھر سے باہر تشریف لائے ۔ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ اُسامہ تمہارے نیک لوگوں میں ہے اس کے بعد منبر سے اتر کر مکان میں تشریف لے گئے ۔

۱۰ ربیع الاول کو مسلمانوں نے آکر آنحضرتؐ کو وداع کیا اور اُسامہ کے لشکر گاہ کو روانہ ہوئے آنحضرتؐ کے مرض میں شدت پیدا ہو گئی مگر آپ کو اسی جنگ کا خیال تھا ۔ بار بار فرماتے تھے کہ اُسامہ کے پاس فوج روانہ کرو اور اپنے نزدیک بجز بنی ہاشم کے کسی کو نہ رکھنا ۔ جب اُسامہ نے روانگی کے ارادے سے سوار ہوئے انکی ماں نے کسی شخص کو بھیجکر اطلاع دی کہ آنحضرتؐ نزع کی حالت میں ہیں ۔ اُسامہ یہ سن کر واپس ہو گئے ۔ صحابہ بھی جو باہر گئے تھے واپس ہو گئے ۔ مختصر یہ کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد پھر اُسامہ ربیع الآخر میں روانہ ہوئے اور شاندار کامیابی حاصل کی اپنے باپ کے قاتل کو قتل کیا ۔

انکی عمر طویل تھی حکومت امیر شام تک زندہ رہے سنہ ۵۴ھ میں ان کی وفات واقع ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

اصحاب صُفّہ

یہ جماعت مدینہ منورہ میں اصحاب فقر و ورع و توکل و تجرید پر مشتمل تھی بجز ذکر و شغل کسی کام یا کسب سے انکو سروکار نہ تھا سب کی سکونت ایک ہی جگہ تھی اور اسی لئے اہل مدینہ نے انکو اصحاب صفہ سے موسوم کیا۔ یہ اہل صفا بھی تھے اسلئے کہ ریاضت باطن اعتقاد اور اخلاص میں کامل تھے۔ یہ جماعت آنحضرت علیہ السلام کو بہت عزیز تھی جب آپ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو اس جماعت نے کمال نیازمندی سے آپ کی اقتداء کی اور فیض دین محمدی سے بہرہ مند ہوئی اور آپکی مصاحبت خاص اختیار کی جس پر قرآن مجید ناطق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جہاد کی زحمت نہ دی۔ اسی توکل اور تجرید کی حالت میں چھوڑا۔

شیخ علاؤالدین سمنانی عروۃ الوثقیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رجال اللہ تھے۔ نماز میں آپکی اقتداء کرتے اور فوائد باطنی حاصل کرتے بجز حذیفہ یمانی کے کسی نے انکو نہ پہچانا۔

خلاصۃ المناقب میں ہے کہ ایک روز مولانا رومؒ سے پوچھا گیا کہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین کیا اسرار تھے آپ نے جواب دیا کہ حضرت کردگار جل قدرتہ نے ستر ہزار کلمات آنحضرتؐ پر ظاہر کئے اسکے بعد فرمایا کہ پانچ ہزار اسرار پوشیدہ رکھے جائیں آنحضرت علیہ السلام جب اصحاب صفہ کے پاس پہونچے تو وہ اسرار خفی جنکو تمام اہل عالم سے پوشیدہ رکھا گیا تھا ان سے آپ نے سنا تو دریافت فرمایا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ اسرار جن کو پوشیدہ رکھنے اور کسی سے نہ کہنے کی تاکید کی گئی تھی بلا واسطہ ملک مقرب و نبی مرسل اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظاہر فرما دیئے۔ لیکن کنز النفائس میں حضرت سید شاہ طاہر قادری قدس سرہٗ نے کلمات کی تعداد نوے ہزار بتائی ہے جن میں سے تیس ہزار کلمات کے اظہار کی اجازت تھی اور تیس ہزار کلمات کی حد تک آنحضرتؐ کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہیں تو ظاہر کریں۔

اکثر ارباب تفسیر و سیر کا کہنا ہے کہ تمام اصحاب صفہ مہاجرین تھے لیکن ان کی تعداد میں اختلاف ہے بعض نے انکی تعداد چار سو بیان کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ انتیس افراد تھے۔ تفسیر حسینی میں چند اصحاب صفہ کے نام بیان کئے گئے ہیں۔ کشف المحجوب میں چونتیس اشخاص کے جو مہاجرین تھے نام تحریر کئے گئے ہیں جیسے سلمان فارسی، عمار یاسر، حذیفہ الیمانی اور بلال حبشی وغیرہم جو ان میں شامل ہیں۔

الغرض اصحاب صفہ فقرائے امت تھے جو مسجد نبوی میں ہمیشہ آنحضرتؐ کی خدمت میں رہتے عبادت الٰہی ان کا شغل تھا۔ اور دنیا کے معاملات اور کسب سے ان کو کوئی تعلق نہ تھا ان کے فضائل پر قرآن مجید ناطق ہے ارشاد ہوتا ہے للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربًا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم۔

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ کے بارے میں بہت احادیث ہیں چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحاب صفہ فرای فقرھم وجھدھم وطیب قلوبھم فقال ابشروا الاصحاب الصفہ فمن بقی من امتی علی النعت الذی انتم علیہ راضیًا بما فیہ فانھم رفقای فی الجنۃ۔ یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس ٹھیرے اور انکے فقر و مجاہدہ اور انکی طہارت قلب کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کہ اصحاب صفہ کو خوشخبری دو کہ میری امت میں تمہاری صفت پر جسکو تم نے خوشی سے اختیار کیا ہے کوئی نہیں رہا یہ لوگ جنت میں میرے رفیق ہونگے۔

حضرت شیخ فریدالدین یحییٰ منیری قدس اللہ سرہ آداب المریدین میں کہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے اغنیاء نے مکر کیا اور آنحضرتؐ کے سامنے آکر گذارش کی یا رسول اللہ ہم ایمان لائے ہیں مگر فقرائے امت کو منع کیجئے کہ آپ کے پاس نہ آئیں ان سے ہم کو عار ہوتا ہے اور انکے جسم کی اور کپڑوں کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ کافروں کے ایمان پر حریص تھے اسلئے آپ نے اسمیں مصلحت دیکھی اور حضرت عمر فاروق کے ذریعہ ان درویشوں کے پاس کہلا بھیجا کہ چند روز آپ کے پاس نہ آئیں تاکہ یہ لوگ ایمان لائیں۔ عمر خطاب چند قدم گئے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ وما علیک من حسابھم من شیئ وما علیھم من حسابک من شیئ تطردھم فتکون من الظالمین یعنی ان لوگوں کو رد نہ کرو جو اپنے رب کو صبح اور شام اسکی رضا کے لئے پکارتے ہیں نہ ان کے حساب کی کوئی بات آپ پر ہے اور نہ آپ کے حساب کی ان پر ہے اگر آپ ان کو دور کردیں تو آپ تجاوز کرنے والوں سے ہو جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ فقرائے امت کو دور کرنا نہ چاہتے تھے تو ان اغنیاء نے کہا کہ ہمارے اور انکے

درمیان دن مقرر کر دیجیے ایک روز ہم آئیں اور دوسرے روز یہ آئیں۔ بار دیگر یہ آیت نازل ہوئی واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم الخ یعنے آپ کو ان کے ساتھ رہنے کیلئے فرمایا گیا۔ جب کفار اس آیت سے واقف ہوئے تو سمجھ گئے کہ آپ ان کے حسب خواہش باری بھی مقرر نہ کریں گے تو آنحضرتؐ سے کہا کہ جب آپ چاہتے ہیں کہ ہم اور یہ فقراء ایک ہی مجلس میں بیٹھیں تو کم از کم آپ ہماری جانب رخ کر کے بیٹھا کریں۔ آنحضرتؐ نے بنظر مصلحت اور ان اغنیاء کے اسلام لانے کی توقع میں حضرت عمر فاروقؓ کو بھیج فقرائے امت کے پاس کہلا بھیجا کہ میں مصلحتاً چند روز ان اغنیاء کفار کی جانب منہ کر کے بیٹھوں گا تم دل تنگ نہ ہونا۔ حق تعالیٰ نے اتنی رعایت بھی پسند نہ کی اور یہ آیت اتری کہ ولا تعد عیناک عنھم الخ یعنے آپ اپنی آنکھیں ان درویشوں کی جانب سے نہ پھرائیں۔ یہ آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ان فقراء کا اور بھی لحاظ فرمانے لگے۔ آپ کے عہد دولت میں طریق مشرب فقرائے امت تمام خلائق میں ممتاز تھا۔ آپ کی وفات کے بعد بھی امیر المومنین کی محبت سے یہ لوگ ممتاز و مخصوص تھے۔ طائفہ صوفیا کا مخرج و منبع یہی اصحاب صفہ ہیں ان کے فضائل حد تواتر کو پہنچے ہیں اور اس طائفہ کا ظہور تا قیام قیامت رہیگا۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مقدمہ ختم ہوا
جلد دوم مشکوٰۃ اول سے شروع ہوگی

مترجم کے دیگر تراجم و تصانیف

۱۔ **ترجمہ لطائف اللطیف** :- تصنیف حضرت سید شاہ غلام علی قادری رح
مشتمل بر احوال حضرت سید الابدال سید شاہ لطیف لاابالی رح و
اولاد آنحضرت رح۔ ہدیہ پندرہ روپیہ

۲۔ **کلامِ عارف** :- وحید العصر حضرت سید شاہ وحید پاشاہ قادری الموسوی رح کا کلام اور
آپکے اجداد کا تذکرہ۔ ہدیہ دو روپیہ

۳۔ **استعانت** :- ندا، توسل استعانت کے موضوع پر ایک جامع تصنیف جو مفسرین
محدثین فقہا اور اکابرین کے بیشمار ارشادات کی روشنی میں تحریر کی گئی ہے ہدیہ دس روپیہ

۴۔ **کیف و سرور** :- مترجم کے غزلوں اور نظموں کا مجموعہ
ہدیہ دس روپیہ

اسکے علاوہ

فردوس (مترجم کا نعتیہ کلام) علم غیب (مسئلہ علم غیب پر ایک جامع تحریر) ترجمہ محامد حمادیہ جلد اول و دوم (تصنیف حضرت محمد برہان الدین خانصاحب) مدائح قادریہ (کلام حضرت سید شاہ عبدالقادر قادری المعروف بہ زرد علی شاہ رح) اسلام کا عالمگیر پیام (مترجم کی تصنیف جو بزبان انگریزی تحریر کی گئی ہے) بہت جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آرہی ہیں۔

ملنے کا پتہ :-

بمکان مترجم ڈیوڑھی مولوی سید محمود رح مکان نمبر 20-6-175
اندرون فتح دروازہ - حیدرآباد ۲۶۵
و مشہور تاجرین کتب